ہمراز میرے
از آسیہ رئیس خان

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ہمراز میرے

از آسیہ رئیس خان

"یہاں روک دیں پلیز۔" اپنی سوچ میں غلطاں اس کی نظر سو سال سے بھی زیادہ پرانی پارسی بیکری پر پڑی تو اس نے ڈرائیور سے کہا۔ یوں تو ساحر کو میٹھے سے کوئی خاص رغبت نہیں تھی لیکن اس بیکری کی ونیلا پیسٹری اس کی کمزوری تھی۔ جب بھی یہاں سے گزر ہوتا پیسٹری اور کافی کے لیے اس بیکری میں جانا اس کی عادت تھی۔ اس عادت میں پیسٹری کے ذائقے یا اس کے شوق سے زیادہ دخل دادی کی یاد کا تھا، جنہوں نے اسے اس بیکری اور پیسٹری سے سالوں پہلے متعارف کرایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں بس دو منٹ میں آئی۔" ڈرائیور نے سڑک کے کنارے کیب روک دی تھی۔ وہ اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر باہر نکلی اور فٹ پاتھ پر کچھ قدم پیچھے چل کر بیکری میں داخل ہوئی۔ اسے

ذرا بھی علم ہوتا کہ اس کا یوں رک کر بیکری جانا کیا قیامت لانے والا ہے تو وہ ساحر کی اس خواہش کی خاطر کبھی وہاں نہ رکتی۔

"گڈ ایوینگ میم۔" کاونٹر کے پیچھے کھڑی لڑکی نے پیشہ ورانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ بیکری کا مختصر عملہ ان دونوں سے واقف تھا۔

"آج سر نہیں ہیں آپ کے ساتھ؟" ماہی نے نفی میں سر ہلا کر شیشے کے پار مخصوص پیسٹری کی طرف اشارہ کیا۔ کم گوئی اس کی شخصیت کا خاصہ تھی۔

"باہر ڈرائیور ویٹ کر رہا ہے۔" اس کا اشارہ سمجھ کر لڑکی نے پھرتی دکھائی۔

"تھینک یو۔" اس کے ہاتھ سے کاغذی تھیلی لینے سے پہلے ماہی نے ادائیگی کی اور باہر نکل آئی۔ ابھی وہ کیب سے چند قدم دور ہی تھی کہ فون کی رنگ ہونے لگی۔ اس نے ہینڈ بیگ میں ہاتھ ڈال کر فون نکالا۔ ساحر کی کال تھی۔

"بانو۔۔۔" وہ قیامت کے صور جیسی آواز دور سے آئی تھی اور اسے چونکنا بلکل نہیں چاہئے تھا کیونکہ وہ بانو نہیں تھی لیکن وہ نہ صرف چونکی بلکہ فون اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

"بانو۔۔۔۔" اب کے وہ میکانیکی انداز میں آواز کی سمت پلٹی۔ فٹ پاتھ سے عمودی جاتی سڑک کے دوسری طرف وہ دلاور ہی تھا۔ نہ اس کے کانوں کو دھوکا ہوا تھا نہ اس کی آنکھوں کو۔ وہ اس مصروف سڑک پر آتی جاتی گاڑیوں کے درمیان سے نکل کر اس طرف آنے کی کوشش میں تھا۔

"نہیں۔۔۔" اس کے بدن کا ہر خلیہ دہشت، تڑپ، دکھ اور بے یقینی سے چیخ اٹھا۔ مصیبت اور آفت میں جتنے شدید نقصان کا خدشہ ہو ذہین اتنا ہی ہوشیار ہو جاتا ہے۔ وہ فطرتاً نڈر یا چالاک نہیں تھی لیکن نقصان کے اندیشے نے اس کے ذہین کو الرٹ کر دیا تھا۔ بے جان ہوتے وجود کے ساتھ وہ جھکی، کانپتے ہاتھوں سے فٹ پاتھ پر گرا فون اٹھایا اور تیزی سے کار میں آ کر بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

" چلیں۔" اس کی عجلت بھانپ کر ڈرائیور نے بھی مستعدی دکھائی۔ دلاور سڑک پار کر کے فٹ پاتھ پر آیا تب تک ڈرائیور آگے بڑھ چکا تھا۔ اس کا دل کیا وہ مڑ کر دیکھے کہ کہیں وہ کیب کے پیچھے بھاگ تو نہیں رہا ہے لیکن عضلات دل کا حکم کہاں مانتے ہیں۔ ماہی نے لرزتے ہاتھوں سے سرد ہوتا چہرہ چھپا لیا۔ بارہ سال بعد بھی ان دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا تھا۔ خواہش و خوف اور انتقام و نفرت کا یہ بڑا عجیب رشتہ تھا۔

" یااللہ! یہ مر کیوں نہیں گیا؟ اب تک زندہ کیوں ہے؟ اور اس وقت یہاں کیوں موجود تھا؟ اتنے سالوں بعد اچانک۔۔۔۔ یا پھر وہ اتنے سالوں سے میری تلاش میں تھا؟ لیکن وہ تلاش کیوں کرے گا، ماہ بانو تو مر چکی ہے۔ کیوں میں نے مڑ کر دیکھا؟ ہو سکتا ہے اس نے مجھے پہچانا ہی نہ ہو۔" وہ اچھی طرح جانتی تھی اس کا یہ خیال کس قدر کھوکھلا ہے۔ یوں ہی ہاتھوں سے ڈھکا چہرہ اس نے جھک کر گھٹنوں پر رکھ دیا۔ " یااللہ! آئندہ وہ کبھی مجھے نظر نہ آئے، یہ اتفاق پہلا اور آخری ہو۔ اب اگر وہ میرے سامنے آیا بھی تو میں پورے اعتماد سے اس کا سامنا کروں گی، آخر کو میں مہر النساء ہوں اور مہر النساء کسی دلاور کو نہیں جانتی۔

" وہ روتے ہوئے ہر قسم کے خیالات سے جھوجھ رہی تھی۔ اس وقت اس کا وہی حال تھا جو

بارہ سال پہلے دلاور کو دیکھ کر ہوتا تھا۔ بے بسی، مجبوری، غصہ اور خوف۔ پہلے وہ تنہا تھی ،اس کے پاس زندہ رہنے کا کوئی بہانہ نہیں تھا اس لیے خود کو بچانے کے لئے اس نے بڑی آسانی سے موت کو گلے لگانے کا سوچ لیا تھا۔ مگر اب اس کے لئے سب سے قیمتی اس کی زندگی تھی کہ اب وہ تنہا نہیں تھی۔ سالوں پہلے، حال اور مستقبل میں بنا کسی روشنی اور اُمید کے ہی اس نے دلاور کا اپنی استطاعت سے بڑھ کر مقابلہ کیا تھا اور اب جب کہ اس کے پاس روشن حال اور سنہرا، پُر اُمید مستقبل تھا اور یہ اسے بیک وقت مضبوط اور کمزور دونوں بنا رہا تھا۔

فون پر میسج کا مخصوص اشارہ ہوا تو وہ چونکی۔ اس نے سیدھے ہو کر فون اٹھایا۔ فٹ پاتھ کے پکے فرش پر گرنے کا اثر تھا کہ اسکرین میں بے شمار دراڑیں پڑ گئی تھیں۔ ساحر کا پیغام تھا۔

www.novelsclubb.com

"کہاں ہو؟"

"گھر کے لئے نکل چکی ہوں، راستے میں ہوں۔" اس نے تیزی سے ٹائپ کیا۔

"او کے۔ سنبھل کر آؤ۔" ساحر کا پیغام پڑھتے ہوئے، ٹوٹی اسکرین دیکھ کر اس کا دل ہول گیا۔

"میڈم آپ ٹھیک تو ہے؟" اسے یوں مسلسل روتے دیکھ کر بلاآخر ڈرائیور نے پوچھ ہی لیا۔

"میری نانی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" یہ سراسر جھوٹ بھی نہیں تھا۔

"اوہ، فکر نہ کریں سب ٹھیک ہو گا۔" ڈرائیور کی تسّلی پر وہ مزید روانی سے رونے لگی۔

"ہاں، ان شاء اللہ سب ٹھیک ہی ہو گا۔" اس نے خود کو بھی یقین دلایا۔ باقی کا راستہ وہ انتہائی رجائیت پسندی سے خود کو دلاسہ اور اطمینان دلاتی رہی کہ آئندہ دلاور سے اسکا سامنا کبھی نہیں ہو گا۔ لیکن یہ اس کی خام خیالی تھی۔ آج کا سامنا تو ابتدا تھی۔

گھر پہنچنے تک وہ خود کو بڑی حد تک سنبھال چکی تھی۔ یہ ساحر کے گھر آنے کا وقت تھا اور وہ اپنی روئی شکل اس کے سامنے لے جا کر اسے پریشان نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے سوچا، ساحر کے آنے سے پہلے ہی نہا دھو کر فریش ہو جائے گی۔ لیکن چابی سے دروازہ کھول کر

www.novelsclubb.com

اندر داخل ہوتے ہی کچن سے آتی آہٹیں اور خوشبوئیں ساحر کی موجودگی کا اعلان کر رہی تھیں۔ وہ جلدی آیا تھا اور اب اس کے لیے سرپرائز ڈنر تیار کر رہا تھا۔ ماہی نے اپنا فون، چابی اور ہینڈ بیگ، دروازے کے ساتھ والی چھوٹی سی الماری پر رکھا جہاں ساحر کا والٹ، گاڑی اور گھر کی چابیاں پہلے سے موجود تھیں۔ اس نے مسکرا کر آئینے میں اپنی شکل دیکھی، اس کی سوجی آنکھیں گریہ کی چغلی کھا رہی تھی۔ ایک گہری سانس لے کر وہ کچن میں آئی۔

"آپ جلدی آرہے تھے تو مجھے بتایا کیوں نہیں؟ میں بھی جلدی نکل جاتی۔" سلام کرنے کے بعد اس نے ساحر سے کہا، جو ایپرن باندھے کوکنگ رینج کے پاس کھڑا تھا۔ وہ چکن فرائی کر رہا تھا اور اس کے ہاتھ اس وقت مصحالوں سے سنے تھے ورنہ وہ آگے بڑھ کر اسے گلے ضرور لگاتا۔ گھر سے نکلتے اور گھر میں داخل ہوتے وقت یہ معانقہ اس کا معمول تھا۔ ان دونوں کی محبت ایک دوسرے کے لئے یکساں گہری اور شدید سہی لیکن دونوں کا محبت کرنے کا انداز اور طریقہ یکسر مختلف تھا۔ ساحر عمل اور الفاظ دونوں سے اظہار کے معاملے میں بڑا فراخ دل تھا اور ماہی اتنی ہی کنجوس۔ ساحر ماہی اور اس کیلئے اپنی محبت کو کسی عزاز کی

طرح دنیا کے سامنے پیش کرتا تھا اور اس میں کوئی تصّنع یا دکھاوا نہیں ہوتا تھا۔ جبکہ ماہی کی محبت اس بچے کی طرح تھی جو اپنے پسندیدہ کھلونے کو سینت کر شو کیس میں رکھتا ہے، اس کی حفاظت کی خاطر نہ اسے ہاتھ لگاتا ہے، نہ اس سے کھیلتا ہے، بس اسے دیکھ دیکھ کر ہی خوش ہوتا ہے۔

"اسی لیے نہیں بتایا۔" اس نے چکن پین میں ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "کیسی ہے نانی کی طبیعت؟"

"ٹھیک ہے، موسمی نزلہ اور گھٹنوں کا درد بڑھ گیا ہے۔" اب وہ اسے کیا بتاتی کہ اس عمر میں نانی کے دل میں یہ خوف گھر کر گیا تھا کہ اب ماہی انہیں چھوڑ دے گی۔ بھلے دنیا کی نظر میں وہ نانی نواسی تھیں مگر حقیقت یہ تھی کہ ان کا دور دور تک کوئی رشتہ نہیں تھا کجا خونی رشتہ۔ کچھ دنوں سے وہ ہر دس پندرہ دن میں دھمکی بھرا فون کرتی تھیں کہ اگر وہ ابھی ان سے ملنے نہ آئی تو وہ ساحر کو اسکی اصلیت بتا دیں گی۔ اور ماہی یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ صرف دھمکی ہے، وہ کبھی ایسا نہیں کریں گی، ان کی تسّلی کی خاطر ان کے پاس دوڑی جاتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"جلدی سے فریش ہو کر آ جاؤ، مجھے اب بھوک لگ رہی ہے۔"

"میں ڈیزرٹ لائی ہوں۔" ماہی نے پیسٹری والی تھیلی ٹیبل پر رکھی۔

" اوہ، گریٹ! اب میں اور صبر نہیں کر سکتا، تم جلدی آؤ۔"

"بس دو منٹ میں آئی۔ آپ وہ چکن فرائی کر کے ہٹیں، میں آ کر ٹیبل لگاتی ہوں۔" وہ کہہ کر رکی نہیں۔ مزید وہاں رکنے کا مطلب تھا کہ ساحر کا اگلا سوال ہوتا 'تم روئی کیوں؟'

"کیا نانی کی طبیعت اتنی زیادہ خراب ہے؟" سنک میں ہاتھ دھوتے ہوئے ساحر سوچ رہا تھا۔

وہ منہ دھو کر لوٹی تو ساحر ٹیبل سیٹ کر چکا تھا۔ اسے چاول اور چکن پسند تھا اور ساحر نے فرائیڈ چکن کے ساتھ بریانی بنائی تھی۔ شہر کی مشہور اور سر برآوردہ شخصیات اس کے والدین تھے۔ وہ شہر کے ان چنیندہ مسلم میں سے تھے جن کی تصویریں آئے دن اخبار کے پیج تھری میں ہوتی تھیں یا پھر وہ ٹی وی پر کسی مباحثے میں نظر آتے تھے۔ اس کے والد ریٹائیر ڈبیورو کریٹ تھے اور اس کی والدہ انٹیریئر ڈیزائنر۔ لیکن ساحر نے اپنی زندگی

کا پیشتر حصہ تنہا رہ کر بسر کیا تھا اور اسی تنہائی نے اسے اچھا خانساماں بنا دیا تھا۔ اس میں کوئی دورائے نہیں تھا کہ وہ ماہی سے اچھا کھانا بناتا تھا۔ کھانا ہی کیوں روزمرہ کے کتنے ہی کاموں میں وہ ماہی سے زیادہ ماہر تھا۔

"بار بار نانی کے پاس جانے سے اچھا ہے انہیں یہیں لے آتے ہیں۔" کھانے کے دوران وہ کوشش کر رہی تھی کہ چہرے پہ بشاشت قائم رکھے اور اس کی یہ کوشش محسوس کر کے ہی ساحر نے مشورہ دیا۔

"وہ نہیں مانیں گی۔" یہ حقیقت تھی۔

"انہیں یہاں ہمارے ساتھ رہنے پر آمادہ کرنے کا ٹرائے تو کرو یا تم کہو تو میں بات کرتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"میں نے کئی بار ٹرائے کیا، لیکن انہیں وہیں اچھا لگتا ہے، یہاں بند فلیٹ میں وہ ایک دن میں ہی گھبرا جاتی ہیں۔" اپنی شادی کے فوراً بعد ہی وہ ان کے ساتھ یہ لاحاصل بحث کر چکی تھی۔

"پھر بھی آپ چاہتے ہیں تو بات کر کے دیکھیں ان سے۔" ساحر کی بات سے اختلاف وہ شاذ ہی کرتی تھی۔

"تم پریشان نہ ہو، ہم مل کر کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے۔" ساحر نے مسکرا کر دلاسہ دیا تو وہ بھی سر ہلا کر مسکرا دی۔

ساحر شام جلد گھر آیا تو اس نے سوچ رکھا تھا کہ کھانے کے بعد وہ اسے ساحل پر لے کر جائے گا۔ ساحل سمندر کے قریب رہنے کا فائدہ وہ دونوں اکثر دیر رات تک وہاں چہل قدمی کر کے اٹھاتے تھے۔ لیکن اب ماہی کا بدلا مزاج اسے تھکان لگ رہا تھا سو اس نے باہر جانے کا منصوبہ خود ہی رد کر دیا۔ دونوں نے ساتھ کچن سمیٹا پھر عشاء کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد ماہی نے کہا کہ وہ کچھ دیر تلاوت کرے گی تو وہ ہال میں آکر اس کے فارغ ہونے کے انتظار میں ٹی وی لگا کر بیٹھ گیا۔ جب بہت دیر تک ماہی نہیں آئی تو وہ اٹھ کر بیڈ روم میں آیا۔ وہ نماز کے انداز میں دوپٹہ لپیٹے ہی سو گئی تھی۔ یہ پہلی بار ہوا تھا کہ وہ گھر میں موجود تھا اور وہ یوں اسکے بنا ہی سو گئی تھی۔ ساحر نے اسے لحاف اوڑھا کر لائٹس بند کی تبھی اس کے فون پر اس کے کولیگ کی کال آگئی۔ اس کی نیند کے خیال سے ہال کی گیلری

www.novelsclubb.com

میں آکر اس نے کال ریسیو کی۔ دفتر کے کسی مسئلے پر ان کی گفتگو کافی لمبی ہو گئی تھی۔ کافی دیر بعد وہ فون بند کر کے وہ گیلری سے اندر آیا۔ ہال کی لائٹس بند کرتے ہوئے اس کی نظر الماری پر رکھے ماہی کے فون پر پڑی۔ فون اٹھا ہی رہا تھا کہ بیڈ روم سے آتی آہٹ نے اس کی توجہ ادھر مبذول کر لی۔ اگلے پل بیڈ روم کے دروازے میں ماہی نمودار ہوئی۔

"ماہی۔۔۔" اس کا متوحش چہرہ دیکھ کر بے اختیار ہی وہ پر تفکّر سا پکار اٹھا۔ آج کا دن اس کے لیے حیرتوں سے بھرا تھا۔ ماہی تیر کی طرح دوڑ کر اس سے لپٹ گئی تھی۔ اس کے اس نداز پر ساحر کو رومانس یا خوشی کی جگہ تشویش نے گھیرا تو وہ بلکل درست تھا کیونکہ اس رشتے میں وہ ایسی داسی تھی جو اس کے قدموں میں سر جھکائے بیٹھی، اس کی محبتیں، عنایتیں، مہربانیاں سب بخوشی قبول کرتی تھی لیکن خود کو سر اٹھا کر اس کی سمت نظر کرنے کے قابل نہیں سمجھتی تھی۔

"ماہی کیا ہوا؟" ساحر نے اسے خود سے الگ کر کے سامنے کرنا چاہا تو ماہی نے اور مضبوطی سے اسے تھاما۔

www.novelsclubb.com

"ڈر گئی؟ کوئی برا خواب دیکھا؟" ساحر نے اس کی پشت سہلاتے ہوئے پوچھا۔

"سوری، میں تمہیں تنہا چھوڑ کر ادھر چلا آیا۔"

وہ آنکھیں موندیں اس لمحے کی سچائی اپنے اندر اتار رہی تھی۔ ساحر اس پاس تھا، اس کے قریب، وہ اس کے بازوؤں میں تھی، اس لمحہ اسے موت بھی آجائے تو کوئی شکوہ نہیں۔ ایک زمانے قبل اس نے مرنا چاہا تھا اور عین وقت پر ساحر نے اسے بچا لیا تھا، پھر وہ مر بھی گئی اور معجزاتی طور پر اللہ نے اسے زندگی بخش دی۔ تب اسے یقین ہو گیا تھا کہ اللہ نے اسے ساحر کے لیے بچایا ہے اور یہ کہ اس کی زندگی پر اللہ کے علاوہ صرف ساحر کا حق ہے۔

"ماہی۔۔۔" اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے ساحر نے آواز دی تو وہ آنکھیں کھول کر اس سے الگ ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"خواب کی وجہ سے آنکھ کھلی اور آپ نہیں تھے اسلیے ڈر گئی۔" وہ بہت آہستہ سے بول رہی تھی۔

"آج تم تھک گئی ہو اور نانی کی وجہ سے پریشان بھی ہو۔" ساحر نے خود ہی اس توجیہہ ڈھونڈ لی تھی۔

"ہاں، شاید۔" ماہی نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"چلو۔" ساحر اس کا ہاتھ تھامے بیڈ روم میں چلا آیا۔

"میں یہیں ہوں۔" اس نے تکیہ درست کر کے اسے لیٹنے کا اشارہ کیا تو وہ دوپٹہ کھول کر لیٹ گئی۔ "آرام سے سو جاؤ، اب تمہیں کوئی خواب نہیں ڈرائے گا۔"

وہ بھی اس کے بازو میں تکیے پر کہنی رکھے لیٹ گیا۔ ماہی نے سعادت مندی سے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے انداز پر ساحر نے بے ساختہ مسکراتے ہوئے اس کی پیشانی چوم لی۔ اس کی بات کا یقین تھا یا اس کی قربت کا احساس، وہ جلد ہی گہری نیند میں ڈوب گئی تھی۔ لیکن اب پلنگ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھے ساحر کی آنکھوں سے نیند غائب تھی۔ کچھ تو غیر معمولی ہوا تھا آج۔ ماہی کا برتاؤ اور ابھی ابھی اس نے ماہی کا ٹوٹا فون دیکھا تھا، جس

www.novelsclubb.com

کے بارے میں ماہی نے اسے نہیں بتایا تھا۔ خلا میں تکتے ہوئے وہ گہری سوچ میں غرق تھا۔

—

آج پھر ماما نے اسے اپنی منتخب شدہ امیدوار سے ملنے بلایا تھا۔ اسے نہ لڑکی میں دلچسپی تھی نہ ہی شادی میں۔ لیکن جب تک وہ مل نہیں لیتا ان کا اسرار جاری رہنا تھا سو بہتر تھا ٹال مٹول کی بجائے مل کر معاملہ اگلی لڑکی پسند آنے تک ٹال دیا جائے۔ تین گھنٹے ماما اور ان کی پسند کے ساتھ گزارنے کے بعد اب اسے سانس لینے کے لیے کھلی ہوا کی سخت ضرورت تھی اور اس کے لیے مرین ڈرائیو سے بہتر کون سی جگہ ہو سکتی تھی۔ قلابہ سے اپنے گھر جاتے ہوئے وہ وہاں سے گزرا تو اس نے کار سڑک کے کنارے کھڑی کی اور باہر نکل آیا۔ پانیوں کی خوشبو سے رچی ہوا کے مزے لیتا وہ کتنی ہی دیر وہاں ٹہلتا رہا پھر وہاں سیڑھی پر پیر رکھے وہ سڑک کی سمت رخ کیے بیٹھا تھا تب اس کی نظر ماہی پر پڑی تھی۔ وہ فٹ پاتھ پر دور سے چلتی ہوئی اس کی طرف آ رہی تھی۔ وہ ذرا دیر پہلے ایک طرح دار اور خوبصورت

www.novelsclubb.com

فیسٹیکیٹیڈ تھی لیکن ساحر کے لیے وہ سراپا تصنّع لڑکی سے مل کر آرہا تھا بقول ماما وہ بڑی سا اور بناوٹ کا نمونہ تھی۔ حسن، ذہانت، لہجہ، گفتگو، برتاؤ، اس میں کچھ بھی خالص نہیں تھا۔ اس کے برعکس زرد اور گرے کاٹن کا سوٹ پہنے، پیروں میں ڈیڑھ سو روپے والے سیل کی فلیٹ چپلیں، کانوں میں لوکل ٹرین سے خریدی ہوئی بیس روپے والے آکسیڈائزڈ ائیر نگز اور کلائی میں سستی سی گھڑی پہنے وہ خود میں گم آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی چل رہی ماہی میں اس وقت کوئی بناوٹ نہیں تھی۔ وہ جو تھی، وہی تھی۔ ان دونوں کے کلاس اور مقام کا کوئی مقابلہ نہیں تھا لیکن ایک مصنوعیت سے بھری ملاقات کے بعد اسے دیکھتے ہی ساحر نے دل میں ماں کو مخاطب کیا تھا۔

" یہ ہے وہ لڑکی ماما، جس سے مجھے شادی کرنی ہے۔"

www.novelsclubb.com

وہ اس تک پہنچنے سے پہلے ہی پلٹنے لگی تو وہ بے قراری سے نیچے اتر کر اس کی سمت بڑھا۔

"تمہیں رات میں اتنا لیٹ یوں تنہا نہیں گھومنا چاہیے۔"

"آ۔۔آپ مجھے جانتے ہیں۔" پہلے وہ حیران سی پلٹی پھر یہ یقین ہو جانے کے بعد کہ وہ اسی سے مخاطب ہے، اس نے مزید حیران ہو کر پوچھا تھا۔ وہ جواب دیتا اس سے پہلے ہی اس کے پیچھے سے ایک تیز گیند آ کر ماہی کے سر پر لگی تھی۔ نیا نیا خریدا گیا بلا اور گیند گھر لے جانے تک کا صبر نہیں تھا ان دونوں بھائیوں میں۔ وہ وہیں میچ شروع کر چکے تھے۔ ماہی کراہ کر ضرب لگی جگہ پر ہاتھ رکھ کر نیچے بیٹھ گئی تھی۔ اس قدر رفتار سے گیند ٹکرائی تھی کہ اس کا سر چکرانے لگا تھا۔

"سوری آنٹی۔" ساحر کے پیچھے سے بچّہ دوڑتا ہوا آیا۔

"یہ کوئی جگہ ہے کرکٹ کھیلنے کی؟" ساحر نے غصّے سے کہا۔ وہ بچّہ جس تیزی سے آیا تھا، انکل کے تیور دیکھ کر اس سے دوگنی تیزی سے گیند اٹھا کر واپس بھاگا۔ ماہی کی کنپٹی پہ سرخی نمودار ہوئی تو وہ جیب سے رومال نکال کر اس کے سامنے بیٹھا اور رومال اس کی چوٹ پر رکھا۔ ماہی نے اس حرکت پر سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"بلیڈنگ ہو رہی ہے۔" اس کے چہرے پہ درج سوال اور جھجک دیکھ کر ساحر نے کہا۔

اس نے رومال پر ہاتھ رکھا تو ساحر نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ ماہی نے رومال پیشانی سے ہٹا کر سامنے کیا، خون اس میں جذب ہو کر رومال کو سرخ کر چکا تھا۔ ماہی نے دوبارہ رومال کنپٹی پر رکھ لیا۔

"ارے۔۔۔ کیا ہوا مہر النساء؟" پیچھے سے ہانپتی، بھاگتی نانی آئیں۔ وہ اپنے پیروں کے درد کی وجہ چہل قدمی کی بجائے بیٹھ کر ٹھنڈی ہوا کھا رہی تھیں۔

"مہر النساء۔" ساحر نے دل میں دہرایا۔ اس کی ساری توجہ اس کی چوٹ پر تھی۔

"کیا کیا تم نے؟ مار کیسے لگی؟ میں ابھی۔۔۔۔" وہ ساحر اور اس کے زخم کو دیکھ کر بگڑیں۔

"بال لگی ہے نانی۔" وہ کھڑی ہوئی۔ "ان کی کوئی غلطی نہیں ہے۔" نانی کو شروع ہونے سے پہلے ہی روک دینا مناسب تھا ورنہ وہ ایک بار شروع ہو جاتیں تو پھر نہ سنتیں نہ رکتیں۔ کھڑے ہوتے ہی اسے زور کا چکر آیا تو اس نے نانی کو تھاما۔

"تم پلیز بیٹھ جاؤ۔" اس نے پیچھے لمبی سی سیڑھی کی طرف اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"ارے بھئی تم کون ہو؟"اس کی اس بے تکلفی پر نانی نے تیوری چڑھا کر پوچھا۔

"کوئی نہیں نانی، وہ صرف مدد کر رہے ہیں۔" وہ خود ہی پیچھے ہو کر بیٹھ گئی۔

"میں کار لے کر آتا ہوں، ہاسپٹل جانا پڑے گا اسٹیچز کے لیے۔" وہ ماہی کے خون سے بھیگتی انگلیاں دیکھ کر بولا اور رکا نہیں۔ وہ کار لے کر آیا تو نانی رومال پر اپنا دوپٹہ رکھے خون روکنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"آئیں پلیز۔"اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر کہا۔ نانی نے اسے پکڑ کر اٹھایا۔

"ہم ٹیکسی سے چلیں جاتے ہیں۔ آپ تکلیف نہ کریں۔"اس کی جھجھک ہنوز قائم تھی۔

"بؤلا گئی ہو، اتّی رات میں میں بوڑھی کہاں ٹیکسی اور دواخانہ ڈھونڈوں گی، بیٹھو۔" کہنے کے ساتھ ہی نانی نے اسے گھسیٹ کر کار کے دروازے کے قریب کیا۔ وہ لب بھینچے بیٹھ گئی۔

"نام کیا ہے تمہارا؟"کار سڑک پر دوڑنے لگی تو نانی نے پوچھا۔

"ساحر۔" اس نے رئیر ویو مرر میں خشک ہونٹوں پہ زبان پھیرتی ماہی کو دیکھ کر کہا۔

"ساحر علی خان۔"

"کہاں رہتے ہو؟"

"بینڈرا۔"

"ہے۔۔۔۔؟"

"باندرہ نانی۔" ماہی نے آہستہ سے کہا۔

"تو صحیح سے بولو نا بیٹا۔" نانی ساحر سے مخاطب ہوئیں۔ وہ مسکرا دیا۔

"کام کیا کرتے ہو؟" ہلکے توقف کے بعد اگلا سوال حاضر تھا۔

www.novelsclubb.com

"انجینیر ہوں۔"

"ہمم۔۔۔۔" انہوں نے سمجھنے یا پھر نہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔ وہ پھر زیرِ لب مسکرا دیا۔ تیز رفتار سے گاڑی چلاتے ہوئے وہ قریبی اسپتال پہنچا تھا۔ وہ ایک نجی اسپتال

تھا۔ وہ دونوں ابھی استقبالیہ میں ہی تھیں اور وہ لمبے ڈگ بھرتا اندر چلا گیا تھا۔ چند سیکنڈ بعد باہر آیا تو اس کے ساتھ نرس بھی تھیں جو اسے اپنے ساتھ لے کر اندر چلی گئیں۔ نرس کے منع کرنے کے باوجود بھی نانی کچھ سیکنڈز ہی باہر بیٹھ سکیں پھر وہ بھی اٹھ کر ان کے پیچھے ہولیں۔ اسے تین ٹانکے لگے تھے۔ وہ بائیں کنپٹی پر پٹی اور نرس کی ہدایتیں لے کر باہر نکلی تو ہاتھ میں دواؤں کا لفافہ پکڑے ساحر منتظر تھا۔

"نانی اب ہم خود ہی گھر چلتے ہیں۔" اس نے ساتھ چلتیں نانی سے نقاہت بھری آواز میں آہستگی سے کہا تھا۔ قدرے فاصلے پر چلتا ساحر پھر بھی سن چکا تھا جب کہ نانی سن کر بھی انجان بنی ساحر کے پیچھے چل رہی تھیں۔ نانی نے اسے گھر کا پتہ بتایا اور اپنے علاقے کے قریب پہنچ کر انہیں گلیوں سے گزرنے کا راستہ بتانا پڑا۔ آخر ایک تنگ سی گلی کے سامنے ساحر نے کار روک دی کہ مزید آگے جانے لائق راستہ نہیں تھا۔ وہ وہیں اس کا شکریہ ادا کر کے اسے خدا حافظ کہنے کے ارادے سے باہر نکلی اور نانی نے اسے ساتھ گھر چلنے کی پیشکش کر دی لیکن اسے کہاں کسی دعوت کی ضرورت تھی وہ اس کے بنا بھی گھر دیکھ کے ہی وہاں سے لوٹنے والا تھا۔ نو بائے نو کا ایک کمرہ ان دونوں کی پناہ گاہ تھا۔ وہیں باورچی خانہ

www.novelsclubb.com

اور غسل خانہ تھا۔ایک الماری،ایک چھوٹا سا پلنگ،ایک کونے میں ائیر کولر، چھوٹا سا فریج،واشنگ مشین،دیوار پر آئینہ،ایک کھڑکی اور دروازے کے پاس پائیدان کے قریب ان دونوں کی چپلیں۔وہ ایک صاف ستھرا اور ضروری سہولتوں سے پر گھر تھا۔اسے ایک نظر میں ہی سب یاد ہو گیا تھا۔وہ بھی اپنے جوتے نکال کر اندر آیا اور پلنگ پر بیٹھی ماہی کے قریب دواؤں کا لفافہ رکھا۔

"تمام ٹیبلیٹس تین ٹائم لینی ہیں۔"

ماہی نے جھکے سر کے ساتھ گردن ہلائی۔

"بیٹھو بیٹا۔میں چائے بناتی ہوں،پی کر جانا۔" نانی نے ماہی اور اپنا ہینڈ بیگ دیوار میں لگے ہینگر میں لٹکایا اور چھوٹے سے کچن ٹیبل کے ساتھ بنے،اس سے بھی چھوٹے واش بیسن میں ہاتھ دھوتے ہوئے بولیں۔ساحر کا دل کیا پلنگ پر اس کے ساتھ بیٹھ جائے اور ساتھ میں چائے پیئے لیکن پھر ماہی کے جھکے سر کو دیکھ کر وہ نانی کی طرف مڑا۔

www.novelsclubb.com

"پھر کبھی نانی، آپ کی یہ چائے ادھار رہی۔" ان کے اصرار کے باوجود وہ رکا نہیں بلکہ چائے کے لیے دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے وہ نکل گیا تھا۔ دروازے کے پاس جوتے پہنتے ہوئے اس نے ماہی کو دیکھا تھا وہ اسی حالت میں سر جھکائے بیٹھی تھی۔ نانی اسے دروازے سے باہر چھوڑنے آئی تھیں۔

اگلے دن وہ صبح صبح اس تنگ سی گلی کے سامنے کھڑا تھا۔ انتظار کا وقفہ طویل ہونے لگا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا گلی سے اندر جا کر دروازے پر دستک دینا کیا مناسب ہو گا؟ تبھی وہ گلی سے سڑک کی طرف آتی نظر آئی۔ بائیں کنپٹی پر لگی پٹی کے ساتھ وہ کام پر جانے نکلی تھی۔

"السلام علیکم۔" وہ اپنی دھن میں سر جھکائے سڑک سے دائیں طرف جانے لگی تو ساحر نے متوجہ کیا۔ وہ بری طرح چونکی اور پھر سنبھل کر سڑک عبور کر کے اس کے پاس آئی۔

www.novelsclubb.com

"وعلیکم اسلام۔ آپ اس وقت یہاں کیسے؟"

"درد تو نہیں ہے؟"اس نے اس کی چوٹ کی طرف اشارہ کیا۔ماہی کا سوال اس نے جیسے سنا ہی نہیں تھا۔

"نہیں۔"

"تمہیں یہ چوٹ میری وجہ سے لگی ہے اس لیے اب میری ذمہ داری ہے کہ اس کے ٹھیک ہونے تک میں تمہارا خیال رکھوں۔"یہ جملہ ہر گز برجستہ نہیں تھا۔

"غلطی سے بال لگنے کی وجہ سے چوٹ لگی ہے، آپ کی وجہ سے نہیں اس لئے آپ پریشان نہ ہوں۔"

"وہاں تمھیں روکا تو میں نے تھا، اگر میں تم سے بات نہ کرتا تو یہ حادثہ بھی نہ ہوا ہوتا۔ اسٹیچز ریمو ہونے تک تمہیں گھر سے آفس اور آفس سے گھر پہنچانا میری ذمہ داری ہے۔"ساحر نے آگے بڑھ کر گاڑی کا اگلا دروازہ کھولا۔

"آپ کو یہ تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔"

"یہ تکلیف نہیں۔" ساحر نے قطع کلامی کی۔ "اپنا گلٹ کم کرنے کی کوشش ہے۔" ساحر نے جذباتی بلیک میلنگ کا سہارا لیا۔

"میرا آفس قریب ہی ہے۔" اس کی مزاحمت بھی بس اتنی ہی تھی۔

"جہاں بھی ہے۔" ساحر نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ چپ چاپ اندر بیٹھ گئی۔

وہ ایک تشخیصی مرکز میں کام کرتی تھی۔ جس کی شہر بھر میں کئی شاخیں پھیلی تھیں۔ یوں تو اس کا کام رپورٹس ٹائپ کرنا تھا لیکن حسبِ ضرورت وہ ریسیپشن اور بیلینگ کاؤنٹر بھی سنبھال لیا کرتی تھی۔ ساحر کی نگاہیں دیدہ دلیری سے سڑک اور ماہی کے درمیان چکر کاٹ رہی تھی جبکہ وہ سڑک اور گود میں رکھے ہاتھوں کے درمیان نگاہ بدلتے ہوئے چور سی بنی بیٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کہاں جانا ہے؟" ساحر کے پوچھنے پر وہ شرمندہ ہو گئی۔ اب ایسا بھی کیا! وہ اسے دائیں، بائیں، کہاں مڑنا ہے کہاں سیدھا جانا ہے، بتاتے ہوئے اپنے مقام پر پہنچی اور شکریہ کہہ کر باہر نکلی۔

"میں شام میں خود ہی چلی جاؤں گی۔" ماہی نے کہا تو ساحر نے بنا کچھ کہے مسکرا کر ہاتھ ہلا کر اسے خدا حافظ کہا۔ اور جانے کیسے اسے ماہی کے چہرے پر ہلکی سی مایوسی کی جھلک نظر آئی تھی جس نے اسے نہال کر دیا تھا۔

شام میں وہ باہر نکلی تو ساحر پہلے سے ہی موجود تھا۔ اگلے چھ دن تک یہی معمول رہا۔ وہ صبح گلی کے باہر اس کا منتظر رہتا اور شام میں ڈائیگنوسٹک سینٹر کے باہر۔ ساحر کی پہل اور کوششوں کے باوجود بھی وہ چند لفظی جملوں سے زیادہ بات نہیں کرتی تھی۔

اتوار کے دن اس نے گلی کے اندر جا کر دروازے پر دستک دی۔ دروازے کے باہر سے کھڑا دیکھ کر ماہی کو افسوس ہوا کہ کل اسے کیوں نہ بتایا۔

"آج سنڈے ہے، میرا آف ہوتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

"جانتا ہوں۔" ساحر کی بات پر اس نے آنکھوں سے سوال کیا۔

"پھر۔۔۔۔ کیوں؟"

"آج میں اپنا رومال لینے آیا ہوں۔"

"ہا۔۔"اس اچانک فریاد پر بڑے واضح طور پر اس کے چہرے پر تعجب پھیلا تھا۔ایسے حالات تو نہ لگتے تھے اس کے کہ ایک رومال بھی نہ چھوڑ سکے۔اس کے خون سے تربتر ہوا وہ رومال ابھی تک اسی کے پاس تھا۔

"وہ تو خراب ہو گیا ہے۔"لاکھ گھس گھس کر دھونے کے بعد بھی وہ بے داغ نہیں وہ پایا تھا۔سارے ٹوٹکے اور نسخے آزمانے کے بعد گلابی داغ اب بھی قائم تھے۔

"میں آپ کو نیا لے دوں گی۔"وہ اس قدر امیری میں بھی کنجوسی کا مظاہرہ کر رہا تھا تو وہ بھی اتنی فراخدلی تو دکھا سکتی تھی۔

"چلو۔"

"کہاں؟"

www.novelsclubb.com

"نیا رومال لینے۔"

"ابھی؟"

"اسی وقت۔"

"نانی گھر میں نہیں ہے۔"

"ان کے پاس کیز تو ہوں گی؟"

"ہاں۔"

"اور فون بھی؟"

"جی۔"

"مجھے نمبر دو اور تم تیاری کرو، میں ان سے بات کرلیتا ہوں۔" اس نے جیب سے اپنا فون نکالا۔

www.novelsclubb.com

پھر وہ دونوں شام تک ایک ساتھ شہر بھر میں گھومتے رہے، مختلف مالز گئے، کتنے ہی مارکیٹ گئے اور ہر جگہ ساحر کہتا 'یہاں سے نہیں، وہاں چلتے ہیں۔' ایک جگہ چھوٹے سے ریسٹورنٹ میں انہوں نے دوپہر کا کھانا کھایا پھر کافی پی اور آخر میں مرین ڈرائیو پر چہل

قدمی کے بعد ساحر نے اس کی گلی کے آگے گاڑی روکی تو وہ جس مقصد سے نکلے تھے وہ ادھورا ہی تھا لیکن دونوں ہی دن بھر کی تلاش کا حاصل جانتے تھے۔

"کل اسٹیچز ریمو کرنے ہیں، ہم۔۔۔۔۔"

"میں سینٹر میں ہی نکلوالو گی۔"

"وہاں کیسے ریمو ہو گے؟ وہ ہاسپٹل تو نہیں ہے۔"

"ہاں مگر ایسے چھوٹے موٹے کام ہو سکتے ہیں۔ میں نے ڈریسنگ بھی وہیں چینج کی تھی۔ اور اب آپ کو مجھے سینٹر لے جانے اور لانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔"

"سینٹر نہ سہی لیکن دیگر جگہوں پر تو لے جا سکتا ہوں۔" یہ سوال نہیں تھا۔ "کل شام تیار رہنا، میں سات بجے آؤں گا۔" وہ کچھ نہ بول سکی تھی۔ پھر اس کے بعد ان دونوں نے کتنی ہی شامیں مرین ڈرائیو پر ساتھ گزاری۔ ساحر ہی بولتا رہتا، سوال کرتا اور کبھی کبھی تو جواب بھی خود ہی دیتا۔ اس دوران وہ جان چکا تھا کہ ایک حادثے میں وہ اس کا پورا خاندان جاں بحق ہو چکا ہے اور اس حادثے میں صرف نانی اور ماہی معجزاتی طور پر بچ گئی تھیں۔ اس

دوران جب بھی وہ نانی سے ملا، وہ اس تعلق سے بات شروع کرتیں تو ماہی انہیں چپ کروا دیتی۔ اس اندوہناک یاد سے اس کا گریز دیکھ کر پھر ساحر نے بھی اس موضوع کو جیسے مکمل نظر انداز کر دیا تھا۔

ایک ہفتے کی غیر حاضری کے بعد جس دن وہ اسے مام سے ملوانے لے گیا، اس نے صرف یہ کہا تھا کہ وہ آج اسے کسی سے ملوائے گا۔ جب اس کی کار اس عالیشان بنگلے کے گیٹ میں داخل ہوئی تو ماہی نے دائیں بائیں دیکھنے کے بعد اس سے پوچھا۔

"ہم کہاں آئے ہیں؟" اس کی گھبراہٹ ظاہر تھی۔

"یہ میری مام کا گھر ہے۔" اس کی گھبراہٹ محسوس کر کے وہ ذرا متامل ہوا، لیکن جب ٹھان ہی چکا تھا تو عمل میں دیر کیوں کرتا۔

www.novelsclubb.com

"اور میں آج تمہیں یہاں اس لیے لایا ہوں تا کہ وہ دیکھ لیں کہ جلد ہی انہیں کس کی مدر ان لاء بننا ہیں۔" وہ سیدھا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ "تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟"

"انہیں بہت ہو گا۔" اس نے سر جھکا کر انگلیاں مروڑی۔

"مجھے انکے نہیں تمہارے اعتراض کی پرواہ ہے۔"اس مختصر شناسائی اور وزر چند گھنٹوں کی ملاقاتوں میں وہ اس کے والدین کی علیحدگی اور ماں باپ اور ساحر کے درمیان پھیلے فاصلوں سے باخبر ہو چکی تھی۔ ساحر کی دوٹوک بات پر اس نے جھکا سر مزید سر جھکا لیا۔

"مانا یہ سب بہت جلدی جلدی ہو رہا ہے لیکن جب میں جانتا ہوں کہ میں کیا چاہتا ہوں تو پھر وقت برباد کرنا بے وقوفی ہو گی۔"وہ دونوں ہاتھوں سے اسٹرینگ تھامے اس سے مخاطب تھا۔"آگے بڑھنے کے لئے صرف ہم دونوں کی مرضی ضروری ہے، میری تم سن چکی، اپنی کہو۔"

"بے وقوفی تو کسی کو بھی نہیں کرنی چاہیے۔"بہت آہستہ سے کہتے ہوئے ماہی نے اس کی طرف سے رخ موڑ کر کھڑکی کے باہر دیکھا۔ جانے یہ کوشش سرخ چہرہ چھپانے کی تھی یا بھیگتی پلکوں کو راز رکھنے کی۔ ساحر مسرور سا اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔

"تھینک یو۔"ماہی کے طرف کا دروازہ کھول کر وہ جھکا تو مسکرا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

نفیسہ علی کے لئے اس عام سی لڑکی کے لیے ساحر کا اتنا دیوانہ پن اور فوراً شادی کا فیصلہ حیران کن تھا۔ لیکن وہ جانتی تھیں کہ ساحر کی زندگی میں مداخلت اور اپنی رائے اور اجازت کا حق وہ سالوں پہلے خود اپنی مرضی سے چھوڑ چکی ہیں۔ اپنی زندگی اور اس کے فیصلوں میں یہ خود مختاری بہت کم عمری میں انہوں نے ہی اسے عطا کی تھی۔ اس کے باوجود بھی ساحر اسے ان سے ملوانے لایا تھا یہ خون کی کشش سے زیادہ ان کی ساس کی تربیت کا نتیجہ تھا۔ انہوں نے اپنی تسلی کی خاطر ماہی کا خوب کڑا انٹرویو لیا تھا۔

پھر ساحر اسے اپنے پاپا سے بھی ملوانے لے گیا تھا۔ وہ اس کی ماما کی بہ نسبت زیادہ گرم جوشی سے ملے تھے۔ انہوں نے نفیسہ علی کی طرح اس کا انٹرویو بھی نہیں لیا تھا۔ ان کا انداز دوستانہ اور مشفقانہ تھا۔

www.novelsclubb.com

یوں مرین ڈرائیو پر پہلی ملاقات کے دو ماہ کے اندر ہی ان کی شادی ہو گئی۔ ساحر نے اپنا پرانا فلیٹ فروخت کر کے اندھیری میں نیا خریدا تھا۔ یوں تو دادی دادا اور ماں باپ کی اتنی دولت تھی کہ وہ مزید کچھ بھی کمائے بغیر ساری زندگی عیش کر سکتا تھا لیکن پڑھائی سے فارغ ہونے کے بعد سے اب تک وہ اپنی ذات پر صرف اپنی کمائی خرچ کر رہا تھا۔ نیا مکان

خریدنے کے لئے پہلی بار اس نے دادی کی اس کے نام کی ہوئی زمینیں فروخت کی تھیں۔

سادگی سے نکاح کے بعد ان کا ولیمہ بڑے پیمانے پر ہوا تھا۔ آخر کو وہ شہر کی سربر آوردہ شخصیات کی اکلوتی اولاد تھا۔ تشخیصی مرکز کے ساتھی اور گلی کے پڑوسیوں و شناساوں کا اس بے جوڑ شادی پر ردعمل الگ الگ تھا۔ کچھ بے یقین اور حیران تھے، کچھ رشک کرتے ہوئے دعائیں دے رہے تھے تو چند ایک کو حسد محسوس ہو رہا تھا۔ تھوڑے بہت ایسے بھی لوگ تھے جن کی پیشن گوئی تھی کہ یہ شادی جلد ہی ٹوٹ جائے گی۔ معاشرے کے کسی بھی طبقے سے تعلق ہو لیکن کچھ معاملات میں ذہنیت ایک ہی سطح پر ہوتی ہے۔ یہاں بھی بہت سوں نے ماہی کے کردار پر سوالیہ نشان ضرور لگائے تھے۔ ایک عام سی شکل و صورت والی غریب لڑکی سے ایک امیر اور شاندار شخصیت کا مالک شادی کر رہا ہے اس کا مطلب ضرور یہ ہے کہ لڑکی نے اسے پھنسایا ہے۔ خیر ان سب باتوں سے اس شادی میں شریک فریقین کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ اپنی دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ خوش اور مگن تھے۔ ماہی نے لب و لہجے سے لے کر لباس تک بڑی محنت اور کوششوں سے خود کو

اس نئے ماحول میں ڈھالا تھا۔اسے ان کوششوں میں ہلکان ہوتے دیکھ ساحر نے کئی بار ٹوکا بھی تھا لیکن پھر اس کا جنون دیکھ کر وہ بھی مدد کرنے اس میدان میں کود پڑا تھا۔

اس کی کوئی گہری اور قریبی دوستیاں نہیں تھیں۔حقیقتاً ساحر اور نانی کے علاوہ اس کا کوئی نہیں تھا۔وہ ساحر کے ساتھ ہی اس کے پاپا، ماما اور اس کے دوستوں اور ان کی فیملیز سے ملنے جاتی تھی۔اس کی تنہائی کا خیال کرتے ہوئے جلد ہی ساحر نے خاندان بڑھانے کا سوچا۔چند مہینوں کے انتظار کے بعد بھی جب کوئی خوشخبری نہ ملی تو انہوں نے گائنا کالوجسٹ سے رابطہ کیا۔دونوں میں سب کچھ ٹھیک تھا، دیری کاتب تقدیر کی طرف سے تھی۔اب بھی ہر ماہ وہ فالیکیولر اسٹڈیز کے لیے وہ سونولوجسٹ کے پاس جاتے تھے۔

*****

www.novelsclubb.com

ماضی میں بھٹکتے ہوئے اسے وقت کا پتہ ہی نہیں چلا۔فجر کی اذان ہونے لگی تب وہ چونکا۔نماز پڑھ کے اس نے ماہی کو نماز کے لیے جگایا اور آج دفتر کی چھٹی کا ارادہ ہے کہہ کر سو گیا۔

اس کی آنکھ کھلی تو کھڑکیوں پر پڑے پردوں کی وجہ سے وقت کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔اس نے سائیڈ ٹیبل سے اپنے دستی گھڑی اٹھا کر وقت دیکھا۔دو بج رہے تھے۔ماہی سامنے الماری کھولے اس کے دھلے کپڑے اندر رکھ رہی تھی۔اس کی نیند کی وجہ سے وہ بڑے احتیاط سے کام کر رہی تھی۔وہ کچھ دیر اپنی جگہ لیٹا اسے دیکھتا رہا پھر آہستہ سے اٹھ کر اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔

"جاگ گئی تھی تو مجھے کیوں نہیں اٹھایا؟"اس نے پیچھے سے اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر کہا۔

"اپنی مرضی سے نہ جاگے تو چھٹی کا کیا فائدہ؟"ماہی نے الماری کے پٹ بند کیے۔سامنے آئینے میں دونوں کے عکس جگمگا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"مرضی سے جاگنے کے لیے سنڈے کافی ہے۔"ساحر نے جھک کر اس کے کاندھے پر اپنی تھوڑی ٹکا کر آئینے میں اسے دیکھا۔"آج کی چھٹی کا مقصد کچھ اور تھا۔"

"کیا؟"ماہی نے صرف ابرو اونچے کر کے سوال کیا۔

"پورا دن تمہارے ساتھ گزارنا تھا۔" ساحر نے اپنے سر سے اس کے سر کو دھکا دیا۔

"وہ تو آپ اب بھی کر سکتے ہیں۔"

"آدھا دن تو ختم ہو گیا، خیر بتاؤ کہاں چلیں؟"

"کہیں نہیں آج ہم گھر میں ہی رکتے ہیں۔" یہ پہلی بار ہوا تھا کہ وہ اس سے اختلاف کر رہی تھی۔ ایسے موقعوں پر ہمیشہ اس کا جواب ہوتا تھا۔ 'جہاں آپ کہیں۔'

"اوکے۔" ساحر نے مسکرا کر بازوں کی گرفت مضبوط کی۔ "آج کا دن گھر کے نام۔"

یہ پہلا دن تھا۔ اس کے بعد کتنے ہی دن اس نے یونہی ٹال مٹول کر کے گھر میں گزارے۔ قریبی سپر مارکیٹ اور ایک بار منصور علی کے گھر جانے کے علاوہ وہ گھر سے نکلی ہی نہیں۔ لیکن کب تک وہ اس طرح چھپ سکتی تھی۔ اگلے دن فلیکیولر اسڈیز کے لیے اسے سونولوجی سینٹر جانا تھا۔ وہ رات بھر سو نہ سکی تھی۔ سارا وقت دعا کرتے گزرا تھا۔ وہ ہر بار ساحر کے ساتھ جاتی تھی، وہاں سے فارغ ہو کر ساحر دفتر چلا جاتا اور وہ کیب سے گھر آجاتی۔ لیکن آج وہ اسے گھر تک چھوڑنے آ رہا تھا۔ راستے میں پارسی بیکری پڑتی تھی۔ یہ نا

ممکن تھا کہ ساحر اس راستے سے گزرے اور اندر نہ جائے۔ وہی ہوا، اس نے بیکری کے آگے کار روک دی۔

"کافی پی کر چلتے ہیں۔" ماہی نے خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیری۔ سیٹ بیلٹ نکال کر ساحر نے اسے دیکھا تو ٹھٹھک گیا۔

"تم ٹھیک تو ہو؟" اس کا متغیر چہرہ اسے فکر مند کرنے کے لیے کافی تھا۔

"صبح سے کچھ کھایا نہیں ہے اس لیے ویکنیس لگ رہی ہے۔" اسے بروقت جواز سوجھ گیا۔ آج خالی معدہ کچھ بلڈ ٹیسٹ ہونے تھے۔ ساحر نے اتر کر اس کی سمت کا دروازہ کھولا۔

"تمہیں پہلے بتانا چاہیئے تھا ناں، ہم وہیں کچھ کھا لیتے، غلطی میری ہے ویسے، آؤ۔" اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔ اس نے تڑپ تڑپ کر بہت دعائیں مانگی تھیں، ایسی دعائیں جو اسے اپنی زندگی کی آخری دعائیں لگی تھیں لیکن آج اس کی تڑپ ان دعاوں سے بھی شدید تھی، وہ اسے اپنی زندگی کی آخری دعا ہر گز نہیں بننے دینا چاہتی تھی۔ وہ ساحر کا بڑھا ہاتھ تھام کر

باہر نکل آئی۔ دوپٹہ سر پر ڈال کر اس نے آگے کھینچ رکھا تھا۔ وہ یونہی اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اندر آیا۔

"تمہیں وہیں کچھ کھالینا چاہیے تھا۔" کافی اور پیسٹری اس کے سامنے رکھتے ہوئے ساحر نے کہا۔ اس کا سہالا شعور دلاور کے اچانک کہیں سے نمودار ہونے کا منتظر تھا۔ اس نے خود پر قابو پا کر کافی کا مگ اٹھالیا۔

"یہ بھی ساتھ میں ختم کرو۔" ساحر نے چمچہ اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے پیسٹری کی طرف اشارہ کیا۔ کافی اور پیسٹری ختم ہونے تک ساحر ہی بولتا رہا تھا۔

"ماہی، اگر تم ہر ماہ کے ان چکروں سے تھک گئی ہو تو ہم انہیں بند کر دیتے ہیں۔" خالی مگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس نے چونک کر ساحر کو دیکھا، وہ سنجیدہ تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں، بلکل نہیں۔" وہ تیزی سے گویا ہوئی۔ ساحر کی خواہش کی تکمیل کے لیے وہ جان بھی دے سکتی تھی۔ "بس آج بھوک کی وجہ سے میں ڈل ہوں۔"

"بے وقوف، تمہیں پہلے ہی کہنا چاہیے تھا۔"

"گھر ہی تو جا رہے تھے سوچا گھر پہنچ کر ہی کھالوں گی۔" اس نے سر جھکا کر جیسے غلطی مانی۔ وہ مسکرا دیا۔

باہر نکلنے سے پہلے اس نے پھر دوپٹے سے چہرہ چھپانے کی کوشش کی تھی۔ اس کے کان بانو کی صدا کے منتظر تھے۔ ان کے کار میں بیٹھ کر آگے نکل جانے پر اس نے شکر و سکون کا سانس لیا تھا۔

اور ادھر فٹ پاتھ پر بے گھر لوگوں اور فقیروں کے ساتھ ڈیرہ ڈالے دلاور نے بھی شکر و سکون کا سانس بھرا تھا۔ اس کا اتنے دنوں کا انتظار رائیگاں نہیں گیا تھا۔ دور جاتی کار کو دیکھتے ہوئے اس نے بانو کو ایک گندی سی گالی دی تھی۔

"بڑے عیش میں ہے۔" جس دن اس نے اسے دیکھا تھا اسی دن سے وہ وہاں ڈیرہ جمائے تھا۔ پورے اٹھائیس دن بعد وہ آج دوبارہ نظر آئی تھی وہ بھی کسی مرد کے ساتھ۔ وہ اپنے موبائل میں ان دونوں کی اور کار کی تصویریں دیکھنے لگا۔ ان بارہ سالوں میں اس نے بھی ترقی کر لی تھی۔ ماہ بانو کے یوں غائب ہو جانے کے بعد گاؤں میں اس کا زیادہ دل نہیں لگا

www.novelsclubb.com

تھا۔ اپنے طریقے سے اس نے اسے بہت تلاش کیا تھا لیکن ناکام رہا تھا پھر دن بہ دن رضیہ کے ساتھ اس کے جھگڑے بڑھتے گئے۔ گیراج میں کام کرنے والے دو لڑکے جب بہتر کام کی تلاش میں ممبئی جانے لگے تو وہ بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ یہاں چند دن چھوٹے موٹے کام کرنے کے بعد اسے جلد ہی آسان راستہ مل گیا۔ علاقے کے بدمعاش کے گروہ میں شامل ہو کر ترقی کرتے ہوئے اب وہ خود اپنے علاقے کا بدمعاش تھا۔ رضیہ بینو اور سونو کے ساتھ اب بھی وہیں رہتی تھیں۔ اب وہ گاوں کا آوارہ لڑکا نہیں تھا، اس شہر کا چھٹا بدمعاش تھا۔ نئے شہر کی نئی دنیا میں سارے مزے اور ذائقے چکھنے کے بعد بھی جو زبان تک آکر اس سے چھن گیا تھا اس کی بھوک جوں کی توں قائم تھی۔ سالوں پہلے والی برہنا تمنائیں نئے سرے سے انگڑائی لے کر بیدار ہوئی تھیں۔ وہ اس بار پکا کام کرنا چاہتا تھا۔ بانو کو نئے روپ میں دیکھنے کی ابتدائی حیرت اب جنون بن کر نئے مقصد کے ساتھ اس کے سر پر سوار تھی۔ وہ جلد بازی میں معاملہ بگاڑنا نہیں چاہتا تھا اس لیے آج وہ اس کی نگاہ میں آئے بنا ہی اپنا کام کر گیا تھا۔

اچانک ایک دن منصور علی چلے آئے۔ان کی شادی کو سال بھر ہو گیا تھااوراس دوران یہ ان کا پانچواں چکر تھا۔جبکہ وہ شادی سے قبل ایک بار بھی اس کے گھر نہیں گئے تھے۔

"ادھر قریب ہی اپنے دوست کی طرف آیا تھاتو سوچاتم دونوں سے بھی مل لوں۔"

"پاپا،آپ کبھی یہ بھی کہیں کہ تم دونوں سے مل لیااب ذرادوست سے مل لیتاہوں۔"وہ انہیں دیکھ کر خوش تھی۔اس کی بات پر وہ بھی خوش دلی سے ہنس دیے۔

"ٹھیک ہے بیٹاآئندہ ایساہی ہو گا۔"

ماہی کی آمد کے بعد ماہی کے توسط سے ان کا بلاواسطہ بیٹے سے رابطہ بڑھ گیا تھا۔اس عمر میں انہیں اپنی کوتاہیاں تو یاد آتی ہی تھیں،ساتھ بیٹے کی یاد بھی زیادہ آنے لگی تھی۔ان کے درمیان وہ بے تکلفی تو تھی نہیں کہ فون لگا کر بات کر لیتے اس لیے اکثر ماہی کو فون کر کے بلاتے تھے اور وہ بھی ساحر کو ساتھ پہنچ جاتی تھی۔

"سچ میں آپ جلدی جلدی آیا کریں اچھا لگتا ہے۔"

ان کی اور ساحر کی پسند کا کھانا بنانے کے بعد وہ دونوں ساحر کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ بھی ساحر کی طرح اچھا کھانا بناتے تھے یہ کہنا زیادہ درست ہو گا کہ یہ خوبی ساحر کو ان سے ہی ملی تھی اور جب وہ تینوں کھانا کھا رہے تھے اس نے یہ بات انہیں کہہ بھی دی۔

"ہاں یہ تو ہے۔ مجھ سے پکانے کا شوق یا ہاتھوں کا ذائقہ کہہ لو اور نفیسہ سے اسے اردو سے رغبت ملی ہے اور سچ کہوں تو بس یہ ہی دو خوبیاں ہم میں تھیں جو اس نے لے لیں۔" وہ آزردہ ہوئے۔ "ورنہ تو ہم میں قابل ذکر کچھ نہیں۔"

"یہ تو سراسر جھوٹ ہے، میں ابھی گنوا سکتی ہوں آپکی قابل ذکر خوبیاں۔۔۔۔" وہ شاید شروع بھی ہو جاتی لیکن انہوں نے ہنس کر سر ہلایا اور پھر بات بدل گئے۔ ساحر نے کچھ نہیں کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ساحر کی اردو سے رغبت دیکھ کر تو مجھے شرم آتی ہے۔" ساحر کی چپی پر وہ چند پلوں کی خاموشی کے بعد مزید گویا ہوئی۔ وہ ایسے ہی اس کے والدین اور اس لے بیچ کی کڑی بن کر ایک دن ان کے درمیان کی ہر دیوار گرانا چاہتی تھی۔

"اردو میں تعلیم حاصل کرنے کے باوجود میری اردو ان سے بری ہے۔" اس کی بات پر ساحر مسکرایا تھا۔

"تمہیں ساحر کے نام کے پیچھے کی کہانی کا علم ہے؟" پاپا نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔۔" بے اختیار ہی اسکی زبان پھسلی تھی۔ ساحر نے چونک کر اسے دیکھا۔ اس نے تو مرین ڈرائیو پر ملاقات سے لے کر اب تک اسے یہ کبھی نہیں بتایا تھا۔

"ارے، تمہیں کیسے پتہ؟ ساحر نے تو نہیں بتایا ہوگا کیونکہ اسے یہ کبھی اچھا نہیں لگا تھا کہ اسکا نام کسی فلمی شخصیت کے نام پر رکھا گیا ہے۔" انہیں بھی تعجب ہوا۔

"ماما نے بتایا تھا ایک بار۔" اس نے سفید جھوٹ بولا۔

"اچھا۔" وہ مان گئے اور پھر وہی دہرانے لگے جو وہ بارہ سال سے جانتی تھی۔

ان کی بات ختم ہونے پر اس نے ساحر سے پوچھا۔

"کباب اچھے ہیں ناں، پاپا نے بنائے ہیں۔" وہ مغلئی اور لکھنوی پکوانوں میں ماہر تھے۔

"ہاں، بہت اچھے ہیں۔" اس نے انہیں دیکھ کر کہا۔" پاپا کے ہاتھ کا سب کچھ ہی لذیذ ہوتا ہے۔" اس کے ایک اضافی جملے نے ان کی ساری محنت وصول کرادی تھی۔ یہ چھوٹی چھوٹی خوشیاں ماہی کے آنے کے بعد ہی انہیں ملی تھیں۔

کھانے کے ٹیبل پر ہوئی اپنی بے ساختگی نے اسے ساحر کے سو جانے کے بعد بھی جگار کھا تھا۔ بہت عرصے بعد پھر آج وہ اپنے ماضی میں گم تھی، جہاں وہ ماہ بانو ہوا کرتی تھی۔

وہ صغر سنی سے ہی تنہا تھی۔ پانچ سال کی تھی تب اس کی ماں چل بسی۔ ابا کی چھوٹی سی دکان تھی جسے سنبھالنا ان کی زندگی کا مقصد تھا۔ وہ خود ہی اپنی دیکھ بھال کر کے بڑی ہو رہی تھی۔ صبح اٹھ کر اپنی تیاری کرتی، چائے بناتی اور ٹوسٹ کے ساتھ اس چائے کا ناشتہ کر کے اسکول روانہ ہو جاتی۔ ابا اٹھ کر دوپہر کا کھانا بناتے اور دوکان چلے جاتے۔ جہاں سے ان کی واپسی دیر رات ہی ہوتی تھی۔ اسکول سے آنے کے بعد وہ کھانا کھاتی اور پھر محلے کے بچوں کے ساتھ کھیلنے نکل جاتی۔ تھک ہار کر گھر واپس آتی اسکول کا کچھ کام کرتی اور

www.novelsclubb.com

وہی دوپہر کا بچا کھانا کھا کر ابا کے گھر آتے ہی سو جاتی۔اسے تنہا گھر میں سوتے ہوئے ڈر لگتا تھا۔کتنی ہی نیند آرہی ہو وہ ابا کے انتظار میں جاگتی رہتی۔اس کا یہ معمول اس وقت بگڑا جب ابا نے اسے عربی والی آپا کی کہنے پر اسے ان کے پاس قرآن سیکھنے کے لیے بھیجا۔پہلے پہل اسے یہ بالکل اچھا نہیں لگا تھا کیوں کہ اسکول سے آنے کے بعد اب اسے کھیلنے کے لیے وقت نہیں ملتا تھا۔اس کی کسی قدر آزاد اور آرام دہ زندگی میں خلل پڑ گیا تھا کیونکہ گھر کے باقی کام بھی ابا کر لیا کرتے تھے۔اس نے دل پر پتھر رکھ کر زبردستی عربی والی آپا کے پاس جانا شروع کیا تھا لیکن پھر بعد میں وہ اسی ایک کام کے اپنے ابا کی ممنون رہی تھی جنھوں نے اسے عربی والی آپا کے پاس بھیج کر گویا اپنی تمام کوتاہیوں اور ساری غیر ذمہ داریوں کا ازالہ کر لیا تھا۔یہ عربی والی آپا کی تعلیمات کا ہی اثر تھا کہ وہ اپنے طبقے اور محلے کے دیگر بچوں کی طرح نام سے مسلمان نہ تھی بلکہ وہ ایمان سے مسلمان ہوئی تھی اور اپنے یقین سے مسلم تھی۔عربی والی آپا پورے دیہات میں اسی نام سے جانی اور پکاری جاتی تھیں۔ان کے شوہر دیہات کی اکلوتی مسجد میں امام تھے اور وہ گاؤں کی بچیوں کو قرآن اور دین کی تعلیم دیا کرتی تھیں۔انہوں نے سب بچوں کی اخلاقی تربیت کا ذمہ اپنے سر لے لیا

تھا۔ دونوں بے اولاد تھے اور انہوں نے دوسروں کی اولادوں کو دین کی تعلیم سے آراستہ کرنا اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا تھا۔ ان کے سارے طالب علموں میں ماہ بانو سب سے ثابت قدم ثابت ہوئی تھی۔ ان کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ عربی والی آپا کی عملی زندگی کا اس پر زیادہ اثر ہوا تھا۔ وہ بچوں کو جو سکھاتی تھیں اسے ان کے سامنے عملاً پیش کرتی تھیں۔

ایک ہی نہج پر چلتی لگی بندھی زندگی میں بڑی تبدیلی رضیہ کی شکل میں بھونچال کے ساتھ آئی تھی۔ اس بھونچال کا نام دلاور تھا۔ دوستوں اور ملنے جلنے والوں کے اصرار پر اب تک صبر کر رہے ہیں ابا نے ماہ بانو کے چودہ سال پورے کرتے ہی دوسری شادی کر لی اور یوں رضیہ اپنے تین بچوں کے ساتھ اس کے گھر اور زندگی میں اس کی مرضی کے بنا چلی آئیں۔ دلاور اس سے عمر میں چند سال بڑا تھا۔ یہ رضیہ کی تیسری شادی تھی۔ دلاور کا باپ اس کے پیدا ہوتے ہی ان دونوں کو چھوڑ چکا تھا۔ دوسری شادی سے اس کے جڑواں بچے تھے سات سال کے بلال اور روبینہ جو سونو اور بینو کہلاتے تھے۔ سونو اور بینو کے والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ رضیہ کے گھر میں آنے سے پہلے آس پڑوس کے خیر خواہ اسے خبردار کرنے آئے تھے۔ ان سب کی باتوں کا خلاصہ یہ تھا کہ تیسری شادی کرنے والی رضیہ کا کردار

مشکوک ہے، اس کے ابا کو پھنسایا گیا ہے اور یہ کہ اسے چالاکی اور سمجھداری سے کام لینا ہو گا۔ وقت سے پہلے ملنے والی یہ ساری ٹپس اس کے کوئی کام نہیں آئی۔ رضیہ بد کردار یا بد چلن نہ تھیں بلکہ وہ انتہائی درجے کی خود غرض اور مطلب پرست تھیں۔ وہ کبھی سمجھ ہی نہیں پائی کہ یہ خود غرضی اور مطلب پرستی اس کی فطرت تھی یا اس کے ساتھ ہوئے حادثات اور اس پر گزرے حالات نے اس کے مزاج کو یہ اضافی خوبیاں عطا کی تھیں۔

پہلے دن سے ہی اسے رضیہ کی باتوں اور دلاور کی نگاہوں سے خوف آتا تھا۔ ایک سال اسکول اور عربی والی آپا کے سہارے کسی قدر سہولت سے گزر گیا تھا مگر دسویں کا امتحان دیتے ہی رضیہ نے اعلان کر دیا کہ اب اسے آگے پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یوں اسکول اور بستہ پیٹھ سے اترتے ہی پورے گھر اور گھر کے مکینوں کی ذمہ داری اس کے شانوں آ گئی۔ گھر کے ماکوں سے فرصت پا کر رضیہ کے لیے گھر میں بیٹھنا مشکل تھا۔ سو اب وہ بھی ابا کے ساتھ صبح ہی دکان پر چلی جاتیں اور رات ان کے ساتھ ہی گھر لوٹتیں۔ سونو اور بینو اسکول سے آنے کے بعد سارا وقت گھر کے باہر گزارتے اور پھر تھک ہار کر گھر آتے ہی کھا کر سو جاتے۔ گھر کے یہ دو نئے اضافے بڑے بے ضرر تھے۔ اس کی سب

سے بڑی پریشانی دلاور تھا۔ رضیہ نے اسے گیراج میں کام پر لگا رکھا تھا۔ مشکل یہ تھی کہ وہ رات بھر کام کر کے صبح گھر آتا تھا۔ آدھا دن سو کر گزارتا اور پھر باقی کا دن اس کی نظریں اسے سولی پر لٹکائے رکھتیں۔ گھر کے پھیلے کام اور بڑھے افراد کی وجہ سے اسے بھی عربی والی آپا کی طرف جانے کا وقت نہیں ملتا تھا۔ دن بہ دن بڑھتی دلاور کی ہمت اور پیش قدمی پر اس نے کسی طرح کام نپٹانے کے بعد ابا سے عربی والی آپا کی طرف جانے کی اجازت لے لی۔ اس کی یہ ہمت رضیہ اور دلاور دونوں کو پسند نہیں آئی تھی۔ دلاور کی بے باک نظر رضیہ سے زیادہ دن چھپی نہ رہ سکی۔ دلاور پر اس کا کوئی زور نہیں چلتا تھا سو ساری بھڑاس وہ ماہ بانو پر نکالتیں۔ ابا کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ بیٹی پر گزر رہے اور گھر میں رونما ہو رہے حالات پر غور کرتے۔ دوکان سنبھالنے اور دوکان کے بعد رضیہ کو سنبھالنے میں ہی ان کے دن و رات صرف ہو رہے تھے۔ وہ ہمیشہ سے تنہا گھر میں رہتی آ رہی تھی اور اسے کبھی ڈر نہیں لگا تھا لیکن اب یہ آباد گھر اسے خوف زدہ کرتا تھا۔ وہ اپنے ہی گھر میں محفوظ نہیں تھی۔ دلاور کی رال ٹپکاتی نگاہوں اور ذو معنی واہیات فقروں سے جب سانس لینا بھی محال ہونے لگا تو اس نے ساری روداد عربی والی آپا سے بیان کر دی۔ امام صاحب

اور آپا نے ابا کو بلا کر کیا کہا، کیا سمجھایا اور ان پر اس کا کیا اثر ہوا اس کا تو علم نہیں پر ابا سے اس ملاقات کا سننے کے بعد رضیہ کا جلال عود آیا تھا۔امام صاحب اور عربی والی آپا کی وجہ سے وہ خود پر بندھ باندھے تھیں کہ وہ اس چھوٹے سے قصبے کے سب سے معزز ہستیاں تھیں۔سب ان کی عزت کرتے تھے۔کوئی ان کے خلاف نہین جاتا تھا۔لیکن وہ زیادہ دن شرافت اوڑھے نہ رہ سکی۔تنہائی اور موقعہ ملتے ہی ذرا ذرا سی بات پر رضیہ کا ہاتھ اٹھنے لگا۔ اس پر ہاتھ صاف کر کے ملنے والی تسکین کا مزہ چکھتے ہی پھر اسے اس کی لت لگ گئی۔وہ ابا کی موجودگی میں اس پر ہاتھ اٹھانے سے گریز کرتی تھیں۔اس نے بھی کبھی یہ سب ابا کو نہیں بتایا تھا۔عربی والی آپا نے اسے بتایا کہ ابا اس کی شادی کرنے کے لیے راضی ہو گئے ہیں اور یہ کہ وہ اور امام صاحب اس کے لیے مناسب رشتہ تلاش کر رہے ہیں۔اس کے لیے یہ بڑی غیر متوقع خبر تھی۔وہ شادی یا اس متوقع تبدیلی کے متعلق سوچتی اس سے پہلے ہی موسمی نزلہ بخار کے بہانے عربی والی آپا چل بسیں۔ان کے ساتھ ہی حالات بہتر ہونے کی امید بھی دم توڑ گئی۔اس کے گرد سے عربی والی آپا کی دعاؤں کا حصار ٹوٹتے ہی رضیہ اور دلاور دونوں کو مانو کھلی چھوٹ مل گئی تھی۔عربی والی آپا کی موجودگی کا احساس ہی

جیسے دلاور اور اس کے بیچ کی ان دیکھی دیوار تھا اور اس ناگہانی نے اس کا یہ تنکے کا سہارا بھی چھین لیا تھا۔

دلاور سو رہا تھا اور اس کے جاگنے سے پہلے ہی وہ کام ختم کر کے اپنے کمرے میں بند ہو جانا چاہتی تھی۔ بینو اور سونو بھی گھر پر نہیں تھے۔ برتن دھونے کے بعد اس نے دوپٹے سے ہاتھ صاف کیے اور چولہے پر رکھے برتن ڈھانک کر پلٹی تو اس کی دبی دبی چیخ نکل گئی۔ دروازے پر دلاور کھڑا تھا۔

"جیسا دل لگا کر کام کرتی ہے ایسے دل لگا کر کبھی مجھ سے بات بھی کر لیا کر۔" وہ دروازے کی چوکھٹ چھوڑ کر اندر آیا۔

"کیا پکایا آج؟" وہ برتن میں جھانکنے کے بہانے اندر آیا۔ اس کے پاس آنے سے پہلے ہی وہ دور ہٹی۔

www.novelsclubb.com

"ڈرتی کیوں ہے؟" وہ خباثت سے مسکرایا۔ "کھا نہیں جاؤں گا تجھے۔" وہ پھر اس کی طرف بڑھا تو اس نے دروازے سے باہر نکلنا چاہا۔ اس کا ارادہ بھانپ کر دلاور نے جھپٹ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔

"چھوڑو۔۔۔" اس نے چیختے ہوئے اپنا بازو چھڑانا چاہا۔ اسی وقت رضیہ گھر میں داخل ہوئی تھیں اور اس کی آواز سن کر وہ سیدھی ادھر آئیں، اندر کا منظر دیکھ کر اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ بس اپنے ہاتھ پیر اور زبان کھلے چھوڑ دیے۔ دلاور ماں کا طیش میں دیکھ کر فوراً وہاں سے کھسک لیا۔ رضیہ تھک کر اس وقت رکی جب اس میں مزید ہاتھ پیر چلانے کی طاقت نہیں بچی تھی۔ وہ بمشکل خود کو گھسیٹ کر کمرے تک لائی تھی۔ اسے خبر ہی نہیں کتنا وقت وہ ٹوٹتے بدن اور کراہتی روح کے ساتھ یونہی چھت کو تکتے پڑی رہی تھی۔ اس کے جسم پر دل پر اور روح پر ہر جگہ ایک ہی احساس حاوی تھا اور وہ تھا درد کا احساس۔ وہ سوچ رہی تھی کہ آج وہ اس درد کی وجہ سے مر ہی جائے گی۔ ابا نے گھر آنے کے بعد جب اس کی غیر موجودگی کو محسوس نہیں کیا تو اس کا دل ٹوٹ گیا۔ ابا سے بندھی اس کی کمزور سی آخری امید بھی دم توڑ گئی۔ رات کے کسی پہر اسے احساس ہوا کہ وہ مری نہیں زندہ ہے۔ وہ اٹھ

کر کمرے سے باہر آئی، ہر سو سناٹا تھا، سارے مکین سو رہے تھے۔ یہاں کسی کو اس کی پرواہ اور فکر نہیں تھی اور جسے اس کی پرواہ تھی اب وہ ہستی بھی نہیں رہی تھیں۔ وہ اس جہنم سے باہر نکلنا چاہتی تھی۔ اس نے دروازہ کھولا اور گھر سے باہر نکل آئی۔ وہ بنا سوچے سمجھے آگے بڑھتی رہی۔ چاند کی روشنی میں چلتے چلتے وہ قصبے سے باہر نکل آئی تھی۔ قصبے کو شہر سے جوڑنے والے پل پر پہنچتے ہی وہ ٹھٹک کر رک گئی۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر پل کی ریلینگ کے پاس آکر اس نے نیچے جھانکا۔ کبھی وہ ندی پانی سے بھری ہوتی ہو گی لیکن اس وقت پورے چاند کی رات میں ندی کی تہہ میں جا بہ جا بچا پانی چمک رہا تھا۔ پل بہت اونچا تھا۔ اس سے پہلے اس نے کبھی خود کو ختم کرنے یا خودکشی کے بارے میں نہیں سوچا تھا لیکن اس وقت پل سے نیچے جھانکتے ہوئے اسے پہلا خیال یہی آیا کہ اگر وہ یہاں سے نیچے چھلانگ لگا دے تو دلاور اور رضیہ سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔ اتنی اوپر سے گرنے کے بعد ہڈیاں ٹوٹنے پر ایک ہی بار درد ہو گا پھر اس کے بعد اس درد سے ہمیشہ کے لیے

چھٹکارا۔ رات کے اس پہر شاذ و نادر ہی اس راستے سے سواریاں گزرتی تھیں۔ اس سناٹے میں نیچے چھلانگ لگانے والی سوچ متواتر اس کے آس پاس گونج رہی تھی۔ اس نے خود کو

ریلینگ کے بالکل قریب کر کے کودنے کے لئے تیار کیا۔اس لمحے اس نے سوچا تھا کہ آج جو اس کے ساتھ ہوا وہ پھر دوبارہ نہ ہو سکے گا، دلاور پھر کبھی اسے ہاتھ نہیں لگا پائے گا نہ ہی رضیہ اسے مار سکیں گی۔اس نے آنکھیں بند کر کے اپنی زندگی کی کوئی اچھی یاد تازہ کرنی چاہی مگر کچھ یاد نہ آیا۔بند آنکھوں کے پیچھے صرف عربی والی آپا کا چہرہ جھلملا رہا تھا۔اب یہ اس کی واحد اچھی یاد تھی یا پھر اس کا لاشعور آخری وقت میں اسے عربی والی آپا کے ذریعے اس گناہ سے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔اس نے آنسو پونچھتے ہوئے ایک گہری سانس لے کر نیچے پتھروں کے درمیان جھلملاتے پانیوں کو دیکھا اور اللہ سے معافی مانگتے ہوئے آنکھیں موند کر آگے کو جھکی ہی تھی کہ کسی نے اسے بازو سے پکڑ کر پیچھے کھینچا۔وہ بھاگتے ہوئے آیا تھا اور اسے پیچھے کھینچ کر خود سڑک پر گر پڑا تھا۔

"بے وقوف۔۔۔۔"وہ ہاتھ جھاڑتے ہوئے کھڑا ہوا۔"یہ کیا کرنے جا رہی تھی تم؟"اس نے کپڑے جھاڑتے ہوئے اپنی سانسیں درست کیں۔

www.novelsclubb.com

اور وہ جیسے ایک دم اپنے حواسوں میں لوٹی اور یہ احساس ہوتے ہی کہ پل بھر پہلے وہ کیا کرنے چلی تھی دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر ریلینگ کی منڈیر پر بیٹھ کر رونے لگی۔ساحر

اپنی جگہ کھڑا اسے روتے دیکھتا رہا۔ رونا بھی توانائی طلب کام ہے جواب اس میں نہیں بچی تھی۔ وہ تھک کر چپ ہو گئی۔ اس نے چہرے سے اپنے ہاتھ ہٹا کر چہرہ اوپر کیا تو چاند کی روشنی میں اس نے دیکھا، اس کی گردن پر خون بہہ کر خشک ہو گیا تھا، چہرے پر جا بجا سرخ نشان تھے، آنکھیں سوجی تھیں، ہاتھ اور پیر بھی کچھ یہی داستان بیان کر رہے تھے۔ وہ بنا کچھ کہے پلٹ گیا۔ واپس آیا تو ہاتھ میں فرسٹ ایڈ باکس اور پانی کی بوتل تھی۔ منڈیر پر اس کے بازو میں بیٹھ کر اس نے ڈھکن کھول کر پانی کی بوتل کر اس کی طرف بڑھائی تو اس نے پہلی بار نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ انیس بیس سال کی عمر کے آس پاس کا درمیانی صحت کا لمبا سا لڑکا تھا، حلیے سے شہری لگ رہا تھا۔ اس نے دلاور کی آنکھوں کو جھجک کر تکتے پھر ڈھیٹ اور بے باک ہو کر گھورتے اور پھر ہر غلیظ خیال اور تصور کو اس کی نگاہ میں ڈھلتے دیکھا تھا۔ اس سے اتنا ہنر تو وہ سیکھ گئی تھی کہ مقابل کی آنکھیں پڑھ سکے۔ اسے مدد کی پیشکش کرنے والے کے چہرے پر رحم اور ترس تو تھا ہی لیکن اس کی آنکھوں میں گہری اداسی تھی۔ اس کی نگاہ سے جھانکتے احساس کا مفہوم اس کے لیے اجنبی نہیں تھا۔ اس نے بوتل ہاتھ میں لے کر خشک حلق تر کیا۔

"یہاں چوٹ لگی ہے۔" اس کی چوٹ کی نشاندہی کرنے کے لئے اس نے اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا۔ "میں اسے دیکھوں؟" اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ساحر نے فرسٹ ایڈ باکس کھول کر زخم صاف کرنے کا سامان نکالا۔ کان کے نیچے گردن پر اسے رضیہ کی کانچ کی ٹوٹی چوڑی لگی تھی۔ چوٹ پر اسپرٹ لگے تو بندہ کم سے کم سی سا تو کرتا ہی ہے لیکن ساحر زخم صاف کر رہا تھا اور وہ شانت بیٹھی تھی۔ زخم صاف کرنے کے بعد اس نے بیٹا ڈین اور گاز لگا کر وہاں بینڈ ایڈ لگا دی۔

"تمہاری چپلیں کہاں ہیں؟" اس کے مٹی سے اٹے پیروں کو دیکھ کر ساحر نے پوچھا تو وہ بھی اپنے پیروں کو دیکھنے لگی۔ اسے خیال بھی نہیں تھا کہ وہ بنا چپلوں کے گھر سے نکلی ہے۔ اس نے پیر کھینچ کر قریب کیے۔

www.novelsclubb.com

"یہ سب کیسے ہوا؟" ساحر نے اس کے ہاتھ پر نظر آ رہے نیلے نشان کی طرف اشارہ کیا۔

"میں گر گئی تھی۔" وہ بہت آہستہ سے بولی تھی۔ ظاہر ہے اس کے اس جھوٹ پر اسے یقین نہیں آیا تھا۔

"یوں گرنے کے لیے اتنی رات میں تمہیں گھر سے نکلنا ہی نہیں چاہیے تھا۔" اس کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔

ساحر نے ادھر ادھر نظر دوڑائی اور ذرا فاصلے پر پڑی اینٹ اٹھا کر اس کے سامنے رکھی۔ "اس پر پیر رکھو۔" اس نے تعمیل کی۔

ساحر نے اس کے پیروں پر پانی ڈال کر مٹی بہائی تو اس کے پیروں کے زخم دھل کر مزید واضح ہو گئے تھے۔ اس نے فرسٹ ایڈ باکس سے مرہم نکالا۔ اس کے گیلے پیر دیکھ کر وہ رکا پھر جیب سے رومال نکال کر ہلکے سے تھپتھپا کر پیر خشک کرنے کے بعد مرہم لگانے لگا۔ وہ بغور اس کی حرکتیں دیکھ رہی تھی۔ علاج اور دوا بھی اسی زخم کو میسر ہے جو نظر آتا ہے جبکہ اصل میں درد تو وہ زخم دیتے ہیں جو دکھائی نہیں دیتے پھر ان تک مرہم کیوں کر اور کیسے پہنچے؟ پیروں سے فارغ ہونے کے بعد ساحر نے گھٹنوں پر رکھے اسکے ہاتھ پر بھی مرہم لگایا۔

www.novelsclubb.com

"باقی جگہ تم خود لگالو۔"اس کی آستین کے نیچے سے جھانکتی سرخی دیکھ کر اس نے مرہم والی ٹیوب اس کی طرف بڑھائی۔اس نے نفی میں سر ہلا کر انکار کیا تو ساحر نے بھی اصرار نہیں کیا۔فرسٹ ایڈ باکس میں ذرا سی تلاش کے بعد اسے درد کی دوائی مل گئی۔یہ سب دادی کی مہربانیاں تھیں۔اس کے زیر استعمال گاڑی میں فرسٹ ایڈ باکس، پانی اور اسنیکس کے علاوہ کچھ نقدی، تولیہ، لحاف، سلیپرز، ایک جوڑی کپڑا مع انڈر گارمینٹس کے ہمیشہ موجود رہتا تھا۔ان کے رعب اور دبدبے کا یہ عالم تھا کہ ان کے بعد بھی ملازموں نے ان کے اس حکم کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کی تھی۔

"یہ کھالو۔"ساحر نے ٹیبلٹ اور پانی کی بوتل اس کی طرف بڑھائی۔"تمہیں اس سے درد میں آرام ہوگا۔"اس نے ساحر کے ہاتھ سے دوائی اور بوتل لے کر پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ دوائی نگل لی۔ساحر نے بغور اس کا جائزہ لیا۔وہ دبلی پتلی سی پندرہ سولہ سال کی لڑکی، ملگجے سے سبز لباس میں ملبوس تھی،اس کی پشت پر لٹکتی چوٹی بے توجہی کا رونا رو رہی ،چوٹی سے نکل کر بال اس کی گردن اور گال پر جھول رہے تھے،اس کی سیاہ آنکھوں میں سرخیاں تھیں، پلکیں بھیگی اور پپوٹے سوجے تھے،اس کے سانولے چہرے پر جابجا سرخ

نشان تھے۔اس کا سراپا چیخ چیخ کر دوہی لفظ کہہ رہا تھا تشدد اور گریہ۔اس کی محویت محسوس کر کے ماہ بانو نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ساحر نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلے بغیر ہی پوچھا۔

"کس نے مارا ہے تمہیں؟"

وہ کب سے مار کھاتی آرہی تھی، یہ اجنبی پہلا شخص تھا جسے مار نظر آئی تھی۔احساس تشکر سے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

"ابا کی دوسری بیوی نے۔"اس نے ساحر سے نظر ہٹا کر اس بار سچ کہا اور سڑک کی دوسری طرف بنی ریلینگ پر جما دی۔

"کیوں؟"

"یہ تو شاید اسے بھی پتہ نہیں ہو گا۔"

"تم کیا سوچ کر یہ کرنے چلی تھی؟"اس نے پیچھے ریلینگ کی طرف اشارہ کیا، جہاں کچھ دیر پہلے وہ کودنے کو تیار کھڑی تھی۔

"اگر سوچتی تو یہ کبھی نہ کرتی۔"

وہ چُپ ہوئی تو ساحر نے بھی کچھ نہ پوچھا لیکن اس کے چہرے پر درج تاثر مزید سننے کے لیے بے تابی کا اعلان تھا۔ تھوڑے توقف کے بعد وہ بہت دھیرے سے کہنے لگی۔

"آج شاید میری برداشت ٹوٹ گئی تھی۔یوں تو میں ہمیشہ ہی بنا رشتے محبت اور توجہ کے رہی ہوں لیکن تب میں مایوس اور مغموم نہیں تھی، ابا سے نام کا تعلق اور عربی والی آپا کی موجودگی کا احساس میری زندگی کے لیے کافی تھا اور اب جب یہ دونوں ہی چھن گئے ہیں تو ایسا لگ رہا ہے کہ میرا کل سرمایہ لٹ گیا ہے۔میں اس قدر خالی ہوں کہ امید کی کوئی کرن یا ایک چھوٹی سی آس بھی میرے پاس نہیں بچی ہے اور اب رضیہ کا ہاتھ بھی جلدی جلدی اٹھنے لگا ہے۔میری مایوسی یا پھر میری جواب دیتی قوت برداشت مجھے یہاں لے کر آئی تھی، مجھے اپنے جیتے رہنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آرہی تھی اور میں یہ سب اب ختم کرنا چاہتی تھی، کب تک خود کو چھپاوں، کب تک خود کو رضیہ سے بچاوں ؟اس سے اچھا اور آسان یہ ہے کہ میں خود ہی سدا کے لیے چھپ جاوں۔" وہ دور کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتے ہوئے شکستہ سی آواز میں کہہ رہی تھی۔چند دن پہلے ایسے ہی یاسیت، خود ترسی اور

www.novelsclubb.com

بے وقعتی کے احساس میں گھر کر اسی قسم کی باتیں اس نے دادی سے کہی تھیں۔اسے ایک دم دادی کا جواب یاد آ گیا۔

"زندگی سے بڑی جینے کی کوئی وجہ نہیں۔"خود بخود ان کے الفاظ اس کی زبان سے ادا ہوئے تھے۔ماہ بانو نے نگاہ اس کی طرف کی لیکن اب وہ سامنے خلا میں گھور رہا تھا۔

"تمہیں تمہارے حالات اور زندگی کتنے ہی بدترین اور مایوس کن کیوں نہ لگے یاد رکھو کہ اس جہان میں اس سے بدترین اور مایوس کن حالات اور زندگیاں موجود ہیں، جنہیں شکوہ کرنے کی سہولت اور فرصت تک نہیں ہوتی ہے۔"وہ دادی کی بات دہرا رہا تھا،اسے سنانے کے لیے یا پھر اپنی آنکھوں سے ان کی بات صحیح ہوتے دیکھ اس کی تصدیق کی خاطر، یہ تو وہ بھی نہیں جانتا تھا۔کتنی دیر تک ان دونوں کے بیچ خاموشی رہی۔

www.novelsclubb.com

"تمہارے ابا نہیں ہیں؟"ساحر نے پھیلتی خاموشی سے گھبرا کر سوال کیا تھا۔

"ابا ہیں۔"

"پھر۔۔۔؟"ساحر کے 'پھر' میں لپٹا سوال اسے سمجھ نہیں آیا تھا،اس کے باوجود اس نے جواب دیا تھا۔

"دوسری بار شوہر کا عہدہ ملتے ہی انہوں نے باپ کا منصب چھوڑ دیا ہے۔"

"تم تو بیٹی کا منصب مت چھوڑو۔۔۔"ساحر کی بات پر وہ اسے تعجب سے دیکھنے لگی۔

"تم اپنے ابا کو توان کی دوسری بیوی کی زیادتیوں اور مظالم کے بارے میں بتاو۔"ساحر نے جیسے اپنی بات کی وضاحت کی۔

"اپنے بیٹی ہونے کا استحقاق استعمال کرنے کی پاداش میں ہی ان عنایتوں کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔"اس نے اپنے پیر کے نشان کی طرف اشارہ کیا۔ساحر نے تفصیل نہیں پوچھی۔اس کا بھی لمبی بات کرنے کا موڈ نہیں تھا جو وہ اس سے عربی والی آپ سے دلاور اور رضیہ کی شکایت والا قصہ بیان کرتی۔

"تمہاری پوری کہانی سنے بغیر،تمہارے ساتھ کیا ہوا اور تمہاری مشکلیں کیا ہیں،یہ جانے بغیر صرف تمہیں یہاں دیکھ کر اپنی رائے دینا غلط ہو گا لیکن جو بھی ہو تم یہاں

سے چھلانگ نہیں لگا سکتی۔" ذرا دیر سوچنے کے بعد ساحر نے کہا تو چاہتے ہوئے بھی اس نے 'کیوں' نہیں پوچھا تھا۔ وہ رک کر کچھ دیر اسے دیکھتا رہا تھا۔

"برے اور ناموافق حالات کو ہماری کم ہمتی اور ناامیدی مزید بدتر بناتی ہے۔ خوشیاں اور مسرتیں چل کر آپ کے پاس نہیں آتیں بلکہ اور کاموں کی طرح ان کو حاصل کرنے کے لیے بھی ہاتھ پیر چلانے پڑتے ہیں، جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ مقدر کو ٹالا نہیں جا سکتا لیکن اسے سنوارنا ہمارے بس میں ہوتا ہے۔ یہ میری دادی کہا کرتی تھیں۔" وہ اداسی سے مسکرایا مگر اسے ان جملوں سے کوئی تسلی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ وہ سر جھکا کر اینٹ پر رکھے اپنے پیروں کو دیکھنے لگی۔

"دادی یہ بھی کہتی تھیں کہ صرف زندگی دینے والے کو ہی زندگی لینے کا اختیار حاصل ہے۔" وہ کھوئے ہوئے انداز میں بولا تھا۔ ماہ بانو نے ندامت سے سر ہلایا۔ ایک بار پھر وہ دونوں بڑی دیر تک خاموش تھے۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں گھر چھوڑ دوں ؟"ساحر نے پوچھا۔"میرے پاس کار ہے۔"اس نے پل کے دوسری طرف کھڑی کار کی طرف اشارہ کیا۔

کار کی طرف دیکھتے ہوئے ماہ بانو نے نفی میں سر ہلایا۔

"کہاں ہے تمہارا گھر ؟"اس نے دائیں طرف بستی کی روشنیوں کی طرف اشارہ کیا۔

"اسکول جاتی ہو ؟"اس نے ایک بار پھر انکار میں سر ہلایا اور اینٹ سے اپنے پیر ہٹانے چاہے۔

"رکو۔۔۔"ساحر نے ہاتھ کے اشارے سے روکا اور اٹھ کر کار کی طرف دوڑا۔ذرا دیر بعد وہ اسی رفتار سے کچھ سامان کے ساتھ واپس آیا تھا۔

"یہ پہن لو۔"اس نے سلیپرز اس کے پیروں کے پاس رکھے۔

ماہ بانو نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ اجنبی جس کا نام بھی اسے نہیں معلوم تھا،اس نے اس مختصر وقت میں اس کے لیے اتنا کچھ کیا تھا جو ان پندرہ سالوں میں کسی نے نہیں کیا تھا۔

کون کہتا ہے حسن سلوک خونی رشتوں،قریبی رشتوں،یا دلی رشتوں سے مشروط

ہے،اس کے لئے تو صرف اتنا ہی ضروری ہے کہ آپ سامنے والے کو بھی اپنی طرح انسان سمجھے بس۔اس کا دل گزار ہو رہا تھا۔اس نے سامنے رکھی بڑی سی مردانہ چپلوں میں پیر ڈالیں۔

"یہ لو۔"ساحر نے چاکلیٹ کا ریپر کھول کر اس کی طرف بڑھایا۔ایک بار پھر اس نے سر کی جنبش سے انکار کیا۔

"یہ۔۔۔؟"اس نے دو مختلف بسکٹ کے پیکٹس اور ایک چپس کا پیکٹ سامنے کیا۔اس کے تذبذب کو نظرانداز کر کے خالی معدے نے اسے ہاتھ بڑھا کر چاکلیٹ لینے پر اکسایا تو اس نے اس کے ہاتھ سے چاکلیٹ لے لی۔

www.novelsclubb.com

دانت سے چاکلیٹ کا ٹکڑا توڑتے ہوئے اس کا دل بھر آیا۔کب کسی نے اسے اپنے ہاتھوں سے کچھ کھانے کو دیا تھا۔وہ ایک نئے ذائقے سے آشنا ہوئی تھی،چاکلیٹ اور آنسو کا ملاوٹی ذائقہ،میٹھا،تلخ اور نمکین۔چاکلیٹ ختم ہونے تک ساحر چپ چاپ اسے روتے اور کھاتے

دیکھتا رہا۔اسے دیکھ کر اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ اس کی موجودگی سے باخبر ہے یا مکمل فراموش کر بیٹھی ہے۔

"تم کیا یہاں اکثر آتی رہتی ہو؟"اس کی چاکلیٹ ختم ہوئی تو ساحر نے پوچھا۔

"آج پہلی بار ہے۔"اس نے ریپر تہہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں بھی پہلی بار ہی اس طرف آیا ہوں۔"ساحر نے اس کے ہاتھ سے تہہ کیا ہوا ریپر لے لیا۔

"یہاں سے تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹے کے سفر پر میری دادی کا آبائی گاؤں ہے۔"وہ اسے دیکھنے لگی۔وہ آگے بتانے لگا۔"میں دادی کے ساتھ اکثر وہاں آتا رہا ہوں لیکن اس طرف آنے کا یہ پہلا موقعہ ہے اور دیکھو کتنے صحیح وقت پر پہنچا میں یہاں۔"آخر میں وہ مسکرایا اور ماہ بانو سوچنے لگی، آخری بار کس نے ایسی بے ریا مسکراہٹ اس کے سپرد کی تھی؟اسے تو خود اپنے متعلق بھی یاد نہیں تھا کہ وہ آخری بار کب مسکرائی تھی۔اس کی زندگی میں بھی

www.novelsclubb.com

وہ وقت آیا تھا جب آئینے میں اپنا عکس دیکھتے ہی لب خود بخود مسکرا اٹھتے تھے۔ لیکن اب تو آئینہ بھی اور سب کی طرح اسے ہراساں ہی کرتا تھا۔

"کیا ہوا؟" اس کے یوں بنا پلکیں جھپکائیں دیکھنے پر ساحر نے پوچھا تو وہ سر ہلا کر دور اسکی کار کو دیکھنے لگی۔

"تمہارا گھر دور ہے تو کار سے چلتے ہیں۔" اس کی نظر کا تعاقب کرتے ہوئے ساحر نے پھر پیشکش کی تو اس نے کچھ دیر سوچا اور جب گویا ہوئی تو اس کی لہجے میں ہلکی ناراضگی تھی۔

"آپ جانا چاہتے ہیں تو جائیں، مجھے ابھی گھر نہیں جانا ہے۔"

"مجھے کہیں نہیں جانا ہے۔" اس نے سامنے سڑک پر اپنے پیر پھیلاتے ہوئے فراغت کا اظہار کیا۔اس کی ناراضگی محسوس کر کے وہ زیر لب مسکرا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کون کون ہیں تمہارے گھر میں؟"

"ابا ان کی بیوی اور اس کے تین بچے۔"

"تمہاری امی؟" اس کی خود کی تو ہوتے ہوئے بھی نہیں تھیں اس لیے اس نے پوچھا۔ ماں نہ ہونے کی ایک ہی وجہ نہیں ہوتی ہے۔

"میں پانچ سال کی تھی تب ان کا انتقال ہو گیا تھا۔" اس کے پاس صحیح وجہ تھی، ساحر سے سوچا۔

"نانا نانی، دادا دادی اور کوئی؟"

"صرف ایک پھوپھو ہیں، وہ آخری بار تین سال پہلے ملنے آئی تھیں۔"

"کاش تمہارے پاس بھی ایک دادی ہوتیں!" اس نے بہ آواز بلند سوچا۔

"اس سے کیا ہوتا؟"

"تم اس طرح یہاں نہ آتی۔" ساحر نے پھر پیچھے ریلینگ کی طرف اشارہ کیا۔

"تھیں ایک ایسی ہستی۔" وہ مختصر فقرہ بول کر خاموش ہو گئی تو ساحر نے پوچھا۔

"کون؟"

"عربی والی آپا، شاید دادی ویسی ہی ہوتی ہوں گی کیوں کہ اگر آج وہ زندہ ہوتیں تو میں یہاں ہر گز نہ آتی اور۔۔۔"اس کا گلا رندھ گیا۔اسے اچانک اپنے ذرا دیر پہلے اٹھائے قدم کے گناہ ہونے کا شدید احساس ہوتے ہی گہری ندامت نے گھیر لیا تھا۔

"شکریہ۔۔۔۔"وہ اپنی برستی آنکھیں ساحر پر مرکوز کر کے گویا ہوئی۔

"ہاہ۔۔۔"وہ یکایک بدلے ٹریک پر حیران ہوا۔

"آپ نے مجھے نیچے کودنے سے روکا، مرنے نہیں دیا، گناہ سے بچایا، صرف گناہ ہی نہیں ایک حرام عمل سے میری حفاظت کی، شکریہ۔۔۔۔"وہ چند لمحے ساکت اسے دیکھتا رہا۔

"عین وقت پر میری یہاں موجودگی تمہاری کسی نیکی کا صلہ ہے، میرا شکریہ مت ادا کرو۔ "ایک گہری سانس لے کر اس نے دونوں ہاتھ پیچھے زمین پر ٹیکے اور سر اٹھا کر آسمان کو دیکھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"میری نیکی۔۔۔۔۔؟ نہیں میں نے ایسی کوئی نیکی نہیں کی ہے، یہ ضرور عربی والی آپا کی دعا تھی اور میری زندگی تو آپ نے بچائی ہے، میں کیسے آپ کا شکریہ ادا کروں؟ اس کے لئے شکریہ تو بہت معمولی لفظ ہے میں آپ کی احسان مند۔۔۔۔۔۔۔"

"اب چھوڑو بھی۔۔۔۔" وہ سیدھا ہوا اور پھر کھڑا ہو گیا۔ اس کا اس قدر ممنون ہونا اسے بے آرام کر رہا تھا۔

"تم یہاں ٹھیک ہوں ورنہ چلو کار میں بیٹھتے ہیں۔" اس نے موضوع بدلنے کے لیے نیا سوال داغا۔ دوپٹے سے چہرا صاف کرتے ہوئے ماہ بانو نے انکار میں سر ہلایا۔

"میں ابھی آیا۔" وہ پھر کار کی طرف چلا گیا۔

اسے جاتے دیکھ ماہ بانو نے اپنے پیر سیدھے کیے۔ اس کے مرہم کا اثر تھا یا اس کی دی ہوئی دوائی کا کہ درد جیسے غائب تھا۔ وہ وقتی طور پر اپنا گھر اپنا مسئلہ بھول گئی تھی۔ ساحر کار کا پچھلا دروازہ کھولے اندر کچھ تلاش کر رہا تھا۔ مطلوبہ چیزیں نکال کر دروازہ بند کر کے وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں دو کشن اور ایک تھیلی تھی۔ اپنی سابقہ جگہ پر ایک کشن رکھ کر اس

www.novelsclubb.com

نے ماہ بانو کو اس پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود ذرا فاصلے پر دوسرا کشن رکھ کر اس پر بیٹھ گیا۔ وہ کھردرے رویوں اور لہجوں کی ایسی عادی ہوئی تھی کہ مادی چیزوں کی کھردراہٹ اسے تکلیف نہیں پہنچاتی تھی لیکن مقابل تو ایسی تکالیف کا عادی نہیں تھا ناں۔

"بیٹھو یہاں۔" اسے وہیں بیٹھا دیکھ کر اس نے کشن پر ہاتھ رکھ کر کہا تو وہ کھسک کر کشن پر آ گئی۔

اس نے تھیلی سے تھرماس اور مگ نکالا پھر مگ میں کافی نکال کر اسے دی اور اپنے لئے تھرماس کے ڈھکن میں نکالی۔ وہ دونوں ہاتھوں میں مگ تھامے اس سے اٹھتی بھانپ کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا؟ تمہیں کافی نہیں پسند؟"

www.novelsclubb.com

"میں نے کبھی نہیں پی۔"

"پی کر دیکھو اچھی لگے گی، اچھی نہ لگے تو چھوڑ دینا۔"

اس نے مگ لبوں سے لگا کر پہلا گھونٹ بھرا پھر دوسرا اور پھر تیسرا۔

"اچھی ہے؟" ساحر نے پوچھا اور وہ پہلی بار مسکرائی تھی۔

"ہمم۔۔۔" اس نے ساحر کو دیکھ کر سر ہلایا۔ وہ اس دلچسپ منظر کو دیکھ کر ہنس دیا۔ ان دونوں نے خاموشی سے کافی ختم کی۔

"نام کیا ہے تمہارا؟"

"ماہ بانو۔"

"بڑا ہیوی سا نام ہے۔"

"بانو۔۔۔ سب مجھے صرف بانو بلاتے ہیں۔"

"میرا نام ساحر ہے۔"

www.novelsclubb.com

"ساحر۔۔۔۔ ساحر مجھے پتا ہے یعنی اس کا مطلب لیکن نام میں پہلی بار سن رہی ہوں۔"

"حیرت ہے، بڑی مشہور شخصیت کے نام پر میرا نام رکھا گیا ہے، ساحر لدھیانوی کبھی نہیں سنا یا پڑھا تم نے؟" اسے تعجب ہوا تھا۔

"انہوں۔۔۔۔"اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"بڑے مشہور شاعر گزرے ہیں، انہوں نے فلموں میں نغمے بھی لکھے ہیں، میری ماما کے فیوریٹ ہیں اس لئے انہوں نے میرا نام ساحر رکھا، دادی نے آگے علی لگایا اور خان پاپا کا سر نیم۔"اس تفصیل پر وہ خود ہی ہنسنے لگا۔

"ساحر علی خان۔"اس ے آہستہ سے دہرایا اور ایک بار پھر خاموش ہو گئی۔اسے باتوں کی عادت تھی نہ لوگوں سے ملاقات کا تجربہ۔اس موقعہ پر اسے بھی ساحر سے اس کے متعلق مزید سوال کرنے چاہئیے تھے۔اجنبی یوں ہی بات برائے بات سے کلام شروع کر کے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں مگر وہ کہاں دنیاداری سے آشنا تھی۔

"میں نے تم سے تمہارے بارے میں اتنا سب پوچھ لیا، وہ ہی سب تم مجھ سے نہیں پوچھو گی؟"چند لمحے اسے بغور دیکھنے کے بعد ساحر نے کہا۔

www.novelsclubb.com

"آپ خود ہی بتادیں۔"اب بھی اسکے اندر تجسس نہیں جاگا تھا۔وہ اس بلنٹ سادگی پر مسکرا دیا۔

"صاف ظاہر ہے تمہیں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے اس لیے میں بھی بور نہیں کروں گا۔"

"ایسا نہیں ہے۔" وہ پہلی بار گڑبڑائی تھی۔

تم بتاؤ کون سی کلاس میں ہوں؟" پہلے یہ سوال بنا جواب کے رہ گیا تھا۔

"میں ٹینتھ پاس ہوں۔" اس کی آواز میں فخر تھا۔ گنی چنی چیزیں تھیں اس کے پاس خوش ہونے کے لیے جس میں سر فہرست یہ تھی۔

"آگے کیوں نہیں پڑھا؟" اس نے پوچھا پھر خود ہی جواز پیش کر دیا۔ "یہاں کالج نہیں ہو گا۔"

"پاس والے شہر میں کالج ہے، یہاں سے کئی سارے لڑکے لڑکیاں جاتے ہیں۔ مجھے ابا نے منا کر دیا تھا۔" اسے پڑھنے کا شوق تھا اور اس وقت اس کی یہ آرزو اس کے چہرے پر یاس بن کر بکھری تھی۔ "میرے مانگنے پر امام صاحب نے مجھے آپا کی بہت ساری کتابیں دی ہیں، میں اب وہ ہی کتابیں پڑھتی ہوں۔" وہ اسی پر قانع تھی۔

"کتابیں پڑھنے کے علاوہ اور کیا کرتی ہوں؟"

"سارے کام۔"جواب تو بڑا مختصر تھا۔

"کون سے سارے کام؟"

"سب سے پہلا اور مشکل کام ہے صبح بینو اور سونو کو نیند سے جگانا ہوتا ہے،اس کے بعد ان کا ناشتہ کرا کر اور ٹفن بنا کر انہیں اسکول روانہ کرتی ہوں۔اس کے بعد ابا اور ان کی بیوی کا ناشتہ،ان کے جانے کے بعد گھر کی صفائی کر کے کپڑے دھو کر پھیلانا،دھلے کپڑے سمیٹ کر الماری میں رکھنا پھر کھانا بنا کر برتن دھوتی ہوں۔دلاور اٹھ جائے تو اسکا ناشتہ، بچوں کے آنے کے بعد انہیں کھانا کھلا کر ابا اور رضیہ کا ڈبہ انکے ساتھ بجھوانا ہوتا ہے پھر شام کا کھانا برتن اور دوسرے کام۔اس دوران وقت نکال کر نماز، تلاوت کے علاوہ کتابیں پڑھتی ہوں۔"ساحر ششدر سا اس دبلی پتلی سی لڑکی کو تک رہا تھا۔تشدد کے ثبوت اس کے سامنے تھے اور قید بامشقت کا احوال وہ خود بیان کر رہی تھی۔ذرا دیر پہلے تک وہ خود کو دنیا کا دکھی ترین انسان مان رہا تھا۔اسکے نزدیک اس کا درد ایسا شدید اور گہرا تھا جسے اب وہ مزید سہارنے کا قابل نہ تھا لیکن ابھی ابھی اس پر انکشاف ہوا تھا کہ اس کے سارے مسائل جذباتی تھے،سارے درد قلبی اور روحانی تھے۔جسمانی اور معاشی طور پر وہ

www.novelsclubb.com

ایک پر تعیش زندگی بسر کر رہا تھا۔اس کے سامنے بیٹھی، عمر میں اس سے کم،اس زخم زخم لڑکی جیسی تکالیف سے وہ کبھی نہیں گزرا تھا،اسے اتنی رعایتیں حاصل تھیں اور ان کے لیے شکر کرنا تو دور اس نے کبھی سوچا تک نہ تھا۔اس کمزور سی لڑکی کے پاس تو کوئی رعایت اور سہولت نہ تھی۔ وہ اندر باہر ہر جگہ،ہر سمت سے مار اور زخم جھیل رہی تھی۔

"کیا ہوا؟"اس کے یوں یک ٹک دیکھنے پر ماہ بانو نے پوچھا تو اب کے نم ہوتی آنکھوں کو قابو کرتے ہوئے اس نے نفی میں سر ہلا کر جواب دیا اور رخ موڑ لیا۔

"ٹائم کیا ہوا ہے ؟"مختصر خاموشی کے بعد ماہ بانو نے پوچھا تھا۔ساحر نے جیب سے فون نکال کر وقت دیکھا۔"دس منٹ کے بعد پورے چار بج جائے گے۔"دونوں کو ہی اندازہ نہیں تھا کہ انہیں ایک ساتھ کئی گھنٹے ہونے آئے تھے۔وہ ایک لمبی سانس لے کر کھڑی

www.novelsclubb.com

ہو گئی۔

"کچھ دیر میں صبح ہو جائے گی۔"اس نے منڈیر پر بیٹھے ساحر کو دیکھتے ہوئے کہا۔"میں اب گھر جاتی ہوں۔"

"میں کار سے چھوڑ دیتا ہوں۔" وہ بھی کھڑا ہو گیا۔ "تمہیں درد ہو گا۔"

"میں ان چوٹوں کے ساتھ چل کر یہاں آئی تھی اور یقین کریں فلحال میری حالت اس سے بہت بہتر ہے۔ آپ کی دوا کمال کی تھی۔" اور یہ دوا ہرگز صرف چند کیمیائی اجزاء پر مشتمل ایک ٹکیہ نہ تھی۔

"تم یہیں رکو۔" اس نے مگ تھرماس اور فرسٹ ایڈ باکس تھیلی میں ڈالا پھر دونوں کشن اٹھا کر کار کی طرف دوڑا۔ وہ اپنی جگہ کھڑی اسے دیکھتی رہی۔ ذرا دیر بعد وہ اسی طرح دوڑتا ہوا واپس آیا تھا۔

"چلو۔" اس نے کہا لیکن وہ یوں ہی جمی رہی۔ "کار سے نہ سہی لیکن تمہارے ساتھ تو چل سکتا ہوں۔" وہ مزید کچھ دیر وہیں کھڑی رہی پھر بنا کچھ کہے آہستہ قدم اٹھا کر آگے بڑھ گئی۔ وہ بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔

www.novelsclubb.com

"یہ راستہ کیا دن میں بھی ایسے ہی سنسان رہتا ہے؟"

"گاؤں آنے اور جانے کے لیے یہ واحد راستہ ہے، آخری بس رات نو بجے یہاں سے جاتی ہے، اب دوبارہ صبح سات بجے آئے گی۔"

"اچھا۔"

"آپ کو واپسی کے لیے اتنا چل کر آنا پڑے گا۔"

"ہاں، تو آجاؤں گا۔"

"تم پھر کبھی اس ارادے سے یہاں نہیں آنا۔" وہ پل پار کر کے سڑک پر آئے تھے۔

"میں آج بھی کسی ارادے سے نہیں آئی تھی۔"

"تمہیں اس طرح خاموشی سے سب برداشت نہیں کرنا چاہیے۔" کچھ قدموں کا فاصلہ خاموشی سے طے کرنے کے بعد وہ بولا۔ ماہ بانو نے جواب کی ضرورت نہیں سمجھ سکی۔ اس جیسا بندہ کیوں کر اس کی بے بسی اور لاچاری سمجھ سکتا تھا سو کوشش بھی بے کار تھی۔

"آج کیا ہوا تھا؟" وہ زیادہ دیر چپ نہ رہ سکا۔

www.novelsclubb.com

وہ بڑے محسوس انداز میں ڈھیلی پڑی تھی۔چند گھنٹوں بعد دلاور پھر گھر میں اس کے سامنے ہو گا۔اس کا دل کیا یہیں سے واپس پلٹ جائے اور پھر کبھی گھر نہ جائے لیکن پلٹ کر جائے کہاں ؟اس چار دیواری کے علاوہ اس کا کوئی اور مستقر نہ تھا اور اس وقت اسے صرف سر چھانے کی جگہ نہیں جائے پناہ کی ضرورت تھی۔المیہ یہ تھا کہ اسے جائے پناہ فراہم کرنے والا اسے چار دیواری دے کر اب فارغ تھا۔

"ہمم۔۔۔۔۔؟"اس کے پر سوچ چہرے پر نظر جمائے ساحر نے استفہامیہ ہنکار بھرا تو ماہ بانو نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"دلاور،رضیہ کا بیٹا۔۔۔وہ بہت بد تمیز۔۔۔۔۔اور غنڈہ ہے۔"ایک بار پھر اس کی نظریں سڑک پر جمی دھول پر تھی۔"اس کی فضول حرکت پر میرا احتجاج اس کی ماں کے غصے کا بہانہ بنا تھا۔"اس نے 'فضول حرکت' کی تفصیل ساحر کے تخیل پر چھوڑ دی تھی۔اس کے تخیل نے ٹھیک ٹھاک تصویر کشی کی تھی۔

"دیکھو یہ ہیریسمنٹ، ہے جرم ہے، تم پولیس کمپلین کر سکتی ہو یا پھر وومن۔۔۔۔۔"وہ اس کی بات کے درمیان میں ہی ہنس دی۔اس عجیب و غریب صورتحال میں اس کی ہنسی پر ساحر نے خوشگوار حیرت سے اسے دیکھا۔

"آپ نہیں سمجھیں گے یہ سب۔"اس کی ہنسی کا دورانیہ مختصر تھا۔"رہنے دیں۔"

"ایسا کیا غلط کہہ دیا میں نے؟"ساحر نے ہونٹ سکیڑ کر سوچا۔

ایک بار پھر وہ چپ چاپ چلتے رہے۔

"یہاں کھیت نہیں ہیں؟"ساحر نے سڑک کے دونوں کناروں پر دور تک پھیلی خشک زمین کی طرف اشارہ کیا۔اکثر شہر والوں کے لیے گاوں کا مطلب 'جہاں کھیت' ہوتا ہے۔

"کبھی ہوتے تھے۔ پچھلے کئی سالوں سے بارش نہ ہونے اور قرضوں کی وجہ سے اب کچھ نہیں بچا۔کسانوں کی نئی نسل اب آس پاس کے شہروں میں جا کر محنت مزدوری کرتی ہے۔"

"تمھارے ابا کیا کرتے ہیں؟"

"ان کی دوکان ہے۔" اسے اس طرح کے سوال جواب کی عادت کہاں تھی جو وہ مکمل اور تفصیلی جواب دیتی۔

"اور دلاور، وہ کوئی کام نہیں کرتا یا وہ پڑھتا ہے؟"

"وہ گیراج پر جاتا ہے۔"

"اتنی دیر گھر سے غائب رہنے پر تمہیں گھر میں۔۔۔۔۔" اسے نئے خدشے نے گھیرا تھا۔

"کسی کو خبر نہیں ہوگی کہ میں گھر میں نہیں ہوں۔" اس نے حتمی لہجے میں قطع کلامی کی تھی۔

"اوکے۔" اس کے یقین پر وہ سر ہلا کر رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

ذرا دیر بعد وہ بستی میں داخل ہوئے۔

"میں یہاں سے چلی جاؤنگی۔" جانے کیوں وہ اسے اپنی گلی اور دروازے تک نہیں لے جانا چاہتی تھی۔

"میں گھر تک چھوڑ دیتا ہوں۔"

"ہم پہنچ گئے ہیں۔" اس نے سامنے اشارہ کیا۔ "اس گلی کے اندر میرا گھر ہے۔" جس طرف اس کی انگلی اٹھی تھی وہ اتنا قریب نہیں تھا جتنا وہ ظاہر کر رہی تھی۔ ساحر نے کوئی بحث نہیں کی۔

"یہ ایک دو دن لیتی رہنا۔" اس نے جیب سے دوائی کا اسٹریپ نکال کر اسے دیا۔ "صرف ایک ٹیبلٹ سے آرام نہیں ہوگا۔" ساحر کے ہاتھ سے اسٹریپ لیتے ہوئے اس کا دل بھر آیا۔ کاش ایسا ایک آدھ بندہ اس کے گھر میں بھی ہوتا۔

"میں آپ کا۔۔۔۔"

"جاؤ۔۔۔۔۔" جو تشکر اور ممنونیت اس کے چہرے سے چھلک رہی تھی وہ اسے اس کی زبان سے سننا نہیں چاہتا تھا اور وہ اپنی بات کہنے کو بے تاب تھی۔

"مجھے پتا ہے تم کیا کہنا چاہتی ہو۔"اس نے پھر منہ کھولا ہی تھا کہ ساحر نے ہاتھ اٹھا کر اسے باز رکھا۔"میں نے قبول کیا۔"وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر ذرا سا جھکا۔ماہ بانو نے بغور اپنے محسن کو دیکھا۔اس نے اپنی زندگی کا یادگار وقت اس اجنبی کے ساتھ گزارا تھا۔

"خدا حافظ۔"

ساحر نے زبان سے کہنے کی بجائے ہاتھ ہلا کر خدا حافظ کہا۔

"سنو۔۔۔"وہ پلٹ کر اپنے گلی کی جانب چار قدم ہی بڑھی تھی کہ پیچھے سے ساحر نے پکارا۔وہ مڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"میں کل رات برتیج پر انتظار کروں گا۔"وہ اسے وہاں آنے کا نہیں کہہ رہا تھا صرف اپنے وہاں ہونے کی اطلاع دے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہمم۔۔۔"اس نے بھی سر ہلا کر اطلاع سن لینے کی تصدیق کی تھی آنے کا وعدہ نہیں کیا تھا۔

اگلا دن بھی اور دنوں جیسا ہی تھا۔ کچھ نیا یہ ہوا تھا کہ اس نے کام پر لگنے سے پہلے ساحر کی دی ہوئی دوائی کھالی تھی اور دن بھر وہ دل ہی دل میں پچھلی رات کے واقعات و مقالات کا اعادہ کرتی رہی تھی۔ روٹی بناتے ہوئے اچانک اس نے سر پر ہاتھ مار کر اپنی عقل کا ماتم کیا تھا۔ اس وقت اسے کتنی ہی باتیں یاد آرہی تھیں جو اسے ساحر سے پوچھنا چاہیے تھا جبکہ کل رات خود ساحر کے کہنے پر بھی اسے اس کا خیال نہیں آیا تھا۔ پہلے وہ عربی والی آپا کی طرف جانے کے خیال سے جلدی جلدی کام نپٹایا کرتی تھی اور عرصے بعد آج پھر وہ آنے والے اچھے وقت کے احساس میں گھری دبے دبے جوش کے ساتھ کاموں میں مگن تھی۔ یہ چھوٹا سا خیال اتنا قوی اور حاوی تھا کہ آج اس نے ابا کی بے حسی، رضیہ کی بے رحمی اور دلاور کی کمینگی کا شکوہ نہیں کیا تھا، اپنی حالت پر اس کی خود ترسی نہیں جاگی تھی۔

رات میں وہ اپنے بستر پر لیٹی سب کے سونے کا انتظار کر رہی تھی۔ دلاور کھانا کھاتے ہی گیراج پر چلا گیا تھا لیکن نہ جانے کیوں آج دونوں چھوٹے بینو اور سونو کو نیند نہیں آرہی

www.novelsclubb.com

تھی۔ اللہ اللہ کر کے باہر سے ان کی آوازیں آنا بند ہوئی تو وہ بستر سے اٹھ گئی۔ کاغذ میں لپٹی ساحر کی دی ہوئی چپلیں اٹھا کر وہ دبے قدموں سے گھر کے باہر نکل آئی۔ دیہات اور قصبوں میں سورج ڈھلتے ہی لوگ کام کاج بند کر کے گھروں میں بند ہو جاتے ہیں۔ رات کے اس پہر یہاں بھی ہر سو سناٹے کا راج تھا۔ کہیں کیسی ذی روح کا نام و نشان نہیں تھا۔ کل وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھی اس لئے اتنی دور نکل آئی تھی اور واپسی میں اس کے ساتھ ساحر تھا۔ لیکن اب تنہا سنسان علاقے میں چلتے ہوئے اسے ڈر لگ رہا تھا۔ وہ تیز گامی سے چلتی پل کی جانب تقریباً دوڑ رہی تھی۔ دور سے ہی اسے پل پر جانی پہچانی کار کھڑی نظر آئی تو قدم سست ہو گئے تھے۔ وہ کار کے قریب ہی سڑک کی جانب پیٹھ کیے کھڑا تھا۔ قریب پہنچ کر اس نے ذرا ٹھہر کر سانسیں سنبھالیں تبھی قدموں کی آہٹ پر ساحر پلٹا تھا۔

"تم آ گئی۔" وہ خوش دلی سے بولا۔ ماہ بانو کو کچھ نہیں سوجھا تو اس نے ہاتھ میں پکڑی کاغذ میں ملفوف چپلیں اس کے سامنے کی۔

"یہ کیا ہے؟"

"آپ کی چپلیں۔"ساحر نے اس کے پیروں کو دیکھا، آج وہ اپنی چپلیں پہنے ہوئے تھی۔

"انھیں ساتھ لانے اور واپس کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔"

"یہ بڑی ہیں اور۔۔۔لڑکیوں والی نہیں ہے۔"وہ ابھی تک ہاتھ یوں ہی آگے کیے کھڑی تھی۔اس کی اس توجیہہ پر ساحر نے مسکرا کر اس کے ہاتھ سے چپلیں لے لیں۔کار کا پچھلا دروازہ کھول کر چپلیں اندر رکھیں اور وہاں سے کل والے کشن نکال کر ریلینگ کے ساتھ والی منڈیر پر رکھ کر اسے بیٹھنے کی دعوت دی۔

"آؤ۔"وہ فرمابرداری سے آکر بیٹھ گئی۔

"درد کیسا ہے؟"وہ پہلے ہی بیٹھ چکا تھا۔

"درد کیسا ہوتا ہے؟"بے ساختہ اس کی زبان سے پھسلا تھا۔اسی بے ساختگی سے ساحر کا دل کیا اسے کہے 'ادھر میرے اندر جھانک کر دیکھو، ایسا ہوتا ہے۔'لیکن اگلے ہی لمحے وہ اپنے اس خیال پر شرمندہ ہو گیا۔وہ لڑکی اس سے کہیں زیادہ درد آشنا تھی۔

"میرا مطلب ہے تمھاری چوٹیں اور۔۔۔۔۔"بولتے ہوئے اس کی نظر ماہ بانو کی گردن پر گئی۔"بینڈایڈ کیوں نکال دی؟"

"گھر میں کوئی دیکھ نہ لے اس لیے۔"اس نے اپنی دو انگلیاں گردن کے زخم پر رکھیں۔" ویسے بھی یہ ٹھیک ہو گیا ہے۔"صاف نظر آرہا تھا کہ وہ زخم ابھی بھرا نہیں ہے۔ساحر نے اٹھ کر کار سے فرسٹ ایڈ باکس

نکالا اور کل والا اینٹی سیپٹک مرہم اس کی گردن پر لگایا۔

"یہ ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہوا ہے، اسے لگاتی رہنا۔"اس نے مرہم اس کے قریب رکھ دیا۔

"آپ کہاں رہتے ہیں؟"اس سے پہلے کہ وہ پھر بھول جائے بہتر تھا دن بھر کے جمع سوال فوراً پوچھ ڈالے۔ساحر اس کے سوال اور انداز پر محظوظ ہو کر مسکرایا تھا۔

"ممبئی میں۔"

"یہاں اتنی دور کیوں آئے تھے آپ؟"

"میں نے کل بتایا تھا یہاں قریب میں ہی دادی کا آبائی گاؤں ہے، آجکل سب وہیں ہیں۔"

"اچھا، آپ دادی سے ملنے آئے ہوئے ہیں۔"

"تین دن پہلے دادی کا انتقال ہو گیا ہے۔" اس نے سر جھکا کر کہا تھا پھر بھی آواز کے کرب سے اس کے اندر بسے درد کو ماہ بانو نے محسوس کیا تھا۔ وہ کچھ بول نہ سکی۔

"دادی کو شاید اپنا آخری وقت نظر آ گیا تھا اسی لیے وہ ہفتہ بھر پہلے سے ہی یہاں آ گئی تھیں۔ وہ ہمیشہ اپنی اس خواہش کا اظہار کرتی تھیں کہ وہ اپنے اس آبائی گھر میں مرنا چاہتی ہیں اور یہ کہ انہیں دادا کے قریب ہی دفن کیا جائے۔" دادی کو جن الفاظوں کا وہ مذاق اڑایا کرتا تھا انہیں دوہراتے ہوئے اس کا دل رو رہا تھا۔

"کیا وہ بہت بیمار تھیں؟"

www.novelsclubb.com

"نہیں، بس اچانک ہی طبیعت بگڑی اور ہارٹ اٹیک کی وجہ سے کچھ گھنٹوں میں سب ختم ہو گیا۔" وہ ایک لمبی سانس لے کر سیدھا ہوا۔ "ماما پاپا جو شاید ان کی وجہ سے اب تک ساتھ تھے اب علاحدہ ہو رہے ہیں۔"

"پھر اب۔۔۔۔؟

"پھر اب کیا؟"اسے واقعی اس کا سوال نہیں سمجھا تھا۔

"مطلب اب آپ کس کے ساتھ رہیں گے ؟"

"ہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔۔"اس کی تشویش پر اسے بے اختیار ہنسی آگئی۔

"میں پہلے بھی ایک ہی گھر میں رہنے کے باوجود بھی صرف دادی کے ساتھ رہتا تھا اور اب دادی کے بغیر تنہا رہوں گا۔ماما پاپا کے ساتھ رہنے یا الگ ہونے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"سچی؟"ساحر کے اندر کہیں سرگوشی ابھری تھی۔ماہ بانو کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"اکیلے رہتے آپ کو ڈر نہیں لگے گا؟"وہ خود تو دن بھر گھر میں اکیلے رہ لیتی تھی لیکن رات میں تنہا ہونے کا خیال ہی اسے خوفزدہ کر دیتا تھا۔

"نہیں۔"ساحر نے نرمی سے کہتے ہوئے گویا اسے تسلی دی تھی۔

"ممبئی یہاں سے کتنا دور ہے؟"کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ماہ بانو نے پوچھا۔

"دور ہے، کیوں تمہیں جانا ہے؟"

"نہیں۔"

"ویسے میں کل واپس جا رہا ہوں۔"

"کیوں؟"خود بخود اس کی زبان پھسلی تھی۔

"میرے ایگزام ہے۔"

"آپ پڑھتے ہیں؟ کیا پڑھتے ہیں؟"

www.novelsclubb.com

"سول انجینیرنگ۔"اسے خاک سمجھ آنا تھا پھر بھی اس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"آپ اپنی دادی کی قبر۔۔۔۔میرا مطلب ہے آپ اپنے گاؤں تو آتے رہیں گے؟"

"ہمم۔۔۔۔"ساحر نے دیکھا وہ تنکے سے گرد آلود سڑک پر دائرے بنا رہی تھی۔

"کافی پیو گی؟" اس نے پوچھا اور پھر جواب سنے بغیر ہی اٹھ کر کار سے تھرماس اور مگ نکال لایا۔ مگ میں کافی نکال کر مگ اسے تھمایا اور اپنے لیے تھرماس کے ڈھکن میں کافی نکالی۔

"اس کے بعد کب ملے گی مجھے کافی؟" وہ دونوں ہاتھوں سے مگ پکڑے سوچ رہی تھی۔" اچھی چیزیں اس کے نصیب میں کم یاب ہی رہے گی جیسے کہ کافی اور۔۔۔۔اچھے لوگ۔"

"کیا سوچ رہی ہو؟"

"نہیں۔۔۔۔۔۔کچھ نہیں۔"

"تم نے کچھ سوچا ہے؟"

"کس بارے میں؟"

www.novelsclubb.com

ساحر نے لبوں پر آئے 'کیا اسی طرح پٹتی رہو گی؟' کو بمشکل روکا تھا۔ ماہ بانو کی سوالیہ نظریں اسی پر تھیں۔

"اپنے بارے میں۔"

"سوچنے سے کیا ہوگا؟" دوسروں کی بے تعلقی نے اسے خود سے بھی بے تعلق کر دیا تھا۔

"شروعات ہوگی تمہارے حالات بدلنے کی۔" اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"ظلم اور زیادتی بلا احتجاج برداشت کرنا ظالم کو موقعہ دینے اور اسے درست ثابت کرنے جیسا ہے، ظالم کو سب سے زیادہ طاقت مقابل کی خاموشی سے ملتی ہے۔" وہ خاموشی سے کافی کے گھونٹ بھرتی رہی۔

"تم اپنے ابا سے کہو اور اس وقت تک کہتی رہو جب تک انہیں احساس نہیں ہو جاتا۔ دادی کہتی تھیں خون میں بڑی کشش ہوتی ہے، لاکھ دلوں اور رگوں میں برف ہو یہ کشش وہ ضربیں لگاتی ہے کہ برف ٹوٹ کر پگھل جاتی ہے، شرط یہ ہے کہ ہم بھاگنے اور چھپنے کی بجائے ضربیں لگانے کے لئے موجود رہیں۔ دادی کا ماننا تھا کہ رشتے سنبھالنا اور نبھانا مسلسل مشقت کا کام ہے۔ کاش! دادی کی یہ بات ماما پاپا بھی سمجھ سکتے۔" آخری جملہ اس نے دل میں سوچا تھا۔

"فلحال میرا مسئلہ رضیہ نہیں دلاور ہے۔"اس نے سوچا اور اسے مگ کی خالی تہہ کو پر سوچ انداز میں تکتے دیکھ ساحر کو لگا تھا کہ اس کی بات اثر کر رہی ہے۔

"اور چاہئے ؟"ساحر نے اس کے ہاتھ سے خالی مگ لیتے ہوئے پوچھا۔

"اونہوں۔"وہ سیدھی ہوئی اور پھر ذرا پیچھے ہو کر ریلینگ سے سر ٹیک دیا۔ پچھلے چوبیس گھنٹوں میں وہ مشکل سے دو تین گھنٹہ سو پائی تھی اور آج صبح سے وہ پھر مسلسل جاگ رہی تھی۔اب اس کے پپوٹے اس قدر بھاری تھے کہ آنکھیں خود بخود بند ہونے لگی تھیں۔وہ خالی مگ اور تھرماس کار میں رکھ کر پلٹا تو وہ ریلینگ سے سر ٹکائے سو گئی تھی۔اسے ماہ بانو کی سنائی کام کی تفصیل یاد آگئی اور اس کی تھکان کا اندازہ کرتے ہوئے اس نے آرام سے سامنے پیر پھیلاتے ہوئے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا اور پہلی بار شکر ادا کیا کہ اسے جسمانی مشقت سے پاک زندگی ملی تھی۔اس کے پاس بھی سوچنے کے لئے بہت کچھ تھا۔اس کی زندگی بھر کی ساتھی دادی اسے تنہا چھوڑ کر جا چکی تھیں۔اس کے مشہور اور مصروف ترین والدین نے الگ رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ماما، نانا کے بنگلے میں منتقل ہو رہی تھیں۔ان دونوں نے اسے اپنی زندگی کے فیصلے اور منصوبہ بندی کے لیے مکمل آزادی سے رکھی تھی۔وہ

www.novelsclubb.com

دونوں دور جدید کے پریکٹیکل والدین تھے۔ان کے نزدیک اپنے فیصلوں کی آزادی اور زندگی میں خود مختاری پر ان تینوں کا برابر حق تھا۔کسی کو کسی کی خاطر قربانی اور سمجھوتے کی ضرورت نہیں تھی۔اس نے بھی طے کرلیا تھا کہ وہ دونوں میں سے کسی کے ساتھ نہیں رہے گا۔وہ فی الحال ہاسٹل شفٹ ہو رہا تھا۔امتحانوں کے بعد وہ دادی کے اس کے نام سے خریدے گئے فلیٹ میں رہائش کا سوچ رہا تھا۔اس کا آگے ماسٹرز کرنے کا ارادہ تھا۔اسے اب محسوس ہو رہا تھا کہ کس طرح دادی نے اسے ہر قسم کے حالات کے لیے تیار کیا تھا۔اسے جذباتی استحکام اور اس کی شخصیت کو وہ مضبوطی عطا کی تھی کہ وہ آگے پھیلی اپنی تنہا زندگی کے تصور کے باوجود پر عزم رہے،مایوس نہ ہو۔

کئی داستانوں میں کچھ کردار ہوتے ہیں جن کا ذکر سرسری سا ہوتا ہے لیکن وہ ہی کردار کہانی میں سب سے اہم ہوتے ہیں جو کہانی کو مقصد اور انتہائی ضروری موڑ عطا کرتے ہیں۔ماہ بانو اور ساحر کی زندگی میں یہ کردار عربی والی آپا اور دادی کے تھے۔دادی کو یاد کرتے ہوئے وہ یادوں کے میلے میں ایسا کھویا کہ اسے وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا۔بڑی دیر بعد جب نیند میں ماہ بانو کا سر ایک طرف کو لڑھکا تو وہ ہڑبڑا کر جاگی۔

"ہو گئی نیند؟" ساحر نے مسکرا کر پوچھا۔

وہ بنا کچھ کہے شرمندہ سی منہ پر ہاتھ پھیر کر بکھرے بال درست کرنے لگی۔

"تمہیں گھر چھوڑ دوں؟ گھر جا کر آرام سے سو جانا۔"

"نہیں۔" اس نے گھر کی طرف جاتی سڑک کو دیکھا پھر اس کی طرف مڑی۔

"آپ کل چلے جائیں گے، اس کے بعد ہم شاید پھر کبھی نہ ملے۔" وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا تھا۔

"میں تمہیں اپنا فون نمبر دیتا ہوں، جب بھی ضرورت پڑے مجھے کال کر لینا۔"

"فون کرنے سے کیا ہو گا؟"

www.novelsclubb.com

"میں تمھاری مدد کے لیے آجاؤں گا۔"

"کیا ایسا ہو سکتا ہے؟" ماہی نے اسے بغور دیکھتے ہوئے خود سے پوچھا تھا۔

"کیوں تمھیں میری بات پر یقین نہیں ہے؟"ساحر نے اس کے چہرے پر پھیلی بے یقینی بھانپ کر کہا تو وہ نفی میں سر ہلا کر مسکرا دی۔

"ایسا نہیں ہے۔"

"ابھی میرا نمبر یاد کر لو۔"ساحر نے اپنا فون نمبر بتایا۔

"مجھے نمبر یاد نہیں رہتے ہیں۔"وہ اسکول میں یوں تو اوسط درجے کی طالبعلم تھی لیکن علم ریاضی میں وہ اوسط درجے سے انتہائی نیچے تھی اور اعداد اسکے سب سے بڑی دشمن تھے۔

"تمہیں میرا نمبر نہیں چاہیے؟ تم مجھ سے رابطہ نہیں رکھنا چاہتی؟"ساحر کو اس کا انداز بہانہ لگا تھا۔اس کی اس بات پر ماہ بانو نے کچھ تعجب اور کچھ تاسف سے اسے ایسے دیکھا کہ وہ اپنی جلد بازی پر پچھتایا۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہیں نمبر لکھ کر دیتا ہوں۔ تمہارے پاس فون تو ہے ناں؟"اس نے انکار میں سر ہلایا۔

"گھر میں تو ہو گا؟"

"سب کے پاس ہے، بینو، سونو اور مجھے چھوڑ کر۔" ساحر نے لینڈ لائن کا پوچھا تھا لیکن اس کے جواب سے وہ جان گیا تھا کہ لینڈ لائن نہیں وہ موبائل فون کی بات کر رہی تھی۔

"میں تمہیں اپنا نمبر لکھ کر دیتا ہوں۔" وہ اس مظلوم لڑکی کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑنا چاہتا تھا لیکن فی الوقت وہ اتنا ہی کر سکتا تھا۔

"وقت کیا ہوا ہے؟" اچانک اسے یاد آیا۔

ساحر نے جیب سے موبائل نکال کر وقت بتایا۔ "چار بج کر دس منٹ۔"

"مجھے اب چلنا چاہیے۔" وہ مزید رکنا چاہتی تھی لیکن دلاور کے جلد گھر آنے کا خطرہ اسے گھر پہنچنے کو کہہ رہا تھا۔

"آج مجھے اپنا گھر ضرور بتانا تاکہ میں اگلی بار آؤں تو تم سے ملنے آسکوں۔" وہ کار کھول کر اندر گیا اور ایک کاغذ تلاش کر کے اس پر اپنا فون نمبر لکھا تب تک وہ دیگر سامان سمیٹ کر کار کے دروازے پر کھڑی تھی۔ اس کے ہاتھ سے سامان لے کر اس نے پچھلی سیٹ پر ڈالا اور باہر نکل کر کاغذ اسے دیا۔

"یہ کاغذ کب تک سنبھالو گی، بہتر ہے اسے یاد کر لینا۔"

اس نے سر ہلاتے ہوئے کاغذ پر لکھے نمبر دل میں دہرائے تھے۔

"چلو۔" وہ شاید وہیں کھڑے کھڑے نمبر یاد کرنے لگی تھی۔ ساحر نے تبسم دبا کر اسے چلنے کو کہا تو کاغذ مٹھی میں دبا کر وہ اس کے ساتھ ہو لی۔

"تم پر کیا گزر رہی ہے وہ سب اپنے ابا سے کہو، ان سے نہیں تو کسی دوست، پڑوسی یا جاننے والے کو بتاؤ، اپنی پڑھائی دوبارہ شروع کرو۔ تمہیں یہ سب مشکل لگتا ہے تو بھی یہ مشکل کام کرو اور آئندہ کوئی تم پر ہاتھ اٹھائے تو اس کا ہاتھ پکڑنا سیکھو۔" وہ اپنے تئیں اس کا برین واش کر رہا تھا۔

"اور کل کی طرح دوبارہ برج پر آنے کا کبھی سوچنا بھی نہیں۔" وہ اس کا ہر لفظ سن رہی تھی لیکن اس کے ذہن میں یکسر مختلف خیالات تھے۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اچھا ہی ہوا کل رضیہ نے اسے مارا تھا ورنہ وہ اس طرح گھر سے نکل کر پل پر نہ آتی اور نہ ہی ساحر سے مل پاتی۔ بے رحمی، بے حسی اور بے اعتنائی سہتے ہوئے وہ خود اذیتی کی انتہا پر تھی۔ خود ترسی

www.novelsclubb.com

اسے اس مقام پر لے آئی تھی کہ رضیہ کی زیادتی کو بھی اس پل وہ نعمت مان رہی تھی۔ ہمدردی، خلوص اور سکون کے ساتھ گزارے تھوڑے سے وقت کا کریڈٹ وہ اپنے مجرم کو دے رہی تھی۔

"تم سن رہی ہو؟" ساحر نے رک کر اس سے پوچھا۔

"ہاں۔" سن تو وہ رہی تھی۔ ساحر اسے کیا اور کیسے کرنا ہے سمجھاتا رہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے سب سنتی رہی تھی لیکن اس میں ایک بھی بات پر عمل کرنے کا حوصلہ نہیں تھا۔

"اس موڑ پر آخری گھر میرا ہے۔" وہ آج اسے اپنی گلی کے اندر تک لائی تھی۔ چاند کی روشنی میں ساحر نے لکڑی کے بوسیدہ دروازے کو ذہین نشین کیا۔

"یہ آئینمینٹ لگاتے رہنا۔" ساحر نے جیب سے مرہم نکال کر اسے دیا جسے وہ اٹھانا بھول گئی تھی۔ وہ اس کا شکریہ ادا کرنے کی تیاری کر رہی تھی جسے محسوس کر کے وہ بولا۔

www.novelsclubb.com

"اگر تم پھر مجھے شکریہ کہنے کا سوچ رہی ہو تو پلیز رہنے دو، میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے جس کے لیے تمہیں میرا ممنون ہونا پڑے۔" ماہ بانو نے اسے ناراضگی سے دیکھا۔ کل بھی اس نے اسے ڈھنگ سے کچھ کہنے نہیں دیا تھا اور اب بھی روک رہا تھا۔

"آپ نے مجھے پل کے نیچے کودنے سے روکا، نہ صرف میری جان بچائی بلکہ بہت بڑا گناہ کرنے سے بچالیا پھر بھی آپ کہہ رہے ہیں کہ ایسا کچھ نہیں کیا جس کے لیے مجھے شکر گزار ہونا چاہیئے! میں ساری عمر بھی شکریہ کہتی رہوں تو کم ہو گا۔" وہ ذرا رکی۔ "میں آپ کا یہ احسان مرتے دم تک یاد رکھوں گی اور وعدہ کرتی ہوں اب غلطی سے بھی ایسی حرکت نہیں کروں گی۔" بس کان پکڑنے کی کسر رہ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ایک وعدہ اور کرو۔" وہ جو سر جھکائے اس کی بات سن رہا تھا سر اٹھا کر بولا۔ "تم کسی نہ کسی سے بات کرو گی، مدد مانگو گی، اپنے لئے اسٹینڈ لو گی، پڑھائی شروع کرو گی، یوں ہتھیار ڈال کر خود کو ظلم کے حوالے نہیں کرو گی۔" اس نے 'ایک' وعدہ کہہ کر فہرست بیان کر دی تھی۔

"اور جب بھی ضرورت ہو اس نمبر پر کال کرو گی۔" اس نے اسکی بند مٹھی کی سمت اشارہ کیا۔ وہ فطرتاً نرم دل تھا، دوسرے دادی کی تربیت نے اسکے اندر نیک نیتی اور خدا ترسی اور بہترین اخلاق کوٹ کوٹ کر بھر دیے تھے۔ ماہ بانو نے اقرار میں سر ہلایا۔

"جاؤ۔" وہ اپنی جگہ کھڑی رہی تو ساحر نے اسکے گھر کی طرف اشارہ کیا۔

"خدا حافظ۔"

"خدا حافظ۔"

دروازے پر پہنچ کر اس نے آہستہ سے دھکا دیا، دروازہ کھل گیا۔ ماہ بانو نے پلٹ کر دیکھا وہ وہیں کھڑا تھا۔ ساحر نے ہاتھ اٹھا کر ایک بار پھر اسے اندر جانے کا اشارہ کیا۔ وہ اس پر آخری نگاہ ڈال کر دبے قدموں سے اندر چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

اس وقت وہ دونوں ہی بے خبر تھے کہ اس لمحے کے بعد انہیں گیارہ سالوں کا ہجر کاٹنا ہے۔ خیر! اس وقت تو اسے ہجر بھی نہیں کہا جا سکتا تھا۔ ان دو راتوں میں چند گھنٹوں کی یہ ملاقات اس کہانی کی ابتدا تھی لیکن اور کہانیوں کی طرح اس ابتدا میں حسن، عشق

یا کسی اور کشش کا کوئی دخل نہیں تھا۔عام طور پر محبت کو انسان کی معراج کہا جاتا ہے لیکن انسان کی معراج تو انسانیت ہے۔مذہب قوم،رنگ نسل،اپنا پرایا،اجنبی آشنا،امیر غریب ہر قسم کے فرق و امتیاز سے ماورا ہو کر دوسرے آدمی کو بھی اپنی طرح انسان جان کر اس کے ساتھ کیا حسن سلوک ہمیں انسان ہونے کی معراج تک لے جاتا ہے۔ساحر اور ماہ بانو کی کہانی کی بنیاد ہی یہ معراج تھی۔

اسی پرانی ڈھب سے گزر رہے شب و روز میں یہ تبدیلی آئی تھی کہ اب وہ اپنے حالات بہتر کرنے کے متعلق سوچنے لگی تھی اور ہر تبدیلی کی شروعات سوچ سے ہی ہوتی ہے۔وہ آج کل سنجیدگی سے ابا سے بات کرنے کا موقعہ ڈھونڈ رہی تھی۔اسے یہ موقعہ ملتا اس سے پہلے ہی بد نصیبی نے تاک کر وار کر دیا۔دوکان کے لئے شہر سے سامان خرید کر لوٹتے وقت ابا سڑک حادثے کا شکار ہو گئے۔خبر ملتے ہی رضیہ،بینو اور سونو کو اس کے پاس چھوڑ کر دلاور کے ہمراہ شہر بھاگی تھیں۔اس کے بعد ہفتہ بھر وہ تینوں،ان تینوں کے لوٹنے کا انتظار

www.novelsclubb.com

کرتے رہے اور جب ابا واپس آئے تو انہیں دیکھ کر اسے بہت بڑا دھچکا لگا تھا۔ ران اور ریڑھ کی ہڈی کا آپریشن کرنے کے بعد بھی سرکاری اسپتال کے ڈاکٹرز نے کوئی امید افزا یقین دہانی نہیں کی تھی۔ ممکن تھا کہ اب وہ کبھی چل نا سکے، بستر سے اٹھ کر کھڑے ہونے کے امکان بھی ماند تھے۔ اپنے مسائل اور حالات بدلنے کا ارادہ طاق پر رکھے وہ ان کی تیمار داری میں جٹ گئی تھی۔ رضیہ نے دوکان سنبھال لی اور اس نے گھر کے ساتھ ساتھ ابا کو۔ اس سانحے کے بعد لاچاری سے بستر پر پڑے پڑے بیٹی سے خدمت وصول کرنے کا اثر تھا یا اسے دن رات کولہوں کے بیل کی طرح چلتے دیکھنے کا، ابا کی پدرانہ شفقت بیدار ہو گئی تھی۔ انہیں گھر میں موجود شکاری کی بو آگئی تھی یا اپنی موت کی آہٹ کہ انہوں نے امام صاحب کو بلا کر فوراً کوئی لڑکا دیکھ کر اس کے نکاح کی بات کی۔ امام صاحب اور ابا کی ملاقات کی تفصیل علم میں آتے ہی دلاور نے رضیہ کے وہ کان کھائے کہ اس نے اعلان کر دیا کہ ابا کی صحت ذرا سنبھلتے ہی دلاور اور اس کی شادی ہے۔ اس یک طرفہ فیصلے پر ابا کے اعتراض کرنے پر ان دونوں میں زوردار بحث ہوئی اور نتیجتاً بگڑی طبیعت نے ابا کو دوبارہ اسپتال پہنچا دیا۔ لاکھ منتوں اور کوششوں کے بعد بھی وہ ابا سے ملنے اسپتال نہ جا سکی تھی

اور دس دن کے بعد ابا کا بے جان وجود آخری رسومات کے لئے گھر لایا گیا۔ وہ جو آج تک خود کو تنہا مانتی آرہی تھی، یتیمی کا احساس ہوتے ہی اسے تنہائی کا احساس بھول گیا۔ ابا کو کفن میں لپٹا دیکھ کر اسے جیتے جاگتے سانس لیتے نام نہاد ابا کی اہمیت سمجھ آئی تھی۔ اپنے آخری نام نہاد رشتے کا سایہ سر سے اٹھتے ہی اسے لاوارث ہونے کا مطلب سمجھا تھا۔

پڑوسی چند دنوں تک دل جوئی کرتے رہے۔ پھوپھو بھی پانچ دن تک رکی تھیں۔ رضیہ کو روزی روٹی کی فکر تھی۔ دلاور نے دوکان پر بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا۔ سمجھانے والوں کو رضیہ نے اپنی دلیلوں سے قائل کر کے عدت کے دوران ہی دکان پر جانا شروع کر دیا تھا۔ جلد ہی زندگی معمول پر لوٹ آئی تھی لیکن ماہ بانو کو اب پچھتاوے گھیرے رہتے۔ آخری وقت میں ابا کی آنکھوں میں اپنے لیے فکر دیکھ کر اسے ساحر کی بات درست لگتی تھی کہ خون میں بڑی کشش ہوتی ہے، اسے ابا سے اپنے مسائل بانٹنے چاہئے تھے، اسے چپ اوڑھ کر ہتھیار ڈالنے کی بجائے مسلسل ضربیں لگانے کی ضرورت تھی۔ اس کے خیالات ہر سمت دوڑتے رہتے۔ مختصر وقت میں ہی وہ اپنی عمر سے کئی زیادہ سمجھ دار ہو گئی تھی۔ کچھ ملنے ملانے والوں کی باتوں کا بھی اثر تھا کہ اس کا ذہن نئی نہج پر سوچنے لگا تھا جو اسے بار بار یاد

www.novelsclubb.com

دلاتے تھے کہ ابا کے گھر اور دوکان پر اس کا حق ہے نہ کہ رضیہ کے بچوں کا۔ پھوپھو جاتے ہوئے اسے اپنا فون نمبر دے کر گئی تھیں۔ اس نے سوچا کہ وہ انہیں فون کر ان کے ساتھ رہنے کی اجازت مانگے گی اور اگر انہوں نے منع کر دیا تو پھر وہ امام صاحب سے مل کر اس مسئلے کا حل نکالے گی۔ اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ اس گھر میں دلاور اور رضیہ کے ساتھ نہیں رہے گی اور اس کی سوچ کے مطابق کچھ نہ ہو پایا تو آخری راستے کے طور پر وہ ساحر کو فون کرے گی لیکن ایک بار پھر اس کے سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے

"اتنے دن تو ہو گئے ہیں۔۔۔۔" دلاور آج پھر سے رضیہ کے سر تھا۔

"دماغ مت کھا میرا۔" وہ اس کی روز روز کی تکرار سے تنگ تھی۔ دلاور جلد ہی اس کے اور اپنے نکاح کے لیے بے قرار تھا۔ وہ بھی روز ماں بیٹے کی یہ بحث سن رہی تھی اور روز ہی ہمت جمع کر کے اندر جانے کا سوچتی مگر اتنی ہمت جٹا نہیں پاتی تھی لیکن آج کسی طرح اندر آ ہی گئی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے شادی نہیں کرنی۔"ان دونوں کے چہروں پر پہلے حیرانی اور پھر جلال اترا تھا۔دلاور سنبھل کر استہزائیہ بولا۔

"تیرے سے پوچھ کون رہا ہے؟"

"مجھے شادی نہیں کرنی۔"اس نے پھر دہرایا۔اندر سے وہ بری طرح کانپ رہی تھی لیکن کسی طرح خود کو کھڑا رکھا تھا۔

"بڑی زبان آگئی ہے تیرے منہ میں۔"رضیہ پلنگ سے اتر کر اس کی طرف آئیں،وہ پیچھے ہٹی۔

"مجھے مارا تو میں شور مچا دوں گی۔"اس نے کہا اور رضیہ کا جلال آسمان چھو گیا۔اس نے گالی کے ساتھ اس کے چہرے پر دو چانٹے مارے تھے کہ دلاور نے آکر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ماہ بانو کے بدلے تیور نے اسے پل میں تحمل عطا کر دیا تھا۔

"تو جا یہاں سے۔"اس نے ماہ بانو سے کہا۔لرزتی ٹانگیں مزید کھڑے رہنے کے قابل نہ تھیں۔وہ فورا بھاگ کر اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔وہ بڑا معرکہ سر انجام دے کر آئی

www.novelsclubb.com

تھی۔اس کے مطابق دلاور اور رضیہ کو اس نے ٹھیک ٹھاک جواب دیا تھا۔اپنی پہلی کامیابی پر مسرور وہ رات بھر سوچتی رہی کہ صبح پہلے اٹھ کر پھوپھو کو فون کرے گی اور اس کے بعد امام صاحب کے پاس جائے گی۔ساری رات ارادے باندھنے اور توڑنے کا اثر تھا کہ اگلی صبح معمول کے وقت اس کی آنکھ نہیں کھلی۔

"یا اللہ!" وہ ہڑبڑا کر باہر بھاگی۔ گزشتہ رات کا کارنامہ کم تھا جو آج سونو بینو کی چھٹی بھی۔ لیکن اسے حیرت کا زبردست جھٹکا لگا تھا جان کر کہ بینو اور سونو نے اسے جگایا نہیں اور خود ہی اسکول چلے گئے تھے۔کھلے دروازے سے رضیہ کا خالی پلنگ بھی نظر آرہا تھا۔وہ عموماً اتنی صبح خیز نہ تھیں۔وہ منہ دھو کر حیران ہوتی باورچی خانے میں چلی آئی۔اپنے لیے چائے بنائی اور چائے کا کپ لے کر باہر نکلی ہی تھی کہ سامنے سے نکلتے دلاور کو دیکھ کر بری طرح ٹھٹھک گئی۔یہ اس کا گیراج سے آکر سونے کا وقت تھا۔وہ اسے نظرانداز کر کے اپنے کمرے میں آگئی۔چائے پینے کے بعد اس نے اپنی پرانی بیاض سے پھوپھو کا فون نمبر لکھا صفحہ نکالا۔اسی صفحے پر اس نے ساحر کا فون نمبر بھی لکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا مجھے دونوں کو ایک ساتھ فون کرنا چاہیے؟" کاغذ تہہ کرتے ہوئے اس نے سوچا اور کمرے سے باہر نکلی۔ وہ ابھی صحن میں ہی تھی کہ پیچھے سے دلاور کی آواز آئی۔

"کہاں جا رہی ہے؟" اس کا دل ڈولا، کچھ تو گڑبڑ تھی۔ وہ ابھی تک جاگ رہا تھا اور رضیہ گھر میں موجود نہ تھیں اور کل ہی پہلی بار اس نے ان کے مقابل زبان کھولی تھی۔ کیا یہ سب محض اتفاق تھا؟ دلاور اب اس کے سامنے آ کر راستہ روکے کھڑا تھا۔

"حوصلہ ماہ بانو حوصلہ!" اس نے غائبانہ خود کی پیٹھ تھپتھپا کر رخ پر سختی لا کر اس کے بازو سے نکلنا چاہا۔ دلاور نے پھر آگے آ کر اس کا راستہ روکا۔

"پوچھے گی نہیں اماں کہاں گئی ہیں؟"

اس نے پھر کترا کر نکلنا چاہا۔ اس کی چھٹی حس اسے کسی طرح وہاں سے نکل جانے کے اشارے دے رہی تھی۔ دلاور مزید پھیل کر اس کے سامنے آ گیا۔

"میں خود ہی بتا دیتا ہوں، اماں اتنے دنوں سے میری تو مان نہیں رہی تھی لیکن کل تیری بات کا ایسا اثر ہوا کہ وہ آج ہی ہماری شادی کے لیے تیار ہو گئی۔" ماہ بانو کی سانس اٹک گئی۔

www.novelsclubb.com

"وہ تیرا میرا شادی کا جوڑا لینے اور مولوی صاحب کو بلانے گئی ہے۔"اس کا سفید پڑتا چہرا دیکھ کر وہ قریب آیا۔"کیوں تجھے خوشی نہیں ہو رہی اپنی شادی کی؟ یہ تیرا ہی کمال ہے۔" وہ خواہش کے باوجود بھی اپنی جگہ سے ہل نہ سکی۔

"بہت اچھا ہوا جو کل تو نے زبان کھولی، اگر پہلے ایسی ہمت دکھاتی تو اب تک ہماری۔۔۔۔"وہ ہنسا اور ماہ بانو جیسے ہوش میں آ کر پیچھے ہٹی۔ دلاور آگے بڑھا۔

"ویسے اب بھی۔۔۔۔۔"اس نے کہتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا تھا اور بلکل میکانیکی انداز میں ماہ بانو کا دوسرا ہاتھ دلاور کے چہرے کی طرف اٹھا تھا۔

چٹاخ کی آواز گونجی اور دلاور کی آنکھوں کا رنگ لمحہ بھر میں وحشیانہ ہو گیا۔ وہ بے اختیار ہی گھبرا کر اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔ وہ ابھی کمرے میں پہنچی ہی تھی کہ پیچھے سے دلاور بھی اندر داخل ہوا۔ اسے فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اسے پلٹ کر اندر آنے کی بجائے آگے بڑھ کر دروازے سے باہر نکل جانا چاہیے تھا۔ فی الحال گھر کی چار دیواری نہیں بلکہ دنیا اسے بچا سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یہ اسی دن سے طے تھا جس دن پہلی بار میں نے تجھے دیکھا تھا۔"اس کی آواز بر فیلی اور آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔"اماں کو تیرے باپ سے شادی اسی لیے کرنے دی تھی کہ میں اس گھر میں تیرے ساتھ رہوں ورنہ کوئی جوان بیٹا اتنا بے غیرت نہیں ہوتا۔"کیا ستم ظریفی تھی کہ دلاور کی زبان پر غیرت کا ذکر تھا۔وہ سہمی دیوار سے لگی کھڑی تھی۔

"میں تو طریقے سے جا رہا تھا لیکن۔۔۔۔۔"وہ مزید دو قدم آگے بڑھا۔ماہ بانو کی نگاہیں دسترس کی چیزیں تول رہی تھیں۔بائیں طرف صندوق کے اوپر پرانی لوہے کی استری رکھی تھی۔دلاور نے اس کی کلائی پکڑی اسی مٹھی میں بیاض کا صفحہ تھا۔ماہ بانو نے پوری قوت سے اسے پیچھے دھکا دے کر کلائی چھڑانی چاہی۔

"ہاہا۔۔۔۔۔لے یہ ارمان بھی پورے کر لے۔"اس کی کلائی چھوڑ کر وہ دو قدم پیچھے ہٹا۔

www.novelsclubb.com

"جا۔۔۔۔"اس نے سر سے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔"دیکھ لے تو کہاں تک جا سکتی ہے۔"گہری سانسیں لیتی ماہ بانو اپنی جگہ جمی رہی۔

"دو ہی طریقے ہیں، یہاں سے بھاگ لے یا مجھے مار دے۔۔۔۔اور دونوں نہیں کر سکتی تو یہ ناٹک بھی ختم کر۔" وہ غرایا تھا۔اس کی بات پوری ہوتے ہی اس نے لپک کر استری اٹھائی۔

"اوہ۔۔۔"۔دلاور نے ڈرنے کی اداکاری کی۔ماہ بانو کا ہاتھ کانپ رہا تھا

اسی وقت دلاور کا فون بجا۔اس نے ماہ بانو سے نظر ہٹائے بنا ہی جیب میں ہاتھ ڈالا، فون نکالتے ہوئے اس کا والٹ زمین پر گرا، وہ اسکرین پر نمبر دیکھتے ہوئے والٹ اٹھانے کے لیے نیچے جھکا اور اسی لمحے ماہ بانو نے کانپتے ہاتھ میں پکڑی استری پر دوسرا ہاتھ رکھا اور بنا سوچے سمجھے پوری قوت سے جھکے دلاور کے سر پر دے ماری۔وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور اس کے چند سیکنڈ بعد ہی زمین پر سرخ لکیر نمودار ہوئی۔دلاور کی آنکھوں میں پہلے بے یقینی اور پھر غصہ ابھرا۔اس نے بولنے اور اٹھنے کی کوشش کی اور پھر ساکت ہو گیا۔

"بھاگ لے یا مجھے مار دے۔"اس کے کانوں میں دلاور کی آواز گونجی۔

"مم۔۔۔۔مار دیا۔" وہ بڑبڑائی۔"میں نے۔۔۔۔۔۔دد۔۔دلاور کو مار دیا۔"فون خاموش ہو کر دوبارہ بجنے لگا۔اس کے اندر مسلسل 'مار دیا میں نے دلاور کو مار دیا' کی تکرار جاری تھی۔

"میں نے مار دیا، وہ مر گیا، دلاور مر گیا۔۔۔۔"فرش پر پھیلتی سرخ لکیر فون نمبر ز لکھے کاغذ تک پہنچی تو اس نے لپک کر کاغذ اٹھایا۔استری اس کے سر پر مارتے وقت وہ مٹھی سے گرا تھا۔

"مجھے فون کرنا چاہیے۔"فون نمبر دیکھتے ہیں اسے خیال آیا۔"ساحر نے کہا تھا ضرورت پڑے تو کال کرنا، مجھے ابھی ضرورت ہے۔"دلاور پر ایک نظر ڈال کر وہ دروازے کی طرف بڑھی۔اس کا پیر سیدھا دلاور کے والٹ پر پڑا تھا۔مصیبت کے وقت ذہن معمول سے زیادہ کام کرتا ہے۔اس کا ذہن بھی پوری طرح جاگا اور بیدار تھا۔اس نے جھک کر فرش سے والٹ اٹھایا، کھول کر اس میں سے سارے نوٹ نکالے اور والٹ پھینک کر باہر نکل گئی۔اب اس کے ذہن میں دلاور کو مار دینے کے علاوہ یہاں سے دور نکل جانے کی تکرار جاری تھی۔ایک بار پھر اس کا رخ قصبے سے باہر جانے والے راستے کی طرف تھا۔

www.novelsclubb.com

اس کے اندر ایک ساتھ اتنی آوازیں گونج رہی تھیں، اس قدر شور تھا کہ اسے آس پاس کا کوئی ہوش نہیں تھا۔

"میرے لئے گناہ کرنا کتنا آسان ہو گیا ہے، وہ بھی ایسے بڑے بڑے معاف نہ ہونے والے۔ یااللہ کس خطا کی سزا ہیں میرے یہ گناہ؟ میں قاتل ہوں، میں نے ایک انسان کی جان لی ہے، مر گیا وہ، اب کیا ہو گا؟ پولس آئے گی، میں جیل جاؤں گی۔۔۔۔ نہیں۔" وہ پسینے پسینے ہو رہی تھی۔ پیچھے سے چنگھاڑتے ہارن کی آواز پر وہ اچھل کر ایک طرف ہوئی۔ وہ پل پار کر کے بہت آگے نکل آئی تھی۔ "میں کہاں بھاگ رہی ہوں؟ میں کہاں جاؤں گی؟ کہاں جا سکتی ہوں؟" اس نے مٹھی کھول نم ہوتے کاغذ سیدھے کیے۔

"کیا مجھے ابھی پھوپھو کو فون کرنا چاہیے؟ میں نے دلاور کو مار دیا ہے یہ سنتے ہی وہ مجھے اپنی بھتیجی ماننے سے انکار کر دیں گی۔ اب کیا کروں؟ ساحر سے کیا کہوں، کہوں کہ میں نہیں مری بلکہ اس بار میں نے کسی اور کو مار دیا ہے۔" ایک بار پھر اس کی آنکھوں کے سامنے فرش پر پڑا دلاور کا بے دم وجود لہرایا تو اسے سانس لینا مشکل ہو گیا۔

شہر اور اس کے آس پاس کے دیہاتوں کے درمیان چلنے والا بڑا آٹو اس کے قریب آکر رکا۔اس میں ایک سواری کی جگہ تھی اور ڈرائیور اسے قریبی شہر جانا ہے کیا پوچھ رہا تھا۔وہ سر ہلا کر اندر بیٹھ گئی۔چند نظروں نے اس کے برہنہ پیروں کو گھورا تو اس نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا، وہ پھر بنا چپلوں کے ہی گھر سے نکل آئی تھی۔اسے لگ رہا تھا ہر کوئی اس کے چہرے سے جان جائے گا کہ وہ قاتل ہے اور بس ابھی سب اس کی سمت انگلیاں اٹھا کر چیخنے لگیں گے۔وہ دوپٹے میں چہرہ چھپائے سر جھکا کر بیٹھی رہی۔اگلے قصبے میں پہنچ کر آٹو میں کوئی خرابی ہو گئی۔اسکی مرمت میں تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا۔ساری سواریاں اپنی ناراضگی، غصہ اور جھنجھلاہٹ کا اظہار کر رہی تھیں مگر وہ لب سیئے بیٹھی رہی۔وہ شہر کے بس اسٹاپ پر پہنچ کر سب سے پہلے اتر گئی۔وہ چھوٹے سے شہر کا چھوٹا سا بس سٹاپ تھا۔ صبح کا وقت تھا اور اس وقت وہاں کسی شادی یا بارات کی بس رکی تھی اس لیے بڑی چہل پہل اور بھیڑ تھی۔اس کا حلق سوکھ رہا تھا۔اس نے پانی کی بوتل خریدی اور ہوٹل کے باہر اسٹول پر بیٹھ کر پوری بوتل خالی کر دی۔اسٹول سے اٹھتے ہوئے سامنے کے منظر پر نظر پڑتے ہی وہ تھم سی گئی۔ماتھے پر بندھی سفید پٹی کے ساتھ اپنے دوست کی بائیک سے اترتا

وہ یقیناً دلاور ہی تھا۔اس کی بھٹکتی نگاہیں اسے ہی تلاش کر رہی تھیں۔ قتل، قاتل اور گناہ کی تکرار میں الجھے ذہن نے قلابازی کھائی اور پھر اُس پر دلاور کا خوف طاری ہو گیا۔وہ فورا ہوٹل کے پیچھے بنے عورتوں کے بیت الخلاء میں گھس گئی۔

"کس قدر بو ہے یہاں، میں جا رہی ہوں مہرو تو خود آ جانا۔"ایک ادھیڑ عمر کی خاتون باہر نکلتے ہوئے اندر موجود کسی سے کہہ رہی تھیں۔

"تم جاؤ چاچی مجھے ٹائم لگے گا۔"اندر سے غالباً مہرو کی آواز آئی۔وہ اندر آ کر یوں ہی کھڑی رہی۔ذرا دیر بعد مہرو باہر نکلی اور اسے دیکھ کر ٹھٹکی پھر سر جھٹک کر تیزی سے نقاب اتارنے لگی۔نقاب اتار کر اس نے بیت الخلا کے دروازے پر ڈالا۔

"مجھے تمہارا دوپٹا دو۔"اس نے اپنا سرخ دوپٹہ اتار کر اس کی طرف بڑھایا۔اس اچانک وانوکھی فرمائش پر وہ ہونق بنی اسے دیکھنے لگی۔مہرو کے پاس وقت نہیں تھا۔اس نے ماہ بانو کا سیاہ دوپٹہ کھینچا اور اپنا دوپٹہ اس کے اوپر پھینکا۔

"تھینک یو۔"اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ تھینک یو کہنے کی عادی نہیں ہے۔

www.novelsclubb.com

اس نے ماہ بانو کا ڈوپٹہ اپنے گرد اچھی طرح لپیٹ کر چہرہ چھپایا، ادھر ادھر نظر دوڑائی ، کنارے رکھی اسٹیل کی بالٹی پر نظر پڑتے ہی اسے اٹھا کر پچھلی دیوار کے قریب الٹا رکھا اور بالٹی کے پیندے پر چڑھ کر ، ٹوٹی دیوار میں نکلی اینٹوں سے بنی جگہوں پر پیر جماتے ہوئے ذرا سی جدوجہد کے بعد وہ دوسری طرف کود گئی۔ یقیناً دوسری طرف اسے لینے کے لئے کوئی منتظر تھا۔ وہ ابھی اس عجیب و غریب صورتحال پر ڈھنگ سے حیران بھی نہ ہو پائی تھی کہ ذہن میں ابھرے نئے خیال کے تحت اس نے دروازے پر لٹکا نقاب کھینچ کر پہننا شروع کر دیا۔ دلاور اسے ڈھونڈ لے اس سے پہلے اسے اس جگہ سے بہت دور نکل جانا تھا۔ کچھ بعید نہ تھا کہ وہ اسے تلاش کرتا ہوا بیت الخلاء کے اندر بھی پہنچ جاتا۔ وہ چہرے پر نقاب گرا کر باہر نکلی ہی تھی کہ اندر آتی خاتون سے ٹکرا گئی۔

www.novelsclubb.com

"کتنا ٹائم لگا دیا تو نے۔۔۔" خاتون نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ "کب سے بس تیرے واسطے کھڑی ہے۔"

"میں۔۔۔۔۔۔" اس کی آواز اندر ہی دم توڑ گئی بیت الخلاء کے سامنے ہی دلاور کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر پرانے سارے جانے پہچانے تاثرات کے ساتھ ایک نیا رنگ تھا اور وہ

انتقام کا رنگ تھا۔اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔وہ خاتون اسے لیے دلاور کے قریب سے گھسیٹتے ہوئے سامنے کھڑی بس میں چڑھ گئی۔

"چلو بھیا، آگئی مہرو بھی۔"ڈرائیور کے پیچھے، دروازے کے بالکل سامنے خالی سیٹ پر اسے بٹھا کر وہ خود بھی اس کے بازو میں بیٹھ گئی تھیں۔ڈرائیور بھی مہرو کا ہی منتظر تھا فوراً چل پڑا۔

وہ دم سادھے بیٹھی رہی۔بس میں موجود افراد کی باتوں سے اس نے اندازہ لگایا کہ وہ پورا خاندان بیٹی کی شادی کرنے کے لیے دوسری جگہ جا رہا تھا، جہاں ان سب کے پیر بستے تھے۔بس بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی اور وہ اس تیز رفتار سے پیچھے چھوٹ رہے راستے پر پر سکون ہوتی جا رہی تھی۔فون نمبرز اور پیسے ہنوز کی دسترس میں تھے۔

www.novelsclubb.com

"تو کیوں اتنی خاموش بیٹھی ہے۔۔۔"بغل والی خاتون نے مڑ کر کہا۔"کم سے کم یہ تو ہٹا۔"ہاتھ بڑھا کر انہوں نے اس کے چہرے سے نقاب اٹھایا اور بدک کر پیچھے ہٹی۔

"ہاہ۔۔۔۔"ان کی چیخ اتنی بلند تھی کہ سب متوجہ ہو گئے۔

"کون ہے تو؟" وہ سیٹ چھوڑ کر کھڑی ہوئیں۔

"کیا ہوا؟ مہرو۔۔۔۔ مہرو کہاں ہے؟" عقب سے حواس باختہ مہرو کی ماں آگے آئیں۔ انہیں ایسے ہی کسی سانحے کا خدشہ لگا تھا۔ سب اپنی نشستیں چھوڑ کر اس کی جھلک پانے کی کوشش میں آگے آنے لگے۔

"ارے روکو۔۔۔ مہرو نہیں ہے بس میں۔" کسی نے بلند آواز میں ڈرائیور کو مخاطب کیا۔ بس میں پھیلتا شور، تیز رفتار، کھائی کا کاٹ دار موڑ کم خطرناک نہ تھے کہ پیچھے سے آئی اس پکار نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی۔

"کیا؟" ڈرائیور نے پیچھے مڑ کر پوچھا اور غفلت کا یہ لمحہ ہی کافی تھا۔ توازن بگڑا اور لہرا کر بس ایک طرف کھائی میں لڑھکتی چلی گئی۔ ایک شور اٹھا تھا، خوف اور درد سے بھری آہیں اور چیخوں کے ساتھ، بس کے ترچھا ہوتے ہی وہ دروازے کے باہر پھینکی گئی تھی۔ خیر کی دعا کرتے ہوئے اسے لگا اب پھر کبھی وہ دعا نہیں مانگ سکے گی۔ باہر گرتے ہی اس کا سر کسی سخت چیز سے ٹکرایا اور پھر اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ یہ سب پلک جھپکتے ہی ہو

www.novelsclubb.com

گیا تھا۔ ہوش میں ہونٹوں پر مغفرت کی دعا اور آخری خیال جو اس کے ذہن میں تھا وہ یہ کہ اس کی مٹھی میں ساحر کا نمبر ہے۔

کان میں پڑتی آوازوں کے ساتھ سامنے کا دھندلا منظر ذرا واضح ہوا تھا۔ سفید ایپرن اور سفید ساڑھی میں ڈاکٹر اور نرس جھک کر اسے دیکھ رہے تھے۔ ان کے قریب ہی ایک عورت کھڑی تھی۔

"آپ کی ناتی (نواسی) کو ہوش آگیا ہے ماں جی۔" ڈاکٹر اس ادھیڑ عمر کی عورت سے کہہ رہا تھا۔

"میں کہاں ہوں؟" اس کے بیدار ذہن میں پہلا سوال کیا۔

"یہ اسپتال ہے۔" جواب بھی ذہن کی طرف سے آیا۔ اس کے اندر اٹھنے کی خواہش جاگی لیکن سب کچھ جیسے پتھر کا تھا۔ "کیا میں مر گئی ہوں؟"

"اس کی پٹی کب نکلیں گی؟" عورت نے پوچھا۔

"اس میں ٹائم لگے گا ماں جی۔"

"مجھے سن اور سمجھ سکتی ہو تو آنکھ کے اشارے سے جواب دو۔" ڈاکٹر نے اس کے چہرے کے قریب آکر کہا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

"گڈ۔" وہ سیدھا ہوا۔ "ماں جی یہ ہم سب کی بات سن اور سمجھ سکتی ہے، چہرے کی پٹی نکل جائے تو بات بھی کرے گی۔"

اسے یاد آیا وہ بس میں تھی کسی مہرو کی جگہ۔

"لیکن یہ کون ہے؟ باقی لوگ کہاں ہیں؟" اس نے دائیں بائیں دیکھنا چاہا لیکن وہ صرف آنکھ گھما سکتی تھی گردن اور سر نہیں۔

ڈاکٹر اس عورت کو اسے ابھی کوئی بری خبر نہ سنانے کی ہدایت دے کر چلا گیا۔

"ماں جی آپ راجہ بھاؤ کو فون کر دو۔" نرس اس عورت سے مخاطب ہوئی۔ "وہ بول کر گیا تھا کہ ہوش میں آتے ہی اسے فون کرنا۔" وہ مراٹھی زدہ لہجے میں بات کر رہی تھی۔ ماں

جی نے تائید میں سر ہلایا اور نرس کے جاتے ہی اسٹول پر بیٹھ کر گئیں۔ جھک کر اس کا چہرہ دیکھا کہا کچھ نہیں۔

آنے والے وقت میں اسے یوں لیٹے لیٹے کئی باتیں پتہ چلی تھیں۔ وہ وہاں سرکاری اسپتال میں کسی سیلیبرٹی سے کم نہ تھی۔ بس کے حادثے میں معجزاتی طور پر بچنے والی وہ واحد ہستی جو تھی۔ دیگر لوگوں کی طرح وہ بس کے ساتھ کھائی میں نہیں گری تھی بلکہ سڑک کے کنارے ہی ملی تھی۔ یہ خبر سارے مقامی اخباروں میں چھپی تھی اور سب کی دلچسپی کا باعث تھی کیوں کہ سارے افراد اس کی یعنی مہر النساء کی شادی کے لیے جاتے ہوئے اپنی جان گنوا بیٹھے تھے اور وہ خود زندہ بچ گئی تھی۔ وہ عورت مہر النسا کی نانی تھیں۔ راجہ بھاؤ مقامی سیاست داں تھا اور قریبی انتخابات کے پیش نظر اور عوام کی دلچسپی کو دیکھتے ہوئے وہ اس مظلوم نانی نواسی کی جوڑی کی مدد مکمل تشہیر کے ساتھ کر کے اسے اپنے مقصد و مطلب کے لئے استعمال کر رہا تھا۔ اس کے پورے بدن پر چوٹیں تھیں۔ چہرے پر تھوڑی میں نیچے کی طرف گہرا زخم تھا جہاں اسے کئی ٹانکے لگے تھے۔ جس کی پٹی چہرے کی گولائی میں بندھی تھی۔ اس کے علاوہ بھی چھوٹے موٹے زخم تھے۔ چہرے پر اب بھی ورم

تھا۔نرس نے ڈریسنگ تبدیل کرتے وقت اسے شیشہ دکھایا تو خود اسے بھی اپنا چہرہ اجنبی لگا تھا۔اس حادثے کی خبر سے اسے کوئی شدید صدمہ نہ پہنچے اس لیے اسے اتنے دنوں تک دواؤں کے زیر اثر گہری نیند میں رکھا گیا تھا۔

اس کے اندر کتنے ہی سوال تھے مگر وہ پوچھنے کے قابل نہ تھی۔مہرو کہاں تھی اور سب سے بے چین کرنے والا سوال کہ اس کے ہاتھ میں دبا کاغذ کہاں تھا جو اسکا واحد اور آخری سہارا او آسرا تھا۔اس کے بے دم وجود کے ساتھ وہ بھی لوگوں نے بچایا یا نہیں؟اس کے پوچھنے پر اسے یہ جواب ملا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی سامان نہیں ملا تھا۔وہ سامان کہا تھا سرمایہ تھا اس کا۔

وہ نرس کی مدد سے اٹھ کر بیٹھنے اور چلنے لگی تھی۔ہاں،نہیں،ہوں،بس،اور،پانی جیسے الفاظ بول رہی تھی۔نانی اس سے ضرورت اتنی ہی بات کرتی تھیں۔اس دوران بینک کے ملازمین آکر اس کا نیا اکاؤنٹ کھولنے کے لیے ضروری فارم اور دستاویز پر اس کے دستخط لے گئے۔نانی نے پہلے ہی اسے مہرالنساء کے دستخط بتا کر اس کی مشکل آسان کردی تھی۔جیسے جیسے وہ صحت یاب ہورہی تھی اسے نانی کے لیے بہت برا الگ رہا تھا۔وہ بے

www.novelsclubb.com

چاری اپنی نواسی کے بچ جانے پر خوش تھیں، اسے نواسی سمجھ کر اس کی خدمت کیے جا رہی تھیں۔ حقیقت کھل جانے پر کس قدر دکھی ہوں گی اس کا تصور اسے بھی دکھی کر دیتا تھا۔ جس دن اس کے چہرے کی پٹیاں کھلنی تھی اس دن راجہ بھاؤ، مقامی اخبارات کے نمائندوں کے ساتھ موجود تھا۔ وارڈ کے دیگر مریض اور ان کے ساتھ ٹھہرے اقرباء بھی موجود تھے۔ اپنے سامنے یہ میلا دیکھ کر اسے گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔ اسے دیکھتے ہی اپنی مہرو نہ پا کر نانی کیا کریں گی؟ یہ سوچ سوچ کر اس کا سر درد کرنے لگا تھا۔ لیکن اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب نانی نے 'میری مہرو' کہہ کر اسے گلے لگایا اور وہاں موجود سارے حاضرین نے تالیاں بجائیں۔ اس نے چند منٹوں کے لیے ہی سہی لیکن مہر النساء کو بڑی اچھی طرح دیکھا تھا ان دونوں میں کوئی مشابہت نہیں تھی کہ کوئی کنفیوز ہوتا۔

"کیا میں واقعی مہرو ہوں؟" اس نے بھی نانی کی پشت پر ہاتھ رکھا گویا اسے بھی ان کے گلے لگ کر خوشی ہوئی تھی۔ "کیا اس حادثے میں میرا چہرہ اتنا بدل گیا ہے؟" سب کی وہاں سے ہٹتے ہی اس نے فوراً نرس سے آئینہ مانگا تھا۔ آئینے میں اپنی شکل پہچان کر اس نے سکون کی

سانس لی۔ تھوڑی کے کنارے پر لمبا نشان تھا۔ کوئی ایسا بڑا تغیر نہیں تھا کہ کوئی ان دو چہروں میں الجھ جاتا۔

"آپ جانتی ہیں کہ میں مہرو نہیں ہوں۔" اس نے خاموشی سے اس کا جائزہ لیتی نانی کو مخاطب کیا۔

"شش۔۔۔۔۔ شش۔۔۔۔۔" وہ فوراً اٹھ کر اس کے پاس آئیں۔

"تو مہرو ہے مہر النساء فاروق" وہ سخت اور سرد لہجے میں بولی تھیں۔

"ابھی تک جس طرح منہ بند تھا آگے بھی اسی طرح گونگی بنی رہ۔"

اس سے زیادہ بات کیے بنا اسی دن وہ اسے دھمکی نما ہدایتیں دے کر غائب ہو گئیں۔ وہ اسپتال حادثے والی جگہ کے قریب تھا جبکہ مہر النساء کا قصبہ وہاں سے بہت دور تھا۔ پانچ دن بعد جب وہ اپنے گاؤں سے لوٹیں تو اسے اپنے مہرو ہونے کا راز سمجھ میں آیا۔ ایک بار پھر راجہ بھاؤ اخباروں کے نمائندوں اور فوٹو گرافروں کے ساتھ حاضر تھا۔ سب کی موجودگی میں ڈاکٹرز، نانی اور راجہ بھاؤ کی تقاریر کے بعد اسے حکومت سے ملا معاوضے کا

دس لاکھ کا چیک دیا گیا۔نرس اور نانی کی باتوں سے اسے پتہ چلا کہ ان پانچ دنوں میں نانی نے مہر النساء کے والدین کا مکان فروخت کر دیا ہے۔اتنے دنوں تک اسپتال کے بستر پر لیٹے لیٹے اس نے نانی اور نانی کی باتوں کا بغور معائنہ اور مشاہدہ کر کے ان کے بارے میں بہت کچھ جان لیا تھا۔ان کے متعلق اس کی پہلی رائے اب یکسر بدل چکی تھی۔اسی دن اسے اسپتال سے چھٹی مل گئی۔نانی اسپتال سے اسے لے کر سیدھے بینک پہنچی تھیں جہاں انہوں نے اس کے کھاتے میں چیک جمع کیا اور پھر وہاں سے مع اپنے تین بیگ کے وہ ایک ہوٹل میں آئی تھیں۔

"اتنے دنوں سے دواخانے کا کھانا کھا کھا کر دل اچاٹ ہو گیا ہے آج کچھ اچھا کھاتے ہیں۔ "سامان رکھ کر وہ کھانے کا آرڈر دینے خود ہی اٹھ کر چلی گئیں۔

www.novelsclubb.com

اسپتال سے نکل کر یہاں پہنچنے تک وہ مسلسل سوچ رہی تھی۔زندگی کے بڑے بڑے سبق اکثر ہمیں لمحہ بھر میں یوں ازبر ہو جاتے ہیں گویا ہم سالوں سے انہیں رٹتے آرہے ہیں۔ایسا ہی ایک سبق اس نے ابھی ابھی سیکھا تھا اور پہلی بار اخلاق و مروت بھول کر اس نے اپنی بقاء کو چنا تھا۔

نانی واپس آکر اپنے نئے نئے پرس میں کچھ تلاش کرنے لگیں۔

"کم سے کم یہ ہی پوچھ لیں کہ مہر النساء کہاں ہے۔" ذرا دیر انہیں دیکھنے کے بعد اس نے کہا۔اس نے اپنا لہجہ کھردرا کرنا چاہا تھا لیکن ناکام رہی تھی۔

"وہ بھی اور سب کے ساتھ مر گئی ہے، بس اسکی لاش نہیں ملی اور گنتی پوری کرنے کے لیے وہ تجھے اٹھا لائے تھے۔"

"مہر النساء زندہ ہے۔" پرس میں حرکت کرتے ان کے ہاتھ تھم گئے۔

"کیا؟"

"مہرانساء بس میں نہیں تھی۔" ان کے چہرے پر الجھن نمودار ہوئی۔پرس ایک طرف رکھ کر وہ ٹیبل پر ہاتھ رکھ کر آگے ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"اور یہ تجھے کیسے پتا؟"

"پہلے آپ بتائیں، کیا آپ اسکی سگی نانی ہیں؟"اس کا انداز ایسا حتمی تھا کہ وہ خود بھی حیران رہ گئی۔

"میں اس کی دادی کی پھوپھی زاد بہن ہوں۔"

"آپ بس میں سب کے ساتھ کیوں نہیں تھیں؟"

"پیچھے گھر کی رکھوالی، صفائی اور ان کی واپسی کے لیے تیاریاں کر رہی تھی۔"وہ تلخی اور رکھائی سے گویا ہوئیں۔

"وہ سب 'لڑکی' کی بارات لے کر شادی کرنے کہیں اور کیوں جا رہے تھے؟"

انہوں نے اسے کڑی نظروں سے گھورا۔اس نے بڑی مشکل سے اپنے چہرے کو سپاٹ رکھا تھا۔وہ ٹھنڈی آہ بھر کر پیچھے ہوئیں۔

"اس کمبخت کا گاؤں کے ایک غیر مسلم لڑکے سے معاشقہ چل رہا تھا، جس کے نہ ماں باپ کا پتہ تھا نہ اس کا کوئی ٹھکانہ، گھر والوں کے سمجھانے بجھانے اور سختی کرنے کا اس پر کوئی اثر نہیں تھا بلکہ بات کھل جانے پر وہ اور بھی بے باک اور بے پرواہ ہو گئی تھی۔سب پیر

صاحب کے پاس بھاگے جنہیں وہ سب بڑا مانتے تھے،ان کے مشورے پر اسے گھر میں قید کر کے رکھا گیا، پھر پیر صاحب نے اس کے لیے لڑکا دیکھ کر نکاح کا حکم دیا۔گھر والوں کا خیال تھا کہ پیر صاحب کے آستانے پر ان کی موجودگی اور ان کی دعاؤں کے اثر سے وہ اس لڑکے کو بھول کر نئی شادی کو نبھالے گی۔اس کے دادا اور نانا سگے بھائی تھے اور ان کے بچوں کی شادیاں آپس میں ہی ہوئی تھیں اس لیے سارے کے سارے بس میں بھر کر نکل گئے تھے،ایک چھت کے نیچے رہتے تھے ایک ساتھ ہی ختم ہو گئے۔"انہیں کوئی دکھ یا افسوس نہ تھا۔

"آپ۔۔۔۔۔"انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔

"بس،اب تو بتا مہر النساء کہاں ہے؟"ماہ بانو نے انہیں خود اس کا برقع پہن کر بس میں جانے والا حصہ حذف کر کے بیت الخلاء سے اس کے بھاگنے والی ساری بات بتادی۔

www.novelsclubb.com

"آہ یہ لڑکی!"انہوں نے سر پکڑ لیا۔"مردود بھاگ گئی اس کے ساتھ۔"

وہ ان کے بولنے کا انتظار کر رہی تھی لیکن جب وہ یوں ہی سر پکڑے بیٹھی رہیں تو اس نے پوچھا۔

"آپ نے مجھے مہر النساء کیوں بنایا؟"

"تیرا منہ اتنا سوجا تھا کہ پہلے تو مجھے بھی نہیں سمجھا کہ تو مہرو نہیں ہے۔ تجھے تو معلوم ہی نہیں ہے کیا کیا ہوا ہے، سارا گاؤں تجھے دیکھنے آیا تھا، پیر صاحب بھی آئے تھے، اخبار والے، ٹی وی والے سب، تو اتنی مشہور ہو گئی تھی کہ تیرا پورا علاج مفت میں ہوا ہے۔" اب وہ اسے کیا بتاتی کہ اس کے ساتھ ساتھ زندگی میں پہلی بار انہیں بھی اہمیت مل رہی تھی۔ مہرو کے خاندان نے تو ایک چھت، تین وقت کا کھانا اور سال کے دو جوڑی کپڑوں کے عوض انہیں غلام بنا کر رکھا تھا۔ وہ یتیم تھیں اور کم عمری میں بیوہ ہو کر وہ بے اولاد ان کے در پر آن پڑی تھیں۔ تب سے ان کا وہاں صرف استحصال ہی ہوا تھا۔ یہ ان کے اپنے مظالم تھے یا پھر ان کہ آہ کہ ایک جھٹکے میں پورا خاندان ختم ہو گیا تھا۔

"آپ نے اسے ملنے والے پیسوں کی وجہ سے مجھے مہر النساء رہنے دیا۔"

www.novelsclubb.com

"ہاں اتنے دنوں سے یہ ساری مغزماری اسی لئے تو تھی۔" پہلی بار انہیں اپنے آنے والے کل کے لیے امید، روشنی اور خوشی نظر آ رہی تھی۔ "فکر نہ کر تجھے بھی دوں گی کچھ پیسے۔" انہوں نے خوشدلی سے فراخدلی کا مظاہرہ کیا۔

"کچھ پیسے؟ یہ تو سارے ہی پیسے میرے ہیں۔" پتہ نہیں کیسے وہ یہ جملہ بول گئی تھی۔

اپنی پچاس سالہ زندگی میں انہیں پہلی بار خوش آئند مستقبل کی جھلک نظر آ رہی تھی جس کے طفیل میں وہ ساری زیادتیاں اور مشقتیں بھلانے کو تیار تھیں۔ زندگی بھر دوسروں کے در پر، ان کے ٹکڑوں اور رحم پر بتانے کے بعد بقیہ زندگی آرام دہ اور سہل بنانے کی ان کی یہ خواہش بلکل جائز تھی اور زندگی کی یہ اکلوتی خوشی بھی اب یہ چھٹانک بھر کی چھوکری ان سے چھیننے کی کوشش کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"سن لڑکی۔۔۔" وہ غرائیں۔ "میں تجھے واپس اسی جگہ لے جا کر اس کھائی میں دھکا دے سکتی ہو اور پورا اطمینان کر کے وہاں سے سرکوں گی کہ تو نیچے کھائی کی تہوں میں

پہنچ گئی ہے، جہاں لاش ملنا بھی مشکل ہو گا۔" وہ دونوں اپنی بقا کی جنگ لڑ رہی تھی اور بات جب بقا کی ہو تو ایک ہی اصول ہوتا ہے کہ کوئی اصول نہیں۔

"ویسے تو ہے کون؟ گھر کہاں ہے تیرا؟ ماں باپ کہاں ہے؟ کسی نے ڈھونڈا نہیں تجھے اتنے دنوں میں؟ کیا گھر سے بھاگی ہے؟ میں نے تجھے مہر النساء بنایا اور تو بھی بنی رہی۔" وہ چپ رہی۔

"اور تو وہاں کیا کر رہی تھی؟ کیا تیرا بھی ایکسیڈنٹ ہوا تھا اسی جگہ؟ اور کون تھا تیرے ساتھ؟" سوال ہی سوال تھے ان کے پاس۔

"میں اسی بس میں تھی۔" وہ اطمینان سے بولی۔

"ہے۔۔۔۔؟ بس میں؟"

www.novelsclubb.com

ماہ بانو نے پہلے حذف کیا حصہ بھی بیان کر دیا بس دلاور کو گلی کا بد معاش بتایا تھا۔

"اتنے دنوں میں تیرے گھر والوں کا تو برا حال ہو گیا ہو گا اور تو گھر کیوں نہیں جا رہی؟ فون بھی نہیں کیا کسی کو؟" اب ان کا ماتھا نئے سرے سے ٹھنک رہا تھا۔

"میرا کوئی نہیں ہے۔ابا تھے ان کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔" وہ بغور اسے دیکھنے لگیں آیا اس کا یقین کریں یا نہ کریں۔اچانک انہیں خیال آیا کہ مہروزندہ تھی یعنی وہ کبھی بھی دھمک سکتی تھی خاص طور پہ اس وقت جب پیسوں کی خبر اس تک پہنچ جائے۔انہیں جلد سے جلد پیسوں کے ساتھ اس علاقے سے دور نکلنے کی ضرورت تھی۔

"اب تو کہاں جائے گی؟"

"آپ کہاں جا رہی ہیں؟"

"یہاں سے بہت دور لیکن سن، بینک سے پیسے ملنے تک تجھے میرے ساتھ رہنا ہو گا۔اس کے بعد جہاں جانا ہے تیری مرضی۔"

"میں جانتی ہوں پیسے صرف مجھے ملے گے۔" وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ کر بول رہی تھی۔

"جو میں سارے ایک شرط پر ہی آپ کو دوں گی۔"

"کیا۔۔۔۔۔۔؟" انہیں اسکا انداز اور بات دونوں پسند نہیں آئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"آپ جہاں بھی جا رہی ہیں مجھے بھی ساتھ لے چلیں۔" وہ انہیں بھانت بھانت کے لوگوں کو انہیں کے انداز میں برتتے دیکھ رہی تھی۔ انہیں ہر قسم کے افراد اور حالات سے نپٹنے کا فن آتا تھا اور اتنا تو وہ جان گئی تھی کہ اسے کسی ایسے ہی دبنگ اور دنیادار سہارے کے ساتھ چپک کے رہنے کی ضرورت تھی۔

انہیں اس سے اس قسم کی فرمائش نما ڈیمانڈ کی توقع نہیں تھی۔ انہیں لگا تھا وہ روپیوں میں سے بڑا حصہ مانگے گی۔

"میرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے تجھے کہاں لے کے پھروں گی۔"

"میرا بھی کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، آپ کے ساتھ ہر جگہ 'پھر' لوں گی۔ آپ یہاں سے دور جانا چاہتی ہے نا؟"

www.novelsclubb.com

"ہاں۔"

"تو ہم ممبئی چلتے ہیں۔"

نانی اور اسکا تعلق ابتدا میں حادثاتی تھا پھر اتفاقی ہوا، اتفاقی سے مطلبی ہوا پھر لازمی اور قلبی ہو گیا تھا۔

بینک سے روپے ملتے ہی اس نے پہلے ڈائیری اور پین خرید کر ساحر کے فون نمبر کے یاد پہلے اور آخری دونوں اعداد اس میں لکھے تھے۔ ممبئ آنے کے بعد وہ مہر النساء ہو گئ تھی۔ اس پھیلے اور بھرے پورے شہر میں اس پر نانی کی مزید صلاحیتیں اجاگر ہوئی تھیں۔ ان کے پاس وہاں کے مقامی ایم۔ ایل اے کالیٹر اور سارے اخبارات میں اس بس حادثے کے متعلق شائع ہوئی خبروں کے تراشیں تھیں جو وہ ہر جگہ اپنے ساتھ لے جاتیں اور کبھی لفاظی سے تو کبھی جذباتی بلیک میلنگ سے سارے کام کروالیتی تھیں۔ اس کا کالج میں داخلہ، اپنے لیے کام، اور دونوں کے لیے ٹی وی، فریج، کولر، پنکھے اور واشینگ مشین سے مزین ایک عدد مکان۔ انہوں نے اس اجنبی شہر میں سب کر لیا تھا۔ رشتوں، محبت اور

www.novelsclubb.com

توجہ کو ترسی وہ دو عورتیں ایک دوسرے کی ساری محرومیاں تو نہیں مٹا سکتی تھیں لیکن بڑے غیر محسوس طور پر وہ ایک دوسرے کا پورا خاندان بن گئی تھیں۔

انہیں ایک مشور لانڈری میں کپڑے استری کا کام ملا تھا اور بقیہ پیسوں سے انہوں ایک بہت چھوٹی سی دکان خرید کر کرائے پر چڑھا رکھی تھی۔ وہ ان چار نمبروں کے ساتھ دیگر نمبر ملا کر روز فون ٹرائے کرتی تھی۔ اسے کامیابی نہیں ملی تھی لیکن اس نے ہار نہیں مانی تھی۔ وہ راہ چلتے چہروں کے سیلاب میں وہ مانوس چہرہ ڈھونڈتی رہتی۔ اس اجنبی شہر میں اجنبیوں کے درمیان اسے ایک مانوس چہرے کی تلاش تھی۔ جونئیر کالج کے بعد اس نے بی اے کیا اور پھر جب اسے نوکری ملی تو اس نے نانی سے بہت کہا کہ وہ اب آرام کریں۔ لیکن ان کا جواب تھا انہیں آرام کی عادت نہیں۔ اتنے سالوں میں جو اصل ترقی ہوئی تھی وہ ان دونوں کا رشتہ تھا۔ بظاہر اب بھی ان کی 'جگل بندی' جاری رہتی تھی لیکن وہ نانی کی سوئی چھپی ممتا کی تسکین کا سامان تھی تو اس نے بھی ماں کے آغوش کی حدت کا مزہ نانی کے سینے لگ کر ہی چکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

گیارہ سال گزر گئے تھے لیکن ہر روزان دوراتوں کو دل وذہن میں تازہ کرتی مہرو کو یہ گیارہ دن سے زیادہ نہیں لگتے تھے۔وہ آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے ایک ہی قسم کے سوالوں سے نبرد آزما ہوتی تھی کہ کہیں میں بہت زیادہ بدل تو نہیں گئی،؟میری پہچان مشکل تو نہ ہو گی؟اسپتال کے بستر پر لیٹے لیٹے اپنے معجزاتی طور پر بچ جانے کے متعلق لوگوں کے خیالات سنتے ہوئے اسے اپنے زندہ رہنے کی وجہ سمجھ آگئی تھی۔اس کی زندگی،زندگی دینے والے کے بعداب زندگی بچانے والے کی امانت تھی۔اور یہی یقین اس کے اتنے سالوں کے انتظار اور تلاش کی بنیاد تھا۔کڑے اور نامساعد حالات میں اکثر ہماری سب سے قابل صلاحیت ابھر کر آتی ہے اور ان گزرے سالوں میں اس کی جو خوبی ابھری تھی وہ اس کی رجائیت پسندی تھی۔اس نے کبھی تھک کر یا مایوس ہو کر ہار نہیں مانی تھی،نہ ہی انتظار ختم کیا تھا۔اس کی ڈائری کے اوراق ختم ہونے آئے تھے۔وہ اپنے یاد چار نمبروں کے ساتھ دوسرے چھ عدد ملا کر فون لگاتی رہتی تھی۔اس دوران کبھی پڑوسی تو کبھی کالج کی ہم کلاس لڑکیاں رشتے لے کر آئیں لیکن اسے اس میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔لاکھ نانی کے سمجھانے کے باوجود بھی اس معاملے میں وہ کچھ سننے کو تیار نہ ہوئی تو انہوں نے بھی اس

ذکر کو ختم کر دیا۔ان کے تجربے اور جہاندیدہ عقل نے اس کے کچھ نہ کہنے کے باوجود بھی انہیں بہت کچھ سمجھا دیا تھا۔اسے جب بھی اپنی پچھلی زندگی کا خیال آتا تو بینو اور سونو کی دل سے یاد آتی تھی۔وہ سوچتی کہ وہ دونوں کس حال میں ہوں گے اور دعا ضرور کرتی کہ ان کے خصلتیں دلاور جیسی نہ ہوں۔ کبھی اسے یہ خیال پریشان کرتا کہ جس پیسے کے بل بوتے پر ان دونوں نے اپنی زندگی سنواری ہے، وہ دراصل کسی اور کے لئے تھا۔ایسے وقتوں میں نانی اسے خوب سناتیں پھر آخر میں تسلی دیتیں کہ جس دن مہرالنساء انہیں مل گئی وہ اس کا پیسہ اسے لوٹا دیں گی حالانکہ وہ سارا پیسہ خرچ ہو چکا تھا۔

چھٹی کے دن وہ نانی کو لے کر گیٹ وے آف انڈیا گئی تھی۔رات میں واپسی کے وقت ٹریفک کی وجہ سے بس سڑک پر رکی تھی اور یوں ہی کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے اس کی گیارہ سالوں کی تلاش ختم ہو گئی۔ سڑک کے دوسرے کنارے پر وہ ساحر ہی تھا۔وہ بے تابی سے کھڑی ہو گئی۔

"ارے کیا کر رہی ہے؟"اسے تیزی سے دروازے کی طرف جاتے دیکھ نانی نے حیرانگی سے پوچھا۔

"آپ گھر جائیں میں آتی ہوں۔" وہ پلٹ کر بولی اور سڑک پر اتر گئی۔

"بھیا ذرا رکنا۔" انہوں نے اپنی نشست سے اٹھتے ہوئے کنڈیکٹر کو اشارہ کیا۔ "مجھے بھی یہیں اترنے دو۔" وہ بھی اس کے پیچھے بس سے باہر نکلیں۔

"مجھے چھوڑ کر تجھے کہاں جانا ہے؟" اس کے انگ انگ سے چھلکتی عجلت دیکھ کر انہوں نے پوچھا۔

"ذرا یہاں گھومنے کا من ہو رہا ہے۔" وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر گاڑیوں کے درمیان راستہ بنا کر سڑک عبور کرنے لگی۔

"ارے۔۔۔۔ میں بڑھی تیری طرح بھاگ نہیں سکتی۔" انہوں نے احتجاج کیا۔ وہ باقاعدہ انہیں گھسیٹ رہی تھی لیکن وہ سن کہاں رہی تھی اس کے تو کان جیسے بند ہو گئے تھے۔

"آپ یہاں بیٹھیں میں ذرا چہل قدمی کر کے آتی ہوں۔" سڑک پار کر کے سمندر کے کنارے بنے فٹ پاتھ پر انہیں سیڑھی پر بٹھا کر، کچھ سنے بنا ہی جس سمت سے بس آئی تھی

وہ الٹا اسی سمت میں تقریباً دوڑی تھی۔ایک نئی اور انوکھی سنسناہٹ و سنسنی اس کے اندر دوڑ رہی تھی۔جو باتیں اسے پچھلے گیارہ سالوں میں سوچنا چاہیے تھیں وہ سارے خیالات ایک ساتھ اس پر وارد ہوئے تھے۔

"کیا میں انہیں یاد ہوں؟"

"وہ مجھے پہچان لیں گے؟"

"درمیان میں کئی سال بھی تو ہیں۔"

"ان کی فیملی؟"

"شادی کر لی ہو گی تو؟"

www.novelsclubb.com

"ان کی بیوی اور بچے؟"

چند قدموں کا فاصلہ طے کرتے ہی سنسنی اور سنسناہٹ اداسی میں ڈھلنے لگی تھی۔اس کے مقابل جا کر ایسی دل شکستہ حقیقت کا سامنا کرنے سے بہتر تھا وہ انتظار کو تا عمر یونہی

رہنے دے۔ ساحر کا سحر یوں ہی بنا رہے تو زندگی زیادہ سہل ہو گی۔ اس نے اچانک پلٹنے کا ارادہ کیا۔ اندر کوئی چیخ چیخ کر اسے آگے بڑھنے کو کہہ رہا تھا مگر اس نے قدم موڑے تبھی ساحر کی آواز آئی۔

"تمہیں رات میں اتنا لیٹ یوں تنہا نہیں گھومنا چاہیے۔" وہ جھٹ پلٹی تھی۔ وہ اسی سے مخاطب تھا لیکن اس نے اس کا نام نہیں لیا تھا۔ اس نے بے قابو ہوتے دل کے ساتھ تصدیق چاہی۔

"آ۔۔۔آپ مجھے جانتے ہیں؟" ساحر کچھ کہتا اس سے پہلے ہی گیند اس کے سر پر آ لگی تھی۔ وہ کراہ کر بیٹھ گئی۔ ساحر بچوں کو ڈانٹ رہا تھا اور وہ اس کے اگلے جملے کی منتظر تھی۔ اس کے لئے سب کچھ ٹھہرا تھا، اس کی سانسیں، اس کا دل اور وقت سب کچھ۔ ساحر نے بنا کچھ کہے نیچے بیٹھ کر اس کی کنپٹی پر رومال رکھا تو اس نے دل میں اس سے سوال کیا تھا۔ "مجھے پہچانا نہیں؟"

www.novelsclubb.com

اس کے چہرے پر مچلتے سوال کا غلط مطلب سمجھ کر ساحر نے وضاحت کی تھی کہ اس نے رومال اس لیے رکھا ہے کیونکہ خون بہہ رہا ہے۔ تبھی نانی اسے پکارتی ہوئی آئی تھیں۔

"مہر النساء۔۔۔۔"اس نے ساحر کو دیکھا اسے حیران ہونا چاہیے تھا کیوں کہ وہ تو ماہ بانو تھی لیکن وہ فکر مند تھا،اس کے زخم کی طرف متوجہ تھا۔گیارہ سالوں میں پہلی بار اس نے اپنے دل میں اعتراف کیا کہ اسے بھول جانا ممکن تھا۔اس کا دل بیٹھنے لگا تو وہ گھبرا کر کھڑی ہوئی،اسے چکر آیا اور اس نے نانی کو تھاما تھا۔

"تم پلیز بیٹھ جاؤ۔"وہ اب بھی گیارہ سال پہلے جیسا ہی رحم دل اور ہمدرد تھا۔اجنبیوں پر مہربانی کرنے والا ان کے لیے فکر منداور مخلص۔نانی اس پر بگڑنے لگیں تو اس نئے انکشاف پر کہ وہ 'خاص' نہیں،وہ تھکی تھکی سی سیڑھی پر بیٹھتے ہوئے بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کوئی نہیں نانی وہ صرف مدد کر رہے ہیں۔"

وہ انہیں لے کر اسپتال گیا تھا۔وہ جلد سے جلد گھر پہنچ کر بہت سارا رونا چاہتی تھی۔اس وقت ساحر کا وہی دوستانہ انداز اور مددگار رویہ اسے رنجیدہ سے رنجیدہ تر کئے جا رہا

تھا۔ پچھلے گیارہ سالوں میں اس نے اپنی جو دنیا بسائی تھی، اس میں وہ کسی کے لیے اتنی اہم اور خاص تھی کہ اس پر نظر پڑتے ہی اس نے پکارنا تھا 'ماہ بانو!' لیکن حقیقی دنیا مختلف تھی۔ چند لمحوں میں ہی اس کا یہ یقین اور اس کے ساتھ اس کا وجود بھی بے وقعت ہو گئے تھے۔ پہلی بار ساحر اور اس کی کار کو دیکھ کر اسے خیال آیا کہ وہ تو آسمانوں سے تھا اور وہ خود زمین کی باسی۔ آسمان والے اتنی دور بھٹک کر کبھی زمین پر آ بھی جائے تو ان کے لیے یہاں یاد رکھنے اور فراموش نہ کرنے جیسا کچھ نہ تھا۔ اسے گھر چھوڑ کر اس کے باہر جاتے ہی اس کا صبر بھی دم توڑ گیا تھا۔

"ارے۔۔۔رے۔۔۔۔اب تجھے کیا ہوا؟ درد زیادہ ہو رہا ہے؟" اس کے یوں رونے پر نانی اس کی جانب لپکیں وہ دونوں ہاتھوں سے پلنگ کے کنارے مضبوطی سے تھامے زار و قطار تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں ساحر کو بلاتی ہوں۔" اس کی خاموشی اور آنسوؤں کی بڑھتی روانی پر نانی پلٹیں۔

"نہیں نانی۔۔۔۔" اس نے ان کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔اس کا یوں بس سے اترنا، وہیں ساحر کا ملنا، اور اس پر اس کا یہ غیر معمولی رویہ، نانی کا ماتھا ٹھنکا۔

"تو اسے پہلے سے جانتی ہے؟"

نانی کو چھوڑ کر اس نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا۔

"مہرو سچی سچی بتا۔" انہوں نے اسے شانوں سے پکڑ کر ہلایا تو وہ ان سے لپٹ کر اور تیزی سے رونے لگی۔

"میرا جی گھبرا رہا ہے مہرو، تو ایسے کبھی نہیں روئی۔"

"تو جسے فون لگاتی رہتی ہے، کیا یہ وہی ہے؟" ان دونوں کا ساتھ سالوں کا تھا۔ وہ اب بھی کچھ نہ بولی۔ نانی سے اسے رونے دیا جب وہ تھک گئی تو انہوں نے اسے خود سے الگ کیا۔

"بتائے گی کچھ مجھے؟" ان کی آواز میں نرمی تھی۔

"انہیں میں یاد نہیں نانی۔" اس نے اپنا چہرہ صاف کیا۔

"تو تو یاد دلا دے۔"

"نہیں نانی۔۔۔"آنسو بہانے کے بعد وہ پر سکون اور ایک نئے خیال کے تحت مطمئن تھی۔روتے ہوئے اسکی سوچ ایک نئی سمت پا گئی تھی۔

"یہی مناسب ہے کہ میں انہیں یاد نہ آؤں۔جن حالات میں میں ساحر سے ملی تھی اور جتنا ان کے علم میں ہے،وہ تو پھر بھی ٹھیک ہے لیکن اس کے بعد کے حالات اور واقعات بہتر ہے ان سے راز ہی رہیں۔ہم دونوں ہی مجرم ہیں نانی،میں کسی اور کی شناخت اپنا کر اس کے نام کی رقم خرچ کر چکی ہوں،ماہ بانو دھوکے باز اور فریبی ہے اور اب وہ انہیں کبھی نا یاد آئے یہ ہی ٹھیک ہے،میں اب ساری دنیا کے ساتھ ساتھ ان کے لیے بھی مہر النساء ہی ہوں۔آپ کو میری قسم نانی آپ ان سے وہی کہانی بیان کریں گی جو ہم اب تک ہر کسی کو سناتے آئے ہیں،جانے کیوں مجھے لگ رہا ہے میری سچائی بتا کر میں انہیں واپس گنوا دوں گی۔میں نے انکی آنکھوں میں مہر النساء کے لیے آج جو رنگ دیکھے ہیں،وہ ماہ بانو کے لیے نہیں تھے۔"

www.novelsclubb.com

اسپتال سے گھر لوٹتے وقت اس نے بغور ساحر کو دیکھا تھا اس کی آنکھوں میں کچھ نئے رنگ تھے جو گیارہ سال پہلے ماہ بانو کے لیے نہیں تھے۔ یہ سارے رنگ مہر النساء کے لیے تھے۔ وہ اب پندرہ سال کی لڑکی نہیں تھی جو ان رنگوں کے مفہوم نا سمجھ پاتی۔ اسے لگ رہا تھا کہ مہر النساء کے ساتھ ایک نئی شروعات کی خاطر ہی ماہ بانو ساحر کی یادداشت سے محو ہوئی ہے۔ ایک طویل انتظار کے بعد اسے وہ ملا تھا جس کی تمنا اس نے ہر لمحہ اور ہر پل کی تھی اور اب اسے تھامے رکھنے کے لیے وہ ہر جوکھم اٹھانے کو تیار تھی۔ نانی اس کی دلیلوں اور منطق سے پوری طرح قائل نہ ہونے کے باوجود بھی ذرا سی بحث کے بعد اس کی بات مان گئی تھیں۔ لیکن اسے انہیں ساری کہانی سنانا پڑی تھی۔

رات بھر آس و نراس میں گھرے رہنے کے بعد جب اس نے گلی کے سامنے ساحر کو کھڑا دیکھا تو اسے اپنا فیصلہ درست لگا تھا۔ ہفتہ بھر روز اس کے ہمراہ سینٹر اور گھر کا درمیانی فاصلہ طے کرنے کے درمیان ساحر کی نظریں اور تبسم محسوس کر کے وہ گدگدانے والے اور دل دھڑکانے والے ایک نئے تجربے سے گزری تھی۔ پہلی بار اس کے جذبات میں ایسی تپش جاگی تھی۔ رومال کے بہانے دن بھر قدم سے ملا کر سڑکیں ناپتے

ہوئے، کھانا کھانے کے بعد جب کافی اس کے آگے آئی تو اس کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔ خود سے کیا ایک ان کہا وعدہ کہ وہ آئندہ پھر کافی ساحر کے ساتھ پیے گی آج پورا ہوا تھا۔ پھر وہی مانوس سا ذائقہ اس نے دوبارہ چکھا تھا میٹھا، تلخ اور نمکین۔

"کیا ہوا؟" کپ ہونٹ سے لگاتے ہی اس کی چھلکنے کو بے تاب آنکھیں دیکھ کر ساحر نے پوچھا تھا۔

"گرم ہے۔" اس نے آنکھیں رگڑتے ہوئے جھوٹ کہا تھا۔

"ٹھنڈی کر دوں؟" اس کا یہ شوخ انداز اس کے لئے نیا تھا۔

انکار میں سر ہلا کر اس نے خود ہی پھونکیں مارنے شروع کر دی۔

ساحل سمندر پر ایک ساتھ ٹہلتے ہوئے جب وہ اسے اپنے متعلق سب کچھ بتاتا اور اپنی دادی کا ذکر کرتا تو اس کا احساس جرم جاگ اٹھتا۔ اس کا من کرتا وہ بھی اسے سب کہہ ڈالے۔ لیکن وہ ڈھنگ سے فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی نہ ہی حوصلہ جٹا پا رہی تھی۔ اس دوران نانی اسے حادثے والی ساری کہانی سنا چکی تھیں۔ دیگر لوگوں کی طرح اس نے یہ

نہیں پوچھا تھا کہ جہاں شادی کرنے جارہے تھے وہ سب تو زندہ تھے پھر اس کی شادی کیوں نہیں ہوئی۔ باقی سب کو نانی بڑے افسوس سے جواب دیا کرتی تھیں کہ بے چاری مہرو کو اتنا صدمہ لگا تھا کہ وہ تیار ہی نہ ہوئی اور اس کے ایک انکار کے بعد وہ لوگ بھی واپس نہیں آئے تھے۔ان کے مطابق وہ منحوس تھی جو سارے خاندان کو کھا گئی تھی۔۔ پھر چند دن کی غیر حاضری کے بعد جب وہ واپس آیا تو اسے اپنی ماما سے ملوانے لے گیا۔اسے ساحر کی امیری کا اندازہ تھا لیکن جب اس نے کار اس عالیشان بنگلے کے آگے روکی تو اس کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑنے لگے تھے۔ وہ کون تھی اور کہاں آگئی تھی۔اس کا احساس کمتری اچھل کر باہر نکلا اس کے کان میں سر گوشی کیے جارہا تھا کہ اس در کے اس پار سے اسے ساحر کی زندگی میں رہنے کی اجازت نہیں ملے گی۔ لیکن جب اس کے سوال کے جواب میں گھمائے پھرائے بنا ساحر نے مضبوط اور فیصلہ کن لہجے میں اسے وہاں لانے کا مقصد بیان کیا تو تازہ تازہ باہر نکلا احساس کمتری جھنجھلا کر غائب ہو گیا تھا۔اور جب ساحر نے اس کا خدشہ رد کر کے صرف اسکی مرضی کو اہمیت دی تو اسکی استقامت، یقین اور ثابت قدمی پر اس

نے بھی اسی پل طے کیا کہ وہ ساحر سے مزید جھوٹ نہیں کہے گی۔اس لیکن اس کا یہ ارادہ عمل میں تبدیل نہ ہو سکا۔

اس کی حسین و جمیل، نفیس و پر وقار سی ماما پر اشتیاق ان دونوں کی منتظر تھیں۔ساحر نے اس نے آنے کی پیشگی اطلاع مع اس کے تعارف کے دے رکھی تھی۔ان کی بتائی اور تجویز کردہ لڑکیوں کو رد کر کے وہ خود کسی کو منتخب کر کے ان سے ملوانے لا رہا تھا۔تجسس لازمی تھا لیکن اسے سامنے دیکھنے کے بعد انہیں اس عام سی لڑکی کے انتخاب کی وجہ سمجھ نہیں آئی تھی۔بڑے غور کے بعد بھی انہیں اس میں ایک ہی خوبی نظر آئی تھی کہ وہ عام سی ہونے کے باوجود پر کشش تھی۔اس نے سن رکھا تھا لیکن پھر بھی ماں بیٹے کے بیچ کا رسمی انداز اسے عجیب لگ رہا تھا۔اپنی ماں سے زیادہ لگاوٹ اور بے تکلفی سے تو وہ نانی سے بات کرتا تھا۔ماما سے بات کرتے ہوئے اس کے انداز میں تکریم اور تکلف تھا۔وہ ان سے فاصلوں پر تھا لیکن انہیں ماں کا درجہ اور عزت دیتا تھا۔اس کے ساتھ رہتے ہوئے اس نے جانا تھا کہ اس سرد سے تعلق کے باوجود اسے اپنے والدین سے محبت تھی،اسے ان کی پرواہ تھی۔اور

www.novelsclubb.com

یہ ہی بات ماما نے اس سے پہلی مالاقات میں کہی تھی جب فون آنے پر وہ ان دونوں سے معذرت کرتا ہوا کمرے کے باہر گیا تھا۔

"ساحر کے پاپا اور میں اسکے معاملات میں مداخلت نہیں کرتے ہیں لیکن وہ ہماری اکلوتی اولاد ہے، وہ بھلے ہی ہمارے ساتھ نہیں رہتا لیکن ہماری پرواہ کرتا ہے۔" وہ اس تمہید کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔ "ساحر سے جڑا کوئی اسکینڈل ہو تو اس کے اثرات ساحر سے زیادہ ہمیں متاثر کریں گے اور ساحر یہ کبھی نہیں چاہے گا کہ شہر بھر میں اس کے والدین کی بدنامی ہو، ان کا نام اچھلے، اس لیے ایسی کوئی بات ہے جو بعد میں پریشانی کھڑی کر سکتی ہو تو ابھی بتادو۔" اور اسکا ذرا دیر پہلے باندھا ارادہ وہیں ڈھے گیا تھا۔ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی آخری کشتی کیسے جلا دیتی۔

www.novelsclubb.com

"ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔" اس نے تھوک نگل کر خشک ہوتے حلق کو تر کیا تھا۔ "ایک حادثے میں میری ساری فیملی جاں بحق ہو گئی تھی، اب میرے اور نانی کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔" اس نے آخری بار فیصلہ کن انداز میں خود کو بھی باور کروایا تھا کہ اب ہمیشہ کے لیے یہ ہی اسکی سچائی ہے۔

پہلے دن اور پہلی ملاقات میں ہی نفیسہ علی کے طمطراق سے وہ ایسی مرعوب ہوئی تھی کہ اس کا اثر زائل ہی نہیں ہوتا تھا۔وہ بڑے شستہ لہجے میں اور نرمی سے بات کرتی تھیں لیکن اس کا اعتماد ان کے سامنے دم دبا کر غائب ہو جاتا تھا۔

اس کے بعد ساحر اسے پاپا سے ملوانے لے گیا تھا۔ماما کے برعکس وہ گرمجوشی سے ملے تھے۔انکی طرح انہوں نے اس کا انٹرویو بھی نہیں لیا تھا۔ان کا انداز دوستانہ اور مشفقانہ تھا۔وہ شادی کا سن کر بہت خوش ہوئے تھے۔شادی کے بعد اس کا تعلق ان سے اور گہرا ہو گیا تھا۔وہ تنہا بھی ان سے ملنے چلی جاتی تھی۔وہ بھی اسے فون کرتے رہتے۔ان سے اسے وہ پدرانہ شفقت مل رہی تھی جو اسے اپنے ابا سے نہیں ملی تھی۔

ان تینوں کے بیچ تلخیاں نہیں تھیں۔بس فاصلے تھے اور گرم جوشی کا فقدان تھا۔

---

www.novelsclubb.com

پارسی بیکری میں ٹھہر کر بنا کیسی ہونی کے گھر پہنچنے کے بعد اس کی فکر کچھ کم ہوئی تھی ۔مزید کچھ دن گزرنے کے بعد وہ پوری طرح مطمئن ہو گی۔ تلوار کی طرح اس کے سر پر لٹکتا دلاور کا خوف اب غائب تھا۔

اگلے ہفتے منصور علی کی سالگرہ تھی۔ پچھلے سال ان کی سالگرہ پر وہ صبح ہی صبح ساحر کے ساتھ جا کر ان سے مل آئی تھی کیوں کہ شام میں ان کے دوست واحباب اکٹھے ہو کر جشن مناتے تھے اور ساحر اس جشن میں شریک نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اس سال وہ خود ان کی سالگرہ کا اہتمام کرنا چاہتی تھی۔ اس نے پہلی بار خود نفیسہ علی سے بھی فون پر بات کر کے اس دن فری رہنے کو کہا تھا۔ ان کا طمطراق پہلے دن جو اس پر چھایا تھا وہ آج تک اسی طرح قائم تھا۔ اس نے ساری منصوبہ بندی کر لی تھی، اب صرف ساحر کے ساتھ جا کر ان کے لیے تحفہ خریدنا تھا۔

"آج آپ جلدی آ سکتے ہیں؟" وہ دفتر کے لیے نکلنے کو بالکل تیار تھا جب ماہی نے پوچھا۔

"کچھ خاص؟" اس نے آئینے میں ٹائی درست کرتے ہوئے کہا۔ آج اہم میٹنگ کی وجہ سے اس نے سوٹ مع ٹائی پہنا تھا۔

www.novelsclubb.com

"پاپا کی برتھ ڈے قریب ہے، ان کے لیے تحفہ لینا ہے۔"

"اوکے۔"اس نے پلٹ کر بانہیں پھیلائیں، وہ مسکراتی اپنی جگہ کھڑی رہی تو اس نے خود ہی آگے بڑھ کر اسے اندر سمیٹا۔ اس کے خود سے آگے آنے میں جانے اور کتنے دن لگنے تھے۔

"میں نکلنے سے پہلے کال کروں گا تم ریڈی رہنا۔"

"ہمم۔"معانقہ معمول سے زیادہ لمبا ہونے لگا تو ماہی نے ٹوکا۔

"آپ کو دیر نہیں ہو رہی؟"

"ساری تیاری کے بعد اب دل نہیں کر رہا جانے کا۔"اس نے سہولت سے اپنی تھوڑی اس کے بالوں پر ٹکائی تو ماہی زبردستی الگ ہوئی۔

"ابھی لیٹ ہو گئے تو شام میں جلدی نہیں آپائیں گے۔"اس نے بیگ اٹھا کر ساحر کو تھمایا۔

"جائیں۔"اسی وقت ٹیبل پر رکھا ساحر کا فون بجا۔ ضروری کال تھا۔ اس نے فون اٹھایا اور اسے اشارے سے خدا حافظ کہہ کر باہر نکل گیا۔

اگر اس وقت آنے والی ساعتوں کا اسے ذرا بھی اندازہ ہوتا تو وہ کسی حال میں ساحر کو جانے نہ دیتی۔

اس کے جانے کے بعد اس نے معمول کے کام میں نپٹائے پھر فرصت سے بیٹھ کر نانی سے لمبی بات کی۔ ان کا مزاج آج کل پل میں تولا پل میں ماشہ والا ہو گیا تھا۔ انہیں خوف ستانے لگا تھا کہ ماہی انہیں تنہا چھوڑ دے گی۔ وہ ان دونوں کے ساتھ اس گھر میں آ کر رہنے کو بھی تیار نہ تھیں۔ ماہی کو اول فول دھمکیاں دیتیں پھر خود ہی شرمندہ ہو کر معافی بھی مانگتیں۔ اسے ان کا یہ نفسیاتی مسئلہ سلجھانا مشکل ہو رہا تھا۔ یہ اس لیے اور بھی مشکل تھا کہ وہ ساحر سے اپنے اور ان کے تعلق سے سب نہیں کہہ سکتی تھی، ان کے اس عدم تحفظ کی اصل وجہ اسے نہیں بتا سکتی تھی۔ ابھی بھی وہ انہیں یقین دہانی کراتی رہی تھی۔ فون رکھ کر اس نے ہاتھ اوپر اٹھا کر انگڑائی لینی چاہی تبھی ٹیکسٹ کی مخصوص آواز پر دوبارہ فون اٹھانا پڑا۔ کسی انجان نمبر سے کچھ تصویریں آئی تھیں۔ تصویر واضح نہیں تھی۔ اس نے فون قریب کر کے غور سے دیکھا۔ وہ ساحر کے آفس کے باہر کی تصویریں تھیں۔ ساحر کے کپڑے بتا رہے تھے کہ وہ تصویریں آج ہی کی تھیں۔ کار سے نکلتے ہوئے، کار کے قریب

www.novelsclubb.com

کھڑے فون دیکھتے ہوئے، بلڈنگ کی طرف بڑھتے ہوئے اور بلڈنگ کے داخلی دروازے پر کسی سی سے بات کرتے ہوئے، وہ کل پانچ تصویریں تھیں۔ ابھی وہ کچھ اخذ کر پاتی اس سے پہلے اسی نمبر سے کال آنے لگی۔ کسی خیال کے تحت اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ جس غنیم سکون کا تصور ہی اسے ہراساں کر دیتا تھا وہ اس تک پہنچ گیا تھا۔ اس کے کانپتے ہاتھوں سے فون گر پڑا۔ اس کی فون اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی یہاں تک کہ رنگ بند ہو گئ۔ اس نے خاموش فون اٹھایا ہی تھا کہ دوبارہ رنگ ہونے لگی۔ ساحر کی تصویریں یاد کر کے اس نے فون اٹھایا۔

"ہیلو۔۔۔۔۔"

"دیکھ لیئے فوٹو؟" دوسری طرف سے دلاور کی آواز ابھری۔ اس نے پھسلتے فون کو مضبوطی سے تھاما۔

www.novelsclubb.com

"تت۔۔۔ تمہیں میرا نمبر کہاں سے ملا؟" مچلتے سوالوں کے درمیان اس کی زبان سے یہ فضول سا سوال نکلا تھا۔

"جب تجھے ڈھونڈ لیا تو تیرا نمبر، تیرا پتا، تیرا آدمی اور اس کا خاندان ڈھونڈنا کون سا مشکل کام ہے۔" وہ اسے حاصل کرنے کے قریب تھا اور اس نے بہت آگے کا منصوبہ بندی کر لی تھی، اسے ایک چانٹے کا حساب بھی لینا تھا اور یہ خوش آئندہ تصور اس کی آواز سے جھلک تھا۔

"کیا چاہتے ہو تم؟" اس نے خود کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے سختی سے پوچھا لیکن آواز کی لرزش پر قابو نہ رکھ سکی۔

"پوچھتی کیا ہے، تجھے بھی اچھی طرح معلوم ہے میری چاہت کیا ہے۔"

"میں اب وہ تنہا اور کمزور بانو نہیں ہوں۔۔۔۔۔" وہ اس کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی ہنسنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"تو اب پہلے سے بھی زیادہ کمزور ہے بانو۔" وہ ذلیل ہی نہیں ذہین بھی تھا۔ "یا پھر مہر النساء کہوں تجھے؟" ماہی کی ٹانگیں بے جان ہو گئی۔ وہ لڑکھڑا کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

"سوچ رہا ہوں اصلی مہرالنساء کی فوٹو پہلے کسے بتاؤں؟ منصور علی خان کو، نفیسہ علی خان کو یا ساحر علی خان کو۔"

وہ رونے لگی تھی۔

"تت۔۔۔تم جھوٹ بول رہے ہو، کوئی تصویر نہیں ہے تمہارے پاس۔"

"مجھے چیلنج مت کر بانو۔۔۔۔"اس کی سرد آواز نے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں مانوس سی سنسناہٹ دوڑادی تھی۔

"تصویر کیا میں اصلی مہرالنساء کو بھی ساری دنیا کے سامنے کھڑا کر سکتا ہوں۔"وہ ایکبار پھر اسی دوراہے پر کھڑی تھی جب اس نے اسے مار دے یا بھاگ جا میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کو کہا تھا۔اسوقت اس کے پاس موقعے کی صورت میں دسترس میں پڑی وہ پرانی استری اور مٹھی میں دبے فون نمبر کی صورت میں امید تھی۔ لیکن آج ہر صورت میں خسارہ ہی خسارہ تھا۔ کیا غلط فہمی ہے دنیا کی کہ تنہا انسان کمزور ہوتا ہے! اس لمحے اسے تو اپنے عزیزوں کی محبت نے کمزور کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم۔۔۔تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔"اس نے خود کو یکجا کر کے پوچھا۔

"یہ مہر النساء کا چولا اتار اور بانو بن کر چل میرے ساتھ، یہ جھوٹی اور دھوکے والی زندگی تو ایک دن کھل ہی جانی ہے، ویسے میں ابھی وہیں کھڑا ہوں جہاں سے تجھے فوٹو بھیجے ہیں۔"اس کا اشارہ ساحر کے آفس کی طرف تھا۔

"م۔۔۔مم۔۔مجھے سوچنے کے لیے کچھ وقت تو دو۔"

"بارہ سال۔۔۔اور کتنا وقت ہونا تجھے؟اور سوچنا کیا ہے، میرے ساتھ چل یا انکار کر، اسکے بعد جو بھی کرنا ہے مجھے کرنا ہے۔"

وہ خود پر قابو نہ رکھ سکی اور رونے لگی۔اس کے رونے کا اثر تھا یا کوئی اور منصوبہ بندی کے ادھر سے دلاور نے کہا۔

www.novelsclubb.com

"میں ایک گھنٹے بعد فون کرتا ہوں، سوچ لے کیا کرنا ہے۔"

ُناقابل یقین سی بات تھی لیکن دلاور نے فون بند کر دیا۔اس نے فون صوفے پر پھینکا اور آنسو پونچھ کر گہری گہری سانسیں لے کر خود کو پر سکون کرنا چاہا۔بے لگام ہوتی سوچوں کی

طنابیں کھینچ کر وہ اٹھ کر ٹہلنے لگی۔ تبھی فون کے مخصوص اشارے پر وہ بے قراری سے فون پر جھپٹی تھی۔ فون کھولتے ہی اس کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔ اس نے ذرا دیر کے لیے ہی اسے دیکھا تھا پھر بھی تصویر میں مہر النساء کو پہچاننا مشکل نہ تھا۔ وہ کیمرے سے کھینچی پرانی تصویر کی موبائل فون سے لی ہوئی تصویر تھی۔ سال بھر کے ساحر کے ساتھ نے اسکے پیروں تلے ہموار زمین اور سر پر تحفظ بھرا آسمان پھیلایا تھا جس نے اس کی شخصیت کو وہ وزن عطا کیا تھا کہ اب وہ مضبوط قوت ارادی کی مالک تھی۔ اسے اتنا تو کامل یقین تھا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے ساحر کی محبت آخری سانسوں تک اسی کے لیے ہے اور اس یقین کے بعد باقی سارے مسائل ثانوی ہو جاتے تھے۔ اپنے خیالات سارٹ آؤٹ کرتے ہوئے حیرت انگیز طور پر اس کی بے چینی کم ہوتی جا رہی تھی۔ انسانی ذہین کی قلابازیاں یوں ہی غیر متوقع، حیران کن اور متضاد سمت میں ہوتی ہیں۔ ایک بار کسی خیال پر اس کی گرفت بیٹھ جائے تو پھر انسانی جسم کے نظام کو اس کے زیر اثر آتے دیر نہیں لگتی۔ سال بھر پہلے ایک منفی خیال اس کے ذہن سے ایسا چپکا تھا کہ اس کا دل بھی ماہ بانو کو

دفن کرنے کے لئے تیار ہو گیا تھا اور آج کسی دوسرے خیال کے تحت وہی دل فوراً سے پیشتر ساحر کے روبرو ماہ بانو کو پیش کرنے کے لئے مچل رہا تھا۔

"ایک گھنٹہ۔" دلاور نے اسے ایک گھنٹے کا وقت دیا تھا۔ اس نے دیوار پر گھڑی میں وقت دیکھا اور یونہی ہاتھ پھیر کر بال درست کیے، اپنا فون اٹھا کر ہینڈ بیگ میں ڈالا اور باہر نکل گئی۔ دلاور کہیں پہنچے اس سے پہلے اسے جلد سے جلد ساحر تک پہنچ کر اسے سب کچھ بتانا تھا۔

اس قدر عجلت میں لفٹ سے گیٹ کی طرف جاتے دیکھ اپنے کیبن میں بیٹھا ہوا اچ مین حیران ہوا۔ ماجرا کیا ہے یا مدد چاہیے کیا، پوچھنے کے لیے وہ اٹھ کر اس کی طرف آنے لگا تو اس کی تسلی کی خاطر ماہی نے مسکرا کر اسے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اسے آنے کی ضرورت نہیں ہے اور گیٹ سے باہر نکل گئی۔ ٹیکسی کے لئے ادھر ادھر نظر دوڑائی اور سڑک کی دوسری طرف کھڑی ٹیکسی کو اشارہ کر کے ہینڈ بیگ سے فون نکالنے لگی۔ ساحر کو کال کر کے اطلاع دینا تھی کہ وہ اسکے آفس آ رہی ہے۔ ٹیکسی سامنے آ کر رکی تو اندر بیٹھ کر اس

www.novelsclubb.com

نے ساحر کے آفس کا ایڈریس بتایا۔ ٹیکسی چل پڑی تھی۔ ابھی اس نے اسکرین لاک ہی کھولا تھا کہ ڈرائیور نے پیچھے مڑ کر اس کے ہاتھ سے فون چھین لیا۔

"اسکی ضرورت نہیں اب بانو۔" دلاور کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

تیسری بیل پر بھی جب دروازہ نہ کھلا تو ساحر نے اپنی چابی نکال کر دروازہ کھولا اور اندر آ گیا۔ اسے لگا کہ وہ بنا کال یا ٹیکسٹ کے آ گیا ہے تو شاید ماہی غسل خانے میں ہو گی۔ اسے آواز دیتے ہوئے اس نے غسل خانہ چیک کیا، ماہی وہاں نہیں تھی، کیچن اور بیڈروم بھی خالی تھے، اس کا ہینڈ بیگ اور فون بھی ان کی جگہ پر نہیں تھے۔ ساحر نے اسے فون لگایا جو سوئچ آف تھا۔ اس کی چھٹی حس اسے ہاتھ پر ہاتھ دھرے اس کا انتظار کرنے سے روک رہی تھی۔ اس نے باری باری نانی، پاپا یہاں تک کہ ماما کو بھی فون لگا کر پوچھ لیا۔ وہ کہیں نہیں تھی۔ اس کا فون بھی مسلسل سوئچ آف ہی آ رہا تھا۔ اس نے نیچے آ کر بلڈنگ کے

www.novelsclubb.com

واچ مین سے ماہی کے باہر جانے کا پوچھا اور اس کے جواب نے اسے صحیح معنوں میں فکر مند کر دیا تھا۔ اسے گئے پانچ گھنٹے ہونے آئے تھے۔ پچھلے چند دنوں کے واقعات اس کی نگاہوں کے سامنے گھوم رہے تھے۔ خود کو لعنت ملامت کرتے ہوئے، اسے مزید ایک گھنٹہ لگا تھا ضروری چیزیں جمع کرنے کے لیے جنہیں لے کر وہ نفیسہ علی کے گھر پہنچا تھا۔ یوں تو اسکے ریٹائرڈ بیورو کریٹ والد اس کام کے لئے زیادہ مناسب تھے لیکن قائد ے سے جانے کا وقت نہیں تھا۔ ماما کے اثر ور سوخ، تعلقات اور سب سے اہم کام نکالنے کی صلاحیت کی آج اسے ضرورت تھی۔ وہ پہلی بار ان سے کچھ مانگنے آیا تھا۔

"یہ سب کیا ہے ؟"اس نے ایک فولڈر ان کے سامنے رکھا تو نفیسہ علی نے پوچھا۔ ہمیشہ کمپوز نظر آنے والے اپنے بیٹے کا الجھا بکھرا روپ ان کے لیے نیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اس میں دو فون نمبرز ہیں، ان کے لوکیشنز اور ایک شخص اور ٹیکسی کی سی سی ٹی وی سے لی ہوئی تصویریں ہیں، ان کے متعلق جو بھی معلومات مل سکتی ہو کسی بھی طرح جلد سے جلد۔"ساحر کی زندگی کی پہلی اور اس فلمی انداز کی فرمائش پر وہ بھونچکارہ گئیں۔

انہوں نے فورا فولڈر اٹھا کر کھولا لیکن کچھ سمجھ نہ آیا۔ ابھی کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ ساحر بولا۔

"کچھ نہ پوچھیں ماما، میرے بتانے اور آپ کے پوچھنے سے وقت ضائع ہو گا، پلیز کوشش کریں کی جلد سے جلد مجھے یہ ساری انفارمیشن مل جائیں، ہو سکے تو چند گھنٹوں میں۔"

انہیں معاملے کی سنگینی کی بو تو رہی تھی لیکن معاملہ کیا تھا سمجھ نہیں رہا تھا۔

"کچھ تو بتاؤ بیٹا۔" انہوں نے اپنا فون اٹھا کر کانٹیکٹس میں کام کے لائق نمبر تلاش کرتے ہوئے کہا۔

"ماہی صبح دس گیارہ بجے کی گھر سے نکلی ابھی تک گھر نہیں لوٹی ہے، اس کا فون بھی سوئچ آف آرہا ہے، میں آپ سے کچھ نہیں چھپاؤں گا لیکن ابھی پہلے آپ کال کریں۔" انہوں نے گھڑی میں وقت دیکھا پانچ بج رہے تھے۔ وہ کال لگاتے ہوئے باہر چلی گئیں۔

"مہر النساء۔۔۔" انہوں نے دل میں کہا۔ اس کا انداز انہیں روز اول سے ہی پر تشکیک لگا تھا۔ انہیں اس کی طرف سے ہمیشہ کسی انہونی کا شبہ رہتا تھا اور آج وہ سچ ہو ہی گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

ساحر وہاں رکا نہیں تھا۔ بے لگام وہموں اور اندیشوں سے لڑتے ہوئے وہ شہر کا کونہ کونہ چپہ چپہ کنگھال رہا تھا۔ اس کی ساری امیدیں ماما کے فون سے تھیں۔ آخر میں وہ مالک حقیقی کے آگے سر بسجود ہو گیا جو خبیر بھی تھا اور وکیل بھی تھا جو مجیب بھی تھا اور رقیب بھی تھا۔ ہر سراغ اور سرا اس کے 'کن' کے بعد ہی ملنا تھا۔ وہ گڑگڑاتا رہا اور مانگتا رہا۔ رات گیارہ بجے کے قریب ماما کا فون آیا اور وہ ہوا کی رفتار سے وہاں پہنچا تھا۔

نفیسہ علی ساحر کے انتظار میں یا پھر پھٹ پڑنے کے لیے بے قراری سے ٹہل رہی تھی۔ ان کے سامنے کافی ٹیبل پر ساحر کے دیے فولڈر کے ساتھ ایک لفافہ رکھا تھا۔ اندر آتے ہی وہ سرعت سے ٹیبل کی طرف بڑھا تھا لیکن اس سے پہلے ہی انہوں نے لفافہ اٹھا لیا۔ اس کا بغور معائنہ کرتے ہوئے وہ پرکھنا چاہ رہی تھی کہ ساحر کس حد تک باخبر ہے یا لاعلمی میں ہی اس حال کو پہنچ گیا ہے۔

www.novelsclubb.com

"کتنا جانتے ہو تم اپنی بیوی کے متعلق؟" ماہی کے لیے غصہ اور ساحر کے لیے تشویش ان کے لہجے سے عیاں تھی۔ ساحر کو اندازہ تھا کہ کچھ سوالوں سے گلوخاصی اب ممکن نہیں۔

"جتنا ضروری ہے اتنا سب کچھ۔" اس کا جواب اور کتنے ہی سوالوں کا مصدر تھا۔

"ساحر۔۔۔" وہ لفافہ کھلتے ہی بکھرنے والے رازوں سے پہلے اسے آگاہ کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ "بیٹا ہم سب ہی اتنے دنوں سے۔۔۔۔۔۔۔۔"

"ماما میرے لئے فلحال ماہی کے پاس پہنچنے سے زیادہ اہم اور ضروری کچھ نہیں۔" اس نے قطع کلامی کی تھی۔ "آپ مجھے یہ دے دیں۔" اس نے ان کے ہاتھ میں پکڑے لفافے کی طرف اشارہ کیا۔

"اگر تم جان لو کہ اس میں کیا ہے تو کبھی اس تک پہنچنے کی کوشش نہ کرو۔" وہ جھنجھلا کر بولیں۔ محبت کے باوجود بھی وہ شوہر اور بیٹے سے دور تھیں تو اس کی ایک وجہ ان میں صبر اور برداشت کا فقدان بھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ماما پلیز۔۔۔" ساحر نے لفافہ لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"میں نے تمہارے معاملات میں کبھی کچھ نہیں کہا لیکن حقیقت جاننے کے بعد میں اب خاموش نہیں رہ سکتی، وہ اور اس کی نانی دونوں فراڈ ہیں۔۔۔۔۔۔"

ایک گہری سانس لے کر ساحر آگے بڑھا اور ان کے ہاتھ سے لفافہ لے لیا۔

"تم سن بھی رہے ہو میں کیا کہہ رہی ہوں؟ وہ تمہاری محبت، توجہ، فکر اور ساتھ کچھ بھی ڈیزرو نہیں کرتی ہے۔" ان کی جھنجلاہٹ اور غصہ عروج پر پہنچ گیا تھا۔

فرش پر پنجوں کے بل بیٹھ کر اس نے لفافہ کھولا اور کاغذات کافی ٹیبل پر پھیلائے۔ حسب امید نفیسہ علی کا کام ڈیٹیلڈ اور ڈاکیومینٹیڈ تھا۔ اس میں بس حادثے کی تفصیل کے ساتھ اصلی مہرالنساء کے تصویر بھی تھی۔ ماہی کے فون کا آخری لوکیشن اس کی رہائیش سے ذرا فاصلے کا تھا۔ اس کے گھر سے نکلنے کے چند منٹ بعد سے اس کا فون بند تھا۔ دلاور کا آخری لوکیشن دوپہر تین بجے کا تھا، اسکے بعد سے اس کا فون بھی بند تھا۔ ایک تیسرے نمبر کی تفصیل بھی تھی جو اس نے ماما کو نہیں دیا تھا۔ دلاور اور اس نئے نمبر والے شخص کے نام پولیس تھانوں میں کئی شکایتیں اور معاملات درج تھے۔ اس نئے شخص کے پتے کے ساتھ ہی اس کے فون کا چالیس منٹ پہلے کا لوکیشن بھی موجود تھا۔ اس نے تیزی سے سارے کاغذات واپس لفافے ڈالے اور کھڑا ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"ساحر۔۔۔۔۔۔۔"انہوں نے بے یقینی سے بیٹے کو دیکھا۔"تمہیں یہ سب جان کر کوئی تعجب نہیں ہوا۔کون ہے وہ لڑکی؟کہاں سے آئی ہے؟اس کے بارے میں ہم ۔۔۔۔۔"بولتے ہوئے وہ ٹھٹک کر رک گئیں۔

"یہ سب تمہیں پہلے سے جانتے ہو۔۔۔"وہ اس کے قریب آئیں۔"اگر ایسا ہے تو پلیز سمجھاؤ مجھے کہ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی کیوں تم اس کے لیے دیوانے ہو رہے ہو،نہ تو وہ لاکھوں میں ایک حسین ہے،نہ اس میں دوسری کوئی ایسی خوبی ہے جو مقابل کو چاروں خانے چت کر دے۔"

"ماما۔۔۔۔"اپنے خوبرو قابل اور مکمل شخصیت کے حامل بیٹے کی سرخ آنکھوں میں تیرتی نمی دیکھنے کا ان کا یہ پہلا اتفاق تھا اور اس تجربے نے انہیں گنگ کر دیا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے ماہی سے محبت ہے۔۔۔"اس نے ہاتھ میں پکڑا لفافہ اوپر کیا۔"سچائی صرف اتنی ہی نہیں ہے،ماہی کا نام ماہ بانو ہے اور۔۔۔۔۔۔"وہ جو کہنے جا رہا تھا اسے وہ اپنے ساتھ قبر

میں لے جانا چاہتا تھا، اپنے اس قدم پر اس کی ندامت اور شرمندگی نفرت کی حدوں کو چھوتی تھی لیکن آج اسے زبان پر لانا ضروری ہو گیا تھا۔

"بارہ سال پہلے دادی کی وفات کے بعد جب آپ کے بیٹے نے اپنی زندگی ختم کرنی چاہی تھی تب اسی ماہ بانو نے آپکے بیٹے کی زندگی بچائی تھی۔" اس کا چہرہ بھیگنے لگا تھا۔

پہلی بار نفیسہ علی کا بیٹے کی جتاتی نظروں سے سامنا ہوا تھا۔ انہوں نے اسے فیملی، ماحول، اپنائیت، تربیت تحفظ، کچھ نہیں دیا تھا، جوان کا فرض اور اس کا حق تھا۔ اس نے بھی کبھی ان سب کا تذکرہ اور شکوہ نہیں کیا تھا۔ لیکن آج عمر کے بتیسویں سال میں اس کے چہرے پر سارے شکوے، محرومیاں اور ان کے کرب چیخ رہے تھے۔ ان پر اپنے سارے قصور ایک ساتھ وارد ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

ساحر نے آستین سے اپنا چہرہ رگڑا اور باہر نکل گیا۔ ایک کامیاب، بااختیار اور مضبوط عورت کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ انہیں ہمیشہ اپنے طرز زندگی اور اصولوں پر فخر رہا تھا

۔ابھی ابھی ہوا اکلوتی اولاد کی خود کشی کی کوشش کا انکشاف اس فخر پر طمانچے کی طرح پڑا تھا۔

گاڑی میں بیٹھے ہی اس نے دلاور کے ساتھی کا لوکیشن گوگل میپ میں سیٹ کیا اور گاڑی راستے پر ڈال دی۔آنکھوں کے سامنے بار بار اٹھتی دھند کی چادر نے جلد ہی اسے سڑک کے کنارے کار روکنے پر مجبور کر دیا تھا۔وہ بڑے جتن سے خود پر بند باندھے ہوئے تھا۔لیکن اس وقت جذبات میں وہ طغیانی تھی کہ اس باڑھ کے آگے سارے بند بیکار تھے۔اسٹیرینگ ویل پر دونوں کہنیاں ٹکا کر اس نے انگلیاں بالوں میں پھنسائیں اور بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔

www.novelsclubb.com

دادی کا اچانک انتقال اس کی زندگی کا پہلا بڑا سانحہ تھا۔وہ ابھی اس سے سنبھلا بھی نہیں تھا کہ پاپا اور ماما نے اپنی علحیدگی کا فیصلہ سنا دیا۔ہزاروں اختلافات کے ساتھ ان دونوں میں

یکسانیت یہ تھی دونوں کی زندگی میں کریئر اور اپنی آزادی کو اولیت حاصل تھی اور اسی یکسانیت نے انہیں بڑی تسہیل سے الگ ہو جانے میں مدد کی تھی۔اس کے آزاد خیال والدین نے سارے اختیارات اسے دے کر خود ہی اپنی زندگی کا فیصلہ کرنے کو کہا تھا۔ قلیل وقت میں یہ دو بڑے حادثات اس سے سنبھالے نہیں جا رہے تھے۔ تنہائی، منفی جذبات اور انتہائی سوچیں اسے بڑی گہری تاریکیوں میں لے گئی تھیں اور تبھی اس نے وہ بزدلانا فیصلہ کیا تھا۔دادی کے بعد یوں بھی اس کے لئے دنیا اور زندگی میں کوئی کشش اور رنگینی نہیں بچی تھی۔رہی سہی کسر نفیسہ علی اور منصور علی کے فیصلے نے پوری کر دی۔ اگلے دن ان تینوں کو ممبئی لوٹنا تھا۔والدین کی لاتعلقی اور بے اعتنائی اب تک وہ صرف دادی کی وجہ سے سہہ پایا تھا۔ان کے بغیر وہ ٹوٹا اور پستیوں میں گرا پڑا تھا۔کوئی نہیں تھا جو ہاتھ بڑھا کر اسے اس ظلمت سے روشنی میں لے جاتا۔اسے ایک ہی راستہ نظر آ رہا تھا کہ وہ بھی دادی کے پاس پہنچ جائے۔وہ کار لیے اپنے اس ارادے کی تکمیل کے لیے نکلا تھا۔کئی گھنٹے یوں ہی کار دوڑانے کے بعد وہ اس پل پر آ کر رکا تھا۔وہ ڈرا ہوا تھا اور مایوس بھی تھا اور اس لمحے ڈر پر مایوسی غالب تھی۔اسے ایکسیلیٹر پر پاؤں رکھ کر کار کو نیچے لے جانا تھا۔کار

اسٹارٹ کرنے سے پہلے اس نے سامنے دیکھا اور چونک گیا۔اس سنسان راستے پر وہ لڑکی تنہا چلی آرہی تھی پھر وہ پل کی ریلینگ کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی اور جیسے اس کا ارادہ بے آواز ہی سیدھا اس کے دل تک پہنچا تھا۔وہ کسی غیبی آواز کے زیر اثر باہر نکل کر اس کی طرف دوڑا اور بالکل صحیح وقت پر اسے پیچھے کھینچ کر خود نیچے گرا تھا۔

"بے وقوف۔۔۔۔۔یہ کیا کرنے جا رہی تھی تم؟" حالانکہ لمحہ بھر پہلے وہ بھی اسی بے وقوفی کے لئے تیار تھا۔

جواب میں وہ رونے لگی۔جب اس نے رونا ترک کر کے چہرے سے ہاتھ ہٹائے تو اس نے سر تا پا اس کا مکمل جائزہ لیا تھا۔اس کا حُلیہ اور اس کے زخم دیکھ کر وہ بلکل بھول گیا کہ اس پل پر کیوں آیا تھا۔اس لڑکی نے دفعتہً اسے دادی کی تعلیمات اور تربیت سب یاد دلا دی تھی۔اسکی گردن پر پھایا رکھتے ہوئے وہ جھجھک رہا تھا کہ اسے تکلیف ہو گی لیکن وہ ساکت تھی۔اس کی یہ لاتعلقی اور بے حسی اس کا اور دل پگھلا گئی تھی۔اس کے برہنہ پیر اور ہر مدد اور سوال پر اس کی آنکھوں میں ابھر رہے حیرت، تشکر اور درد نے اسے اپنے ناشکرے ہونے کا ادراک کرایا تھا۔اس کی ہر پیشکش، چاہے وہ دوائی و مرہم ہو یا سلیپرز و کافی یا

www.novelsclubb.com

پھر کشن، اسکے تاثرات اسے اپنے پریویلجڈ ہونے کا طعنہ دے رہے تھے۔ اسکے پوچھنے پر پل پر آنے کی وجہ بتاتے ہوئے وہ جس یاسیت کے ساتھ اپنی تنہائی کا ذکر کر رہی تھی وہ لہجہ ،اس کا درد ساحر کے لیے بڑا مانوس تھا۔ اسے اپنی دادی سے کہیں باتیں اور دادی کے جواب یاد آ گے تھے۔ اس نے اس سے ہر قسم کی گفتگو کی تھی۔ ویسی ہی جیسی وہ اور دادی کیا کرتے تھے۔ مسائل اور ان کے حل کی، ہلکی پھلکی، دل کی۔ اس کا نام سن کر جب اس نے کہا تھا کہ بڑا ہیوی سا نام ہے، اسی وقت دل میں اس کی تلخیص 'ماہی' کر لی تھی کہ یہ یاد رکھنے کو آسان تھا۔ جب اس نے اپنی جان بچانے کے لیے اس کا شکریہ ادا کیا تو اسے اپنا اٹھایا بزدلانہ قدم یاد آ گیا تھا۔ جو وہ اس سے کہہ رہی تھی، وہ ہی سب اسے اس لڑکی سے کہنا چاہیے تھا لیکن اس سے ملنے کے بعد وہ اپنے اس فیصلے پر اس قدر نادم تھا کہ اب کبھی وہ نہ اسے سوچنا چاہتا تھا نہ یاد رکھنا چاہتا تھا، نہ ہی اسے کبھی زبان پر لانا چاہتا تھا۔ اس کا ممنون ہونا اسے کوڑے کی طرح لگ رہا تھا۔ اس کے تشکر بھرے الفاظ اسے بے کل کر رہے تھے۔ جب وہ اپنی گلی میں جانے لگی تو بے اختیار ہی اس نے اسے پکارا تھا۔ اچانک ہی اس

کے اندر اس کے ساتھ مزید وقت گزارنے کی خواہش ابھری تھی۔اس نے آنے کا نہیں کہا تھا اور وہ کشمکش میں تھا کہ وہ آئے گی بھی یا نہیں۔

اس نے بڑی دقتوں سے ماما پاپا کو اور ایک دن وہاں رکنے پر آمادہ کیا تھا۔اگلی شب جب وہ پہنچا تو وہ وہاں نہیں تھی۔انتظار کرتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ نہ آئی تو کیا اسے اس کے گھر تک جانا چاہیئے ؟لیکن اس کی نوبت نہ آئی۔وہ اس کی چپلیں لے کر آئی تھی۔اس شب اس نے ساحر کی ذات میں دلچسپی دکھائی اور اس سے ذاتی سوال کئے تھے۔جب وہ تھک کر سو گئی تھی تو ساحر نے دل ہی دل میں اسے مخاطب کر کے اپنے مسائل اس کے ساتھ بانٹے تھے۔اس کی تصویر لی تھی۔وہ اسے اسٹینڈ لینے اور اپنی زندگی میں تبدیلی لانے کے لیے اکساتا رہا تھا۔وہ اپنی اس محسن کے لیے کچھ کرنا چاہتا تھا لیکن فلحال وہ اسے اپنا نمبر دے کر ضرورت پڑنے پر حاضر ہونے سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔اس سے رخصت ہوتے وقت اس نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ وہ امتحانوں کے بعد اس کے لیے ضرور کچھ کرے گا تاکہ اسے یہ سب نہ سہنا پڑے۔اس کی زندگی میں ماہی کا ظہور اسے اپنے

www.novelsclubb.com

'حاصلات' کی اہمیت کرا گیا تھا۔دادی کے بعد جو دنیا اسے بلیک اینڈ وائٹ نظر آرہی تھی اس میں پھر رنگ بھر گئے تھے۔

لیکن امتحانوں کے بعد جب وہ لوٹا تو اسکے دروازے پر قفل پڑا تھا۔پڑوسیوں نے بتایا کے گھر کے مرد کا انتقال ہو گیا ہے اور لڑکی بھاگ گئی ہے۔رضیہ اور اسکے بچے قریبی قصبے میں کسی شادی میں گئے ہوئے تھے۔وہ اس کے اس طرح غائب ہونے کی ہر ممکن وجہ سوچ سوچکر پاگل ہوتا رہا۔اسے حیرت اور ملال اس بات کا تھا کہ اس نے ابھی تک اسے فون کیوں نہیں کیا۔وہ کسی متاع عزیز کی طرح فون اپنے قریب رکھتا،اسے ساتھ لیے گھومتا لیکن اس کا فون نہ آنا تھا نہ آیا۔وقت کے ساتھ اس کا افسوس بڑھتا جا رہا تھا۔پھر اسے ترکیب سوجھی کہ اسکی تصویر پیغام کے ساتھ اخباروں میں چھپوائیں لیکن پھر یہ سوچ کر وہ عمل درآمد نہ کر سکا کہ کیا خبر وہ کہیں آرام دہ زندگی بسر کر رہی ہو اور اخبار میں چھپی تصویر اس کے لیے مشکل بن جائے۔وہ رتی برابر اسے جوکھم میں ڈالنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔اسے تلاش کرنے کی خواہش پر اسکے لیے مصیبت بن جانے کا احساس غالب آجاتا۔اسکے اپنے جذبات ہمدردی، ممنونیت اور احسان مندی سے کب ترقی پا گئے اسے

بھی پتہ نہیں چلا تھا۔ اس رات جس طرح پل پر سوتی ماہی سے اس نے دل ہی دل میں کئی باتیں کی تھی اسکے بعد بھی وہ سوئی ماہی کی تصویر سے دل میں اور دل کی باتیں کرتا رہا تھا۔ اس کے بخیر اور خوش ہونے کی دعا اس کا معمول ہو گئی تھی۔ جب ماما نے شادی کا ذکر کرتے ہوئے اسے لڑکی کی تصویر دکھائی تو اس تصویر میں اسے ماہی نظر آئی تھی اور پہلی بار اس نے اپنے سارے جذبات، احساسات اور خواہشوں کو نام دیا تھا، قبول کیا تھا کہ زندگی میں اس کی کمی ہے اور اسے اسکی چاہ ہے۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ یہ چاہ زور آور ہوتی جا رہی تھی۔ وہ ایکبار پھر ماہی کے گھر کا چکر لگا آیا تھا۔ اس بار اسے بینو اور سونو ملے تھے۔ انہیں اپنی آپا یاد تھیں۔ لیکن اسے ماہی اور ماہی کی کوئی خبر اب بھی نہیں ملی تھی۔

اس رات ماما کی طرف سے لوٹتے وقت وہ اسے بڑی شدت سے یاد آ رہی تھی اور پہلی بار اس کے ذہین نے سرگوشی کی تھی کہ ہو سکتا ہے وہ اسے کبھی ملے ہی نا۔ اس نئے ڈرانے والے امکان سے گھبرا کر وہ کار سے نکل کر مرین ڈرائیو پر ٹہلنے لگا تھا اور جیسے تبھی اس کی تڑپ پر اوپر والے کو رحم آ گیا تھا کہ چھم سے وہ اس کے سامنے چلی آئی تھی۔ وہ سر جھکائے اس کی طرف آ رہی تھی۔ شانت ہوتے ہوئے اس نے دل میں ماما کو مخاطب کیا تھا کہ 'یہ

ہے وہ لڑکی ماما جس سے مجھے شادی کرنی ہے۔'اسے پورا یقین تھا اس پر نظر پڑتے ہی وہ بھی اسے پہچان لے گی۔وہ اچانک پلٹنے لگی تو اس نے بے قراری سے آگے بڑھ کر اسے مخاطب کیا تھا۔"تمہیں رات میں اتنا لیٹ یوں تنہا نہیں گھومنا چاہیے۔"اس کا رد عمل اسکی توقع کے بر عکس تھا۔اس کے جواب میں وہ اسے کہتا"پہچانا نہیں؟میں ساحر!"اس سے پہلے ہی اسے گیند آکر لگی۔چوٹ شدید تھی۔اسکے ماتھے پر رومال رکھنے پر ماہی نے جس طرح اسے دیکھا تھا اسے دکھ ہوا تھا۔

"ماہی۔۔۔یہ میں ہوں۔"اس نے ایک بار پھر اسے دل ہی دل میں مخاطب کیا تھا۔اصل جھٹکا تو اسے نانی اور ان کے اسے مہرالنساء پکارنے پر لگا تھا۔نہ وہ مہرالنساء تھی نہ اس کی کوئی نانی۔یہ وقت جواب طلبی کا نہیں تھا۔وہ انہیں لے کر اسپتال پہنچا۔بہر حال وہ خوش تھا کہ وہ مل گئی ہے۔اسپتال سے گھر کا راستہ طے کرتے ہوئے وہ شش و پنج میں مبتلا تھا۔کیا واقعی اس نے اسے پہچانا نہیں تھا یا وہ کسی اور وجہ سے انجان بن رہی ہے۔وجہ مہرالنساء اور نانی کی صورت میں سامنے تھی اور دوسری وجہ۔۔۔

www.novelsclubb.com

"کیا اس کی شادی ہو گئی ہے؟" یہ وہ خیال تھا جو اس کا دل بند کر رہا تھا اور وہ اس سچ کا سامنا کرنے سے اتنا ڈر رہا تھا کہ کچھ کہے سنے بنا وہاں سے نکل گیا تھا۔ لیکن اس کا دل نہ مانا ،کار میں بیٹھ کر خود سے لڑتے ہوئے وہ بلا آخر واپس آیا۔ اتنے سالوں کے انتظار کی ریاضت کا ثمر اس کے سامنے تھا اور وہ یوں چپ چاپ نہیں لوٹ سکتا تھا۔ دراوازے پر دستک دینے سے پہلے وہ کھڑکی سے اندر کا منظر دیکھ کر رک گیا۔

"انہیں میں یاد نہیں نانی۔" وہ اپنا چہرہ پونچھتے ہوئے بول رہی تھی۔

"بے وقوف۔۔۔" وہ اس کی اس غلط بات پہ مسکرایا تھا۔

"تو تو یاد دلا دے۔" نانی نے مشورہ دیا۔

"نہیں نانی۔۔۔" اس نے حتمی انداز میں کہا تھا۔ اور اس کی آگے کی بات سے ہوئے ادھورے انکشاف کے بعد اس کے ذہین میں اس کا ایک ہی جملہ ثبت ہو کر رہ گیا تھا ۔'جانے کیوں مجھے لگ رہا ہے میری سچائی بتا کر میں انہیں واپس گنوا دوں گی۔'

نانی کچھ کہہ رہی تھیں، وہ بھی کچھ کہہ رہی تھی لیکن وہ جیسے مزید کچھ سن ہی نہیں رہا تھا۔ عاقل، بالغ، سمجھدار لوگ بھی کبھی کبھی جذبات میں آکر اور حقائق سے نظر چرا کر ایسے فیصلے لے لیتے ہیں جن کی ان سے امید نہیں ہوتی ہے۔ ساحر کا یہ فیصلہ بھی ایک ایسا ہی فیصلہ تھا۔ اسکے ہونٹوں پہ تالے ماہی کی اس بات نے لگائے تھے کہ وہ آج مہرالنساء سے ملا ہے اور اس کی آنکھوں کے نئے رنگ مہرالنساء کے لیے ہیں۔ اس وقت اس کے گمان میں بھی نہیں تھا کہ اسکا یہ احمقانہ اور بچکانہ فیصلہ کس قدر سنگین ثابت ہونے والا ہے۔ اس کے لیے یہی بہت تھا کہ وہ اسے مل گئی تھی اور اس کی مرضی اور خواہش کے مطابق چلنا اسے معیوب غلط یا مشکل نہیں لگا تھا۔ اس وقت درست یہ تھا کہ وہ دروازہ کھول کر اندر جاتا اور اسی وقت اس کی غلط فہمی دور کر دیتا۔ اس لمحے اپنا صحیح لگ رہا وہ فیصلہ ہر طرح سے غلط تھا، یہ احساس اسے بڑی دیر سے ہوا۔

اسے معاملے کہ تہہ تک پہنچنا تھا سو اسے ماما سے ملانے سے پہلے وہ مہرالنساء کے قصبے کا ایک چکر لگا آیا تھا۔ نانی کی سنائی کہانی کی تصدیق کے علاوہ اس نے وہاں مہرالنساء کے متعلق بھی پوچھا تھا۔ سب نے وہی کہا جو نانی کہتی آرہی تھیں کہ اس حادثے میں نانی پوتی کے علاوہ

سب فوت ہو گئے ہیں۔ وہاں سب کے لیے اسپتال میں زیر علاج رہی ماہ بانو ہی مہر النساء تھی۔ اس نے مہر النساء کی تصویر بھی دیکھی تھی۔ وہاں کسی کو نانی اور مہر النساء کے ٹھور ٹھکانے کا علم نہیں پتہ تھا۔ اس نے وہاں چند ایک کو رابطے کے لیے اپنا نمبر دیا تھا کہ اگر مہر النساء (اصلی) آئے یا اس کی کوئی اطلاع ملے تو اسے فوراً بتایا جائے۔ وہ اسکے منظر پر آنے اور ماہی کے لئے کوئی مشکل کھڑی کرنے سے پہلے ہی حفاظتی اقدام کر رہا تھا۔ اسکے بعد اس نے اور وقت برباد نہیں کیا تھا۔ گیارہ سال بہت تھے۔

بیکری کے باہر دلاور کو دیکھنے کے بعد ماہی کے رویے میں آئی تبدیلی نے اسے فکر مند کر دیا تھا۔ اس کے خیال کی رو مہر النساء کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ اس نے تبھی مہر النساء کے گاؤں میں فون کر کسی نئی اطلاع کے متعلق پوچھا تھا وہاں سے جواب نفی میں پا کر وہ مطمئن ہو گیا تھا پھر جلد ہی ماہی کا رویہ بھی معمول پر لوٹ آیا تھا اس لیے اس نے بھی مزید تحقیق ملتوی کر کے یہ باب بند کر دیا۔

www.novelsclubb.com

کل جب وہ آفس پہنچا تو دلاور پہلے سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔وہ اپنا حلیہ اپ گریڈ کر کے نیا نیا 'بابو' بنا ہوا تھا۔اس سے ملتے وقت ساحر کے خواب وخیال میں بھی نہ تھا کہ اس کے سامنے بیٹھا شخص دلاور ہے۔

"بیٹھیں۔"اس نے خود کرسی پر بیٹھتے ہوئے اسے بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"کس سلسلے میں ملنا تھا آپ کو مجھ سے ؟"

دلاور اسکا بغور معائنہ کرتے ہوئے اپنے پانسے تول رہا تھا۔

"میرے پاس وقت کم ہے۔"اس کی خاموشی پر ساحر نے گھڑی دیکھتے ہوئے رسمی مسکراہٹ سجا کر کہا تھا۔

"بہت سال پہلے شادی کے دن میری ہونے والی بیوی لاپتہ ہو گئی تھی۔"

"دلاور۔۔۔۔؟"ساحر نے دل ہی دل میں کہا تھا۔اس کے چہرے کے تاثرات بدلنے لگے تھے۔

"بڑی تلاش کے بعد اب جا کے ملی ہے۔" آگے ہو کر اس نے ٹیبل پر ہاتھ رکھے۔

"پوچھیں گے نہیں آپ کون ہے وہ؟"

ساحر سرد نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے چپ رہا۔

"جو کام سالوں پہلے ادھورا رہ گیا تھا، میں اب اسے پورا کرنے جا رہا ہوں۔"

ساحر کی مٹھیاں بھینچ گئی تھیں۔ اسی دلاور کی سطح کا اچھی طرح اندازہ تھا وہ کوئی بھی ری ایکشن دے کر اسے اندازے لگانے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔

"سوچا پہلے آپ کو اطلاع دے دوں۔"

"آپ نے خوامخواہ میرا وقت برباد کیا۔" ساحر کرسی کھسکا کر کھڑا ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"آپ سے یا آپ کے معاملات سے میرا کوئی سروکار نہیں ہے۔"

"ارے۔۔۔۔" اس نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ "آپ نے ابھی پوری بات سنی ہی کہاں ہے۔"

جیب سے دو تصویریں نکال کر اس نے ٹیبل پر رکھ کر ساحر کی طرف کھسکائیں۔

"اپنی والی کو ڈھونڈتے ہوئے آپ والی بھی مل گئی۔"ساحر کا فون ہلکی آواز میں بج رہا تھا جسے نظر انداز کیے وہ کھڑا رہا۔

"یہ میری والی ماہ بانو جو شادی والے دن بھاگ گئی تھی۔۔۔۔"اس نے ماہی کی تصویر پر انگلی رکھی اور اس کے بعد دوسری تصویر پر"۔اور یہ مہر النساء، جس کا پورا خاندان بس ایکسیڈنٹ میں مارا گیا تھا۔"دلاور کی نظریں ساحر کے چہرے پر تھیں جو مہر النساء کی تصویر کو دیکھ رہا تھا،پل بھر کے لیے ہی اس کے چہرے پر حیرت ابھری تھی اور وہ پل بھر ہی دلاور کے لیے بہت تھا۔

"پوچھیں گے نہیں آپ کہ آپ کی بیوی مہر النساء کہاں ہے؟"اپنے تئیں اس نے دھماکا کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں۔۔۔۔" ساحر نے تصویریں دوبارہ دلاور کی طرف کھسکائیں۔ "آپ کسی غلط فہمی میں مبتلا، غلط شخص اور غلط جگہ پر آگئے ہیں۔ میری بیوی میرے پاس، میرے گھر میں موجود ہے۔"

دلاور کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پورے اعتماد سے کہتے ہوئے اس نے اسے کنفیوز کر دیا تھا۔ جبکہ حقیقت میں وہ ہی جانتا تھا کہ اس نے کس طرح اپنا غصہ قابو میں کیا ہے۔ اسے لاتوں اور گھونسوں سے نوازنے کی اپنی خواہش دبا کر وہ تحمل کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ اسی وقت ساحر کا جونیئر نمودار ہوا۔

"سر کانفرنس روم میں سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" اس نے انگلش میں کہا تھا۔ اور ساحر جو یہاں سے نکل کر سیدھا گھر جانے کا سوچ رہا تھا کراہ کر رہ گیا۔ پہلے سے طے شدہ اس میٹنگ کو نہ تو وہ ٹال سکتا تھا نہ کوئی اور اس کی جگہ لے سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"انہیں باہر تک چھوڑ آؤ۔" اس نے دلاور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے جونیئر کو حکم دیا اور خود پلٹ کر کانفرنس روم کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن اب اس کے چہرے پر ذرا دیر پہلے

والا ضبط نہیں رہا تھا۔اس کا چہرہ غضبناک ہو رہا تھا۔وہ جلد سے جلد گھر پہنچنا چاہتا تھا کہ اب مزید پردہ داری نہیں۔اسے ماہی سے کہنا تھا کہ جس راز کو راز رکھنے کی کوشش میں وہ ہلکان ہو رہی ہے دراصل وہ کوئی راز ہے ہی نہیں۔انجان بنے رہنے کی یہ بے ضرر سی ادا اب خطرناک موڑ لے چکی تھی۔لاکھ جلدی کی کوشش کے بعد بھی اسے میٹنگ میں چار گھنٹے سے زیادہ وقت لگ گیا تھا۔

ساحر کا ردعمل دلاور کی خواہش اور امید کے برعکس تھا۔اس کی ساری چھان بین اور تحقیقات میں سب سے اہم نکتہ اس سے چھپارہ گیا تھا کہ ساحر ماہ بانو کو جانتا ہے اور یہ کہ ان کا تعلق مہر النساء کے منظر پر آنے سے پہلے کا ہے۔ساحر سے حسب امید نتیجہ نہ ملنے پر وہ نئے منصوبے کے ساتھ ماہی کی طرف آیا تھا اور وہ بڑی آسانی سے اس کے پھینکے جال میں چلی آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

بے وقت بجی اطلاعی گھنٹی پر گم صم بیٹھیں نفیسہ علی نے چونک کر گھڑی کی طرف دیکھا۔ ساحر کو غ ء ے زیادہ وقت نہیں ہوا تھا۔آدھی رات کے وقت کون آیا تھا۔

"اتنی جلدی مل گئی؟" سوچتے ہوئے وہ بھی کھڑی ہوئی تھیں کہ ملازم کے ساتھ نانی اندر آئیں۔ ذہن سے محو ہوئیں لفافے میں بند معلومات ایک بار پھر نہیں یاد آ گئیں، ساتھ ہی سویا غصہ بھی عود کر آیا لیکن وہ شروع ہوتیں اس سے پہلے ہی نانی نے ساحر اور ماہی کی کہانی الف سے ی تک ان کے سامنے بیان کر دی۔ بارہ سال قبل ان کی ملاقات، دلاور، بس کا حادثہ اور اپنی شناخت اور ماہ بانو سے مہر النساء بننے کی تفصیل، سب کچھ۔ ساحر سے ماہی کے لاپتہ ہونے کی اطلاع ملنے کے بعد انہیں یہی مناسب لگا تھا۔ ہکا بکا سب کچھ سنتیں نفیسہ علی، نانی کے خاموش ہونے پر جیسے ہوش میں آئیں اور فون اٹھا کر منصور علی کا نمبر ملانے لگیں۔

ماما کے گھر سے نکل کر اسے شہر کے دوسرے سرے پر جانا تھا اور یہ طویل فاصلہ اس نے کم سے کم وقت میں طے کیا تھا۔ مڈ-مار وے روڈ سے ذیلی چھوٹی سڑک پر مڑنے کے بعد اس نے کار روہیں سڑک کے کنارے چھوڑ دی۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ ماہی اسے یہیں ملے گی۔ رات کے اس پہر تاریکی اور سناٹے میں وہ کار کی آواز اور روشنی سے کسی کو متوجہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسے اس کے اندازے سے زیادہ چلنا پڑ رہا تھا۔ وہ جیسے

www.novelsclubb.com

جیسے اپنے مطلوبہ مقام کے قریب پہنچ رہا تھا لہروں کا شور بھی تدریج بڑھتا جا رہا تھا۔ ساحل کے قریب یہ جگہ کبھی آباد رہی ہو گی اور اسی وجہ سے میپ میں اس کی نشان دہی ہو پائی تھی۔ دور سے ہی ٹوٹے، بوسیدہ، پرانے اور خالی مکانات کے ہیولے نظر آ رہے تھے۔ وہ احتیاط سے آگے بڑھتے ہوئے مکانوں تک پہنچا اور دبے قدموں سے سنبھل کر ایک ایک مکان میں داخل ہو کر ان کی تلاشی لینے لگا۔ دھول مٹی اور ٹوٹے کھڑ کی دروازوں کے علاوہ ابھی تک کوئی ذی روح نظر نہیں آیا تھا۔ تیسرے مکان کی تلاشی کے بعد ٹوٹی دہلیز سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ آواز پر وہ پھرتی سے اندر ہوا۔ وہ جس سمت سے آیا تھا اس کے مخالف سمت سے کوئی موٹر سائیکل پر آ رہا تھا۔ موٹر سائیکل کی آواز سن کر ہی سامنے والے مکان سے ایک دبلا پتلا لڑکا باہر نکلا تھا۔ ساحر نے دیکھا اس مکان کے کسی کمرے سے روشنی آ رہی تھی۔ موٹر سائیکل اس مکان کے باہر روک کر دلاور نے چابی لڑکے کی طرف اچھالی۔

"بھوت ٹائم لگ گیا باس؟" اس لڑکے نے پوچھا۔

"لو چاٹا پھیل گیا تھا، اچھا ہوا منامرا نہیں، نہیں تو واندے تھے۔"

وہ ماہی کو لے کر فوراً شہر سے باہر نکل جانا چاہتا تھا لیکن اسی وقت اس کے باس کا فون آ گیا اور اس کا منصوبہ دھرا رہ گیا۔ مخالف گروہوں کے ساتھ ہاتھا پائی اور لڑائی میں مخالف گروہ کے لوگ زیادہ زخمی ہو گئے تھے اور پولیس تک پہنچنے سے پہلے معاملہ رفع دفع کرنے کے لئے باس نے اسے وہاں پہنچنے کا حکم دیا تھا۔ ماہی کے ساتھ اپنی نئی شروعات کے لئے اسے ابھی باس کی بہت ضرورت تھی سو انکار کیے بنا اسے یہ حکم پورا کرنا تھا۔ ماہی کو اپنے چیلے کے پاس چھوڑا تھا، جو خود تو اس میدان میں نیا تھا لیکن اس کی ماں پرانی اور شاطر کھلاڑی تھی۔

"تو آئی (ماں) کو لے کر نکل جا۔" دلاور نے لڑکے سے کہا۔

"اور لڑکی کا کیا؟"

www.novelsclubb.com

"چھوٹو آ رہا ہے کار لے کر۔"

"کدھر جائے گا اس کو لے کر؟"

"ابھی تو گجرات کی طرف نکلوں گا اس کے بعد دیکھنا پڑے گا، میرا فون بند ہے، میں چھوٹو کا فون لے کے جاوں گا کوئی کام ہو تو اس پہ فون کرنا۔"

اس لڑکے نے سر ہلا کر وہیں سے آواز لگائی۔

"آئی۔۔۔۔"ذرا دیر بعد آئی باہر آئی۔ وہ حلیہ سے مہاراشٹرین تھی اور شکل سے خرانٹ عورت نظر آرہی تھی۔

"بس دو گھنٹے کا کہہ کر کتنا وقت لگا دیا۔" اس نے ناگواری سے مراٹھی میں دلاور سے کہا۔

"ہاں۔۔۔۔اب تو چل۔۔۔۔ چھوڑ دیتا ہوں تجھے گھر۔" اس کے بیٹے نے بھی مراٹھی میں کہا۔

"اس نے کچھ نہیں کھایا ہے۔" موٹر سائیکل پر پیچھے بیٹھتے ہوئے اس نے دلاور کو مخاطب کر کے مراٹھی میں کہا تھا۔ دلاور نے بس سر ہلایا۔

موٹر سائیکل آگے بڑھ گئی تو دلاور مکان کے اندر گیا۔ دم سادھے سب کچھ سنتے ساحر نے پیر کے پاس پڑا لمبا سا لکڑی کا ٹکڑا اٹھایا، اسے ہاتھ میں لے کر اس کی مضبوطی کا اندازہ لگایا اور تیزی مگر احتیاط سے دلاور کے پیچھے مکان کے اندر داخل ہوا۔

وہ بنا سوچے سمجھے، بغیر کسی منصوبے کے ہی یہاں تک پہنچ گیا تھا۔ اچھی خبر یہ تھی کہ فلحال دلاور بھی تنہا تھا۔ اس نے کسی کے آنے کا ذکر کیا تھا اور ساحر کو اس کے آنے سے پہلے ہی دلاور سے نپٹنا تھا۔ یہ مکان دیگر خالی مکانوں سے مختلف تھا۔ اس کا اندرونی منظر اس کے زیر استعمال ہونے کی گواہی دے رہا تھا۔ لیکن وہ رہائش کے لئے نہیں بلکہ ٹھکانے اور اڈے کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔

دلاور پر نظر پڑتے ہی چپکے چپکے آنسو بہاتی ماہی روانی سے رونے لگی۔ وہ فرش پر بیٹھی تھی

www.novelsclubb.com

، سامنے اس کے پیر بندے تھے اور پشت پر دونوں ہاتھ۔

"کیوں آنسو بہا رہی ہے؟ کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔" کمرے میں رکھی اکلوتی کرسی اس کے سامنے کھینچ کر وہ اس پر بیٹھ گیا۔

"تت۔۔۔۔تم۔۔۔۔تم کیا کرنے والے ہو؟ارادہ کیا ہے تمہارا؟"وہ ہراساں تھی مگر ہمت نہیں ہارنا چاہتی تھی۔

"اب تک تو تجھے لے کر یہاں سے کوسوں دور نکل گیا ہوتا اگر وہ روڑانہ ہوتا۔ارادہ تو آج بھی میرا وہی ہے جو سالوں پہلے تھا بس۔۔۔۔۔"اسے دیکھ رہی ماہی اچانک اس کے پیچھے دیکھتے ہوئے چونکی تو وہ جھٹ کھڑا ہو کر پلٹا،اسی وقت ساحر نے لکڑی کا ٹکڑا اس قوت سے اس کے چہرے پر مارا کہ وہ زمین بوس ہو گیا۔ساحر ماہی کی طرف بڑھتا اس سے پہلے ہی دلاور پھرتی سے کھڑا ہو گیا۔ساحر نے پھر وہ لکڑا اس کے بازو پر مارا اب کے وہ بس لڑکھڑایا تھا۔ساحر نے لکڑا اچھینک کر اس کا گریبان پکڑا۔

"مجھے تمہارا یہ حال آفس میں ہی کرنا چاہیے تھا۔"اس نے اپنا گھٹنا اس کے پیٹ میں مارا۔دلاور بری طرح بلبلایا۔اس کا گریبان اب بھی ساحر کی مٹھی میں تھا۔

www.novelsclubb.com

"اس وقت خود پر کنٹرول نہ کرتا تو تم اس وقت ہاسپٹل میں ہوتے یا پولیس اسٹیشن اور۔۔۔۔"اس نے لب بھینچ کر بات روکی اور پوری قوت اور طیش کے ساتھ اس پر

ٹوٹ پڑا۔ دلاور بھی برابری سے مقابلہ کر رہا تھا۔ ماہی مسلسل ہاتھ پر ہلا کر آزاد ہونے کی کوشش میں لگی تھی۔ وہ متواتر ساحر کو پکار رہی تھی۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ دلاور کو مار ہی نہ ڈالے۔

"ساحر۔۔۔۔۔۔" وہ گھبرا کر چیخ اٹھی۔ اپنی کوشش میں ناکام وہ فرش پر گر گئی تھی۔

ہاتھا پائی کے دوران دلاور کو چاقو نکالنے کا موقع مل گیا تھا۔ اسی وقت باہر سے گاڑی کی آواز آئی۔ چاقو لہراتے ہوئے دلاور ہنسنے لگا، چھوٹو آیا تھا اور اب ساحر کو باندھ کر یا مار کر سمندر میں پھینکنا بھی ممکن تھا۔ لیکن اس کی یہ خوشی چند سیکنڈ ہی قائم رہ سکی۔ ایک کے بعد دوسری اور پھر تیسری گاڑی بھی باہر آ کر رکی۔ بدلی صورت حال بھانپ کر اس نے تیزی سے چاقو ساحر کے سینے میں اتارنا چاہا۔، ساحر بچ نکلا تو وہ اور جارح انداز میں اس کی طرف بڑھا تبھی گولی چلنے کی آواز آئی، چاقو زمین پر گرا اور دلاور اپنا ہاتھ پکڑ کر چیخا۔ دروازے پر پولیس کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

ساحر ماہی کی طرف آیا، اسے زمین سے اٹھا کر اس کے پیر کھولے پھر ہاتھ کھول کر اس کے ہاتھ تھام لیے۔

"بے وقوف۔۔۔۔۔" خود پر قابو رکھتے ہوئے بھی اس کی آواز رندھ گئی تھی۔ "یہ کیا کرنے جارہی تھی تم؟" لفظ بہ لفظ وہی جملہ سنتے ہی ماہی باآواز بلند رونے لگی۔

"ماہ بانو یا مہر النساء نہیں تم میرے لیے ہمیشہ ماہی تھی، بارہ سال پہلے بھی اور آج بھی۔" اس کا چہرہ ہاتھوں میں لے کر آنسو پیتے ہوئے وہ بمشکل بول رہا تھا۔ اس کی کلائیاں پکڑ کر ماہی اور شدت سے رونے لگی۔

پولیس دلاور کو لے کر باہر نکلی اور پاپا اندر آئے تو وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ کر روئے جارہے تھے۔ ساحر کی شرٹ ماہی کے آنسوؤں سے بھیگ رہی تھی اور ساحر کے آنسو ماہی کے بالوں میں گم ہو رہے تھے۔ انہوں نے ایک اطمینان بھری سانس لے کر نفیسہ علی کو ٹیکسٹ کیا اور ان دونوں کے قریب آکر ساحر کو پکارا لیکن وہ دونوں دنیا و مافیہا سے بے خبر تھے۔

www.novelsclubb.com

"ساحر۔۔۔" انہوں نے جھک کر ساحر کے شانے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونکا۔

"اب گھر چلو بیٹا۔" انہوں نے دونوں کو مخاطب کیا تھا۔ ساحر نے اپنا چہرہ آستین سے خشک کیا اور اسے خود سے الگ کر کے اس کا چہرہ صاف کر کے اسے لے کر کھڑا ہوا۔

"اب رونا نہیں بیٹا۔" پاپا نے ماہی کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"بالکل نہیں۔" اسکی پھر چھلکنے کو بے تاب آنکھیں دیکھ کر ساحر نے تنبیہہ کی تھی۔

وہاں سے وہ تینوں منصور علی کی رہائش گاہ پر پہنچے تھے جہاں نفیسہ علی اور نانی پہلے سے موجود تھیں۔ نانی سے مکمل داستان سننے کے بعد انہوں نے منصور علی کو سارے واقعات اور حالات بتا کر ساحر کی مدد کے لیے پہنچنے کو کہا تھا۔ نفیسہ علی کی حاصل کردہ معلومات کی بنا پر ان کا ساحر تک پہنچنا آسان تھا۔

www.novelsclubb.com

ساحر ایک لمبی دعا مانگ کر اٹھا تو وہ بیڈ پر بیٹھی تھی۔

"سوئی کیوں نہیں ابھی تک؟" ان دونوں کے فریش ہونے تک نانی نے کھانا تیار کیا تھا منصور علی کے سالوں سے سینت کر رکھے ساحر اور نفیسہ علی کے کپڑے آج ان دونوں کے کام آئے تھے۔ کھانے کے دوران پاپا نے کہا تھا۔

"سب کے پاس کہنے سننے اور پوچھنے کو بہت کچھ ہیں لیکن آج نہیں، کھانا کھا کر سب آرام کرتے ہیں باقی باتیں کل صبح کریں گے۔" سبھی نے ان کی تائید کی تھی۔

وہ ساحر کے کمرے میں تھے جو سالوں سے خالی ہونے کے باوجود بھی زیر استعمال کمروں کی طرح روزانہ صفائی اور ضروری تبدیلیوں کی وجہ سے آباد کمرے کی طرح تھا۔ ماہی کے نماز پڑھنے کے بعد وہ اسے بستر میں لیٹا اور لحاف اوڑھا کر سونے تاکید کرنے کے بعد خود نماز کو کھڑا ہوا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ پچھلے چند گھنٹوں کی تھکن اسے جلد ہی سلا دے گی مگر وہ جاگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیوں جاگ رہی ہو؟" وہ اس کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ ان دونوں کے پاس کہنے اور سننے کے لیے بہت سارا مواد تھا، اسے سمجھ نہیں رہا تھا پہلے کیا پوچھیں۔

"ماہی۔۔۔۔۔" ساحر نے پہل کرتے ہوئے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔ "اس وقت ہم نے جو بھی سوچا تھا، ہمارے دل میں جو بھی احساس تھا، جسے درست مان کر ہم دونوں نے یہ ایک دوسرے سے راز رہنے دیا، یقین کرو آج لگ رہا ہے وہ احمقانہ ترین سوچ اور احساس تھا۔" وہ مسکرایا۔

"تم نے سوچ لیا تھا کہ میں نے تمہیں نہیں پہچانا میں نے بھی مان لیا تھا کہ تم مجھے بھول گئی ہو لیکن میری یہ غلط فہمی بڑے قلیل وقفے کے لئے تھی۔ تمہیں ہاسپٹل سے گھر چھوڑنے کے بعد میں مجبور ہو کر تمہیں یاد دلانے واپس آیا تھا اور اس وقت تمہاری باتیں سن کر جانے کس طرح مجھے یہ ٹھیک لگا تھا کہ اگر تم نہیں چاہتی ہو تو میں بھی تمہیں یاد نہیں دلاوں گا۔ میں ماہ بانو کی جگہ مہر النساء سن کر حیران ضرور ہوا تھا لیکن مجھے تمہارے ماہی ہونے میں رتی برابر بھی شبہ نہیں تھا۔ تمہیں یاد ہو گا کہ ماما سے ملانے سے پہلے میں کچھ دنوں کے لئے شہر سے باہر گیا تھا، اس دوران میں نے وہ سب پتا لگا لیا تھا جو تم مجھ سے چھپانا چاہ رہی تھی۔ میرا مقصد صرف یہ تھا کہ ان سب کہ وجہ سے تمہارے لئے کوئی پریشانی نہ کھڑی ہو۔" وہ پہلے ذرا حیران ہوئے پر اسکی آنکھیں بھرنے لگیں۔

"کچھ دن پہلے تمہارے غیر معمولی رویے پر میرا ذہن مہر النساء کی طرف گیا تھا لیکن میں نے دلاور کے بارے میں نہیں سوچا تھا،اس کی وجہ دلاور ہی تھا نا؟"

ماہی نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر آہستہ آہستہ اسے دلاور سے سامنا ہونے والا قصہ سنانے لگی۔

"یہ مجھے اس وقت سمجھا جب کل دلاور میرے آفس میں مجھ سے ملنے پہنچ گیا۔"ساحر سے تفصیل سننے کے بعد وہ گویا ہوئی۔

"اس نے مجھے یہ دھمکی دی تھی کہ وہ مہر النساء کے متعلق آپ کو بتا دے گا،اس کے آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی میں خود آپ سے سب کہنے کے لیے گھر سے نکلی تھی اور وہ بلڈنگ کے گیٹ کے باہر ہی ٹیکسی لیے میرا انتظار کر رہا تھا۔"

www.novelsclubb.com

"اللہ کا لاکھوں احسان ہے کہ بر وقت ہی سب کچھ سنبھل گیا۔"ساحر نے کہا۔"یہ ہم دونوں کی بے وقوفی کی سزا تھی اور ہمیں اس سے سبق لینے کی ضرورت ہے۔"اس نے مسکرا کر بوجھل ماحول ہلکا کرنا چاہا۔

"ہاں۔۔۔۔۔"اس نے اقرار کرتے ہوئے سر اس کے شانے رکھا۔

"اس تکلیف دہ سچوئشن میں تم نے ایک اچھی بات نوٹ کی؟"ذرا دیر بعد ساحر نے پوچھا اور اسکا جواب سنے بغیر ہی آگے کہنے لگا۔"میں نے پہلی بار ماما اور پاپا کو اپنے لئے۔۔۔۔۔"ذرا ٹھہر کر اس نے درست لفظ سوچا۔"اتنا کنسرن دیکھا ہے اور ایمانداری سے کہوں تو یہ مجھے اچھا لگا۔دادی کہا کرتی تھیں کہ ہر برے حادثے کے پیچھے اللہ کا کوئی منصوبہ ہوتا ہے،شاید وہ بے وقوفی ہم سے اسی لئے سرزد ہوئی تھی۔بڑے عرصے بعد مجھے لگ رہا ہے کہ دادی کے علاوہ کسی اور کو بھی میری پرواہ ہے،آف کورس تمہارے بعد۔۔۔۔۔"اس کی خاموشی پر ساحر نے جھک کر اسے دیکھا۔وہ سو گئی تھی۔اس نے شاید ساحر کی بات بھی نہیں سنی تھی۔اس کے سر کو مزید سہولت سے جگہ دیتے ہوئے ساحر نے پیچھے ٹیکا لگا لیا۔ابھی ابھی ایک نیا دریچہ کھلا تھا اور آنکھیں بند کر کے وہ اسے بند نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اس حادثے کے تین ماہ بعد وہ پھر اسی کمرے میں موجود تھے لیکن بہت ساری تبدیلیوں کے ساتھ۔اب یہ ان کا عارضی نہیں بلکہ پرمننٹ بیڈروم تھا۔ مامااور نانی بھی اب سب کے ساتھ یہاں کی مکین تھیں۔اتنے سالوں کی دوری اور تنہائی کے بعد منصور علی اور نفیسہ علی نے بلاآخر انا کو طاق پر رکھ کر رفاقت کو ایک اور موقع دیا تھا۔سالوں تک تنہا اور کامیاب پیشہ ورزندگی گزارنے کے بعد ان دونوں نے اپنی خواہشوں سے مزید منہ نہ موڑنے کا فیصلہ کیا تھا۔اپنے کریئر اور آزادی پر اپنی فیملی کو ترجیح دی تھی۔انہیں احساس ہو گیا تھا کہ کریئر اور اپنی آزادی کی ان دونوں نے بہت بھاری اور غیر ضروری قیمت چکائی ہے۔ دونوں نے تسلیم کر لیا تھا کہ انہیں گھر کی طلب اور ضرورت ہے پھر اس کے بعد سب آسان تھا۔اور جب ان دونوں نے ساحر اور ماہی کو ایک ساتھ رہنے کی دعوت دی تو وہ جیسے منتظر ہی تھے۔

www.novelsclubb.com

"واو۔۔۔"ڈائیری کے صفحے پلٹتے ہوئے ساحر واقعی حیران تھا۔"تمہاری مستقل مزاج کی داد دینی چاہیے۔"اس میں وہ سارے نمبر درج تھے جو ماہی نے ٹرائی کیے تھے۔یہ سلسلہ اس نے ساحر سے ملنے کے بعد ترک کیا تھا۔

"ویسے پہلے دو اور آخری دو نمبر تمہیں بالکل ٹھیک یاد تھے۔" ورق پلٹ پلٹ کر دیکھنے کے بعد وہ واپس پہلے صفحے پر آیا اور انگلی رکھتے ہوئے قطار سے نمبر دیکھنے لگا۔ صفحے کے آخر میں پہنچ کر وہ رک گیا۔ اس نے مسکرا کر ماہی کو دیکھا۔

"کیا۔۔۔۔؟"

اس نے کھڑے ہو کر رائٹنگ ٹیبل سے پین اٹھائی اور صفحہ پر لکھے آخری نمبر کے تیسرے اور ساتویں نمبر کی جگہ ایک دوسرے سے بدل دی۔

"یہ نمبر لگاؤ۔" ماہی نے حیران ہو کر اسے دیکھا پھر اپنا فون اٹھایا اور نمبر ملا کر فون کان سے لگایا۔ اسے حیرت کا شدید جھٹکا ہورہی رنگ سے نہیں بلکہ سامنے ٹیبل پر رکھے کارڈ بورڈ کے باکس سے آتی رنگ کی آواز پر لگا تھا۔ وہ باکس ذرا دیر پہلے ہی ساحر نے وہاں رکھا تھا۔ ساحر نے اشارہ کیا تو اس نے اٹھ کر باکس کھولا، اندر رکھے فون کی سکرین پر اس کا نمبر چمک رہا تھا۔ اپنا فون بند کر کے وہ باکس اٹھا کر پلٹی۔

"میں نے اسی امید پر رکھا تھا کہ تم جب بھی مجھے کال کرو تو مایوس نہ ہو۔" ساحر کہہ رہا تھا۔

واپس بیڈ پر آکر اس نے باکس دونوں کے درمیان رکھا اور فون ہاتھوں میں لیا۔ وہ بارہ سال پرانا فون کھولتے ہی اسکرین پر اس کی ریلینگ سے سر ٹیک کر سوتی بارہ سال پرانی تصویر تھی۔ اسے رونا آگیا۔ اس کی تلاش، جستجو، طلب، تڑپ، محبت کچھ بھی کبھی یک طرفہ نہیں تھا۔

ساحر نے پہلے ڈائری اور پھر فون اس کے ہاتھ سے لے کر باکس میں رکھا۔

"انہیں ہم یوں ہی سنبھال کر رکھتے ہیں تاکہ بعد میں اپنے بچوں کو بتا سکیں۔" اس نے بکس بند کر درمیان سے ہٹایا اور خود قریب آیا۔

"تمہاری آنکھیں بس برسنے کو مچلتی رہتی ہیں۔" اس کے آنکھیں خشک کرتے ہوئے وہ بولا۔ "صرف فون دیکھ کر تمہارا یہ حال ہے۔"

www.novelsclubb.com

"صرف۔۔۔۔اور کیا ہے ؟"

"میری سلیپرز جو تم نے واپس کر دی تھیں اور۔۔۔۔" وہ جان بوجھ رک کر گیا۔

"اور۔۔۔اور کیا۔۔۔۔؟" اس کی بے تابی دیدنی تھی۔

"مگ جس میں تم نے کافی پی تھی۔"

"ہا۔۔۔۔۔ لیکن یہ سب تو گھر میں نہیں تھا؟"

"اس رات تمہاری اور نانی کی گفتگو سننے کے بعد جب میں نے ڈسائیڈ کیا کہ انجان ہی بنے رہنا ہے، تب وہ سب میں نے یہاں پاپا کے گھر میں لا کر رکھ دیا تھا۔"

"کیوں رکھا تھا آپ نے وہ سب؟" کبھی کبھی اپنی پسند کے جواب سننے کے لیے ہم ایسے ہی آسان سے سوال پوچھ لیتے ہیں۔

"فون تو ظاہر ہے میں نے تمہیں نمبر دیا تھا اور یہ یقین دلایا تھا کہ تم جب بھی مجھے بلاؤ گی میں ضرور آؤں گا۔ مگ اور سلیپرز تو ہمیشہ کار میں ہی رہتے تھے۔ میں نے انہیں اس وقت سنبھال کر رکھا جب تمہارے گھر سے میں تمہیں ملے بنا، تمہاری کسی خبر کے بنا واپس آیا تھا، اب یہ مت پوچھنا کہ کیا سوچ کر رکھا تھا۔"

"کیا سوچ کر رکھا تھا؟" تنبیہہ کے باوجود بھی اس نے وہی سوال کیا تو ساحر نے اسے گھور کر دیکھا۔ خیر، کوئی راز نہ رکھنا طے ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اس وقت مجھے لگا تھا کہ تم گم ہو گئی ہو، کھو گئی ہو، اب پتا نہیں کب ملو گی، ملو گی بھی یا نہیں، تم میری محسن ہو ماہی، میں تمہیں بھولنا نہیں چاہتا تھا۔" اس نے ماہی کو شانوں سے تھاما۔ "اس رات میں نے تمہیں نہیں بلکہ تم نے مجھے گناہ سے اور مرنے سے بچایا تھا۔

"اس کی فرش چشم تر ہونے لگی۔ ماہی نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"دادی کے بعد میں اس قدر مایوس اور ڈیپریسڈ تھا کہ دادی کے پاس پہنچ جانا چاہتا تھا، اگر تم اس وقت بر تج پر نہ آتی تو میں کار سمیت نیچے ندی میں ہوتا۔" ماہی نے تڑپ کر اس کی کلائیوں پر ہاتھ رکھے۔

"ساحر۔۔۔۔"

"یہ سچ ہے ماہی، تم ہر اینگل سے مجھ سے زیادہ بہادر ہو، تم نے نہ صرف مجھے مرنے سے بچایا تھا بلکہ مجھے حاصل آسائشات، نعمتوں اور سہولیات کی قدر کرنا بھی سکھایا تھا، تم سے ملنے کے بعد مجھے احساس ہوا تھا کہ میں کس قدر ناشکرا ہوں میں ہر لحاظ سے پریویلیجڈ ہونے کے باوجود بھی اپنی گنتی کی کمیوں کو اپنی سفر یگز سمجھ رہا تھا۔" وہ ایمانداری سے کہہ

www.novelsclubb.com

رہا تھا۔ یہ ہی وہ احساسات تھے جنہوں نے ابتداء میں اسے اس عام سی لڑکی کو بھولنے نہیں دیا تھا۔ پھر محسن سے محبوب کا سفر بڑے غیر محسوس طریقے سے طے ہوا تھا۔

ساحر اور ماہی کی لو سٹوری دراصل بالکل بنیادی جذبوں کی کہانی تھی۔ یہ قوت ارادی اور مثبت اور روشن پہلو کی تلاش کی کہانی تھی۔ جس کی ابتدا سالوں پہلے عربی والی آپا اور دادی نے کی تھی۔ وہ دونوں طبقاتی فاصلوں کی انتہا پر تھے۔ ایک سب سے اونچی اور دوسرا سب سے نچلی سیڑھی پر۔ ایک طرف بہتات اور دوسری طرف کمیاں، اور یہ دونوں ہی گمراہیوں میں دھکیلتی ہیں۔ ساحر جس طبقے کا حصہ تھا وہاں برائیاں فیشن، عادت اور شوق میں شمار ہوتی ہیں۔ اس کے سامنے خود فراموشی کے ذرائع موجود تھے، لذت کا ہر سامان اس کی دسترس میں تھا اور یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ نفس کی غلامی کا بہانہ تلاش کرتا ہے۔ میرے ساتھ زمانے نے برا کیا، دنیا نے دھوکا دیا، اپنوں نے لوٹا، ناکامی ملی، اور جانے کیا کیا۔ وہ اپنی کمزوریوں پر ان بہانوں کا پردہ ڈالتا ہے لیکن صاف ظاہر ہے ساحر نے آسان خود فراموشی کا راستہ نہیں چنا تھا۔ دادی نے اس کی مٹھی میں جو جگنو تھمائے تھے، اس نے

www.novelsclubb.com

ان کی ننھی روشنی کو مشعل بنا کر اپنا راستہ روشن کیا تھا، ظلمت کو شکست دی تھی۔اس نے ثابت قدمی سے اپنی شخصیت کو پستیوں میں گرنے سے بچایا تھا۔

یہی ماہی نے کیا تھا۔اس کے پاس سارے زمانے سے ناراض ہونے اور رب سے شکایت کرنے کی وجوہات تھیں۔دلاور جس طرح اس پر فدا تھا، وہ چاہتی تو اس کے لیے زندگی سہل کرنا آسان تھا۔اس کی مان کر، اسے مٹھی میں کر کے، اس چھوٹی سی سلطنت پر راج کرنا اس کے لئے مشکل نہ ہوتا۔پھر نہ رضیہ کی مار ہوتی اور نہ گھر بھر کے کام۔دلاور کی بات مان کر گناہ کا آسان مگر کیچڑ زدہ راستہ منتخب کر کے حالات سے سمجھوتا کرنے کی بجائے اس نے بھی عربی والی آپا کی تھمائے جگنو سے اپنے لیے مشعل بنائی تھی۔وہ دونوں کمزور لمحوں میں لڑکھڑائے ضرور تھے مگر سنبھل گئے تھے اور ایک آس، ایک دعا اور ایک چاہ کو سب مان کر زندگی اس کے لیے وقف کر دی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اس دن تمہیں دیکھ کر میں خود سے بہت شرمندہ ہوا تھا۔تم نے میرے اندر ایک عجز و انکسار پیدا کیا تھا۔میں، میرا آج، میری زندگی، میرا سب کچھ تمہاری وجہ سے ہے اس لیے

نئی زندگی اور نئی روشنی عطا کرنے والے اپنے محسن کے استعمال شدہ سلیپرز اور مگ میں نے سنبھال رکھے ہیں۔" وہ مسکرایا۔

"اتنے بڑے بڑے الفاظ اور القاب مت استعمال کریں میرے لیے۔" وہ روہانسی سی بولی۔

"بے وقوف۔۔۔۔" ساحر نے اسے خود میں سمیٹا۔ "یہ تو بڑے معمولی اور چھوٹے ہیں، میرے جذبات اور احساسات صحیح طریقے سے بیان کرنے کے لیے تو مجھے نئے القاب اور الفاظ ایجاد کرنے پڑیں گے۔"

"اس کی ضرورت نہیں بس ایسے ہی خود سے قریب کر لیا کریں۔"

"اتنا قریب یا اور۔۔۔۔۔"۔ وہ اس کے گرد بازوں تنگ کرتے ہوئے ہنسا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ ساحر کے ساتھ اپنے گاؤں جا کر بینو سونو اور رضیہ اور امام صاحب سے مل آئی تھی۔ اتنے سالوں میں بہت کچھ بدل گیا تھا۔ رضیہ اور بینو نے سرد مہری دکھائی تھی، خاص طور پر یہ

جاننے کے بعد کے اس کے اغوا کے الزام میں دلاور جیل میں ہے۔ لیکن سونو نے گرم جوشی کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ پڑھ رہا تھا اور وہ دلاور سے مختلف تھا۔ اسے دیکھ کر ماہی کو امید نظر آئی تھی اور اس نے ان سب سے رابطہ رکھنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

اس کے کہنے پر ساحر نے مہرالنساء کے نام پر معاوضے میں ملی رقم کے برابر رقم، بس حادثے میں مارے گئے سارے افراد کے ایصال ثواب کے لیے وقف کر دی تھی۔

وہ کتنی ہی دیر تک بے یقینی سے ان دو سرخ لکیروں کو دیکھتی رہی۔

"ساحر ذرا جلدی باہر آئیں۔" وہ آفس سے آ کر ابھی شاور لینے گیا تھا۔

"ابھی۔۔۔۔؟ ایسے ہی۔۔۔۔؟" اس نے دروازہ ناک کر کے کہا تو اندر سے ساحر کا سوال آیا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں شاور لے کر آئیں لیکن جلدی۔"

تبھی باہر سے منصور علی نے اسے پکارا۔

'ماہی بیٹا۔۔۔"

"آئی پاپا۔"اس نے ہاتھ میں پکڑا پریگننسی ٹیسٹ کارڈ ٹیبل پر رکھا اور باہر نکل گئی۔

ساحر کو کم از کم پانچ سات منٹ تو لگنے تھے، تب تک وہ واپس آ جائے گی اس نے سوچا تھا۔

کچن میں پاپا نے آج خود کباب اور قیمے کے سموسے بنائے تھے اور اب باہر لان میں کبابوں اور سموسوں کے ساتھ چائے کی تیاریاں چل رہی تھیں۔

نانی ٹرے میں چائے کے لوازمات رکھ رہی تھیں جبکہ اسے کباب کے ساتھ ساتھ کیچپ، چٹنی، ساس اور سلاد ٹرے میں سجانے کے لئے پکارا گیا تھا۔ ماما پہلے ہی ماسٹر شیف بنی اپنی رائے دینے کے لیے لان میں منتظر بیٹھی تھیں۔

"یہ چٹنی بھی آپ نے بنائی ہے؟" ٹرے سجاتے ہوئے ماہی نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں بھائی، یہ مہربانی ذکیہ بی بی کی ہے۔" انہوں نے نانی کی طرف اشارہ کیا۔

"واہ نانی، مجھے تو کبھی نہیں کھلایا آپ نے ایسا اچھا بنا کے۔"

"سب کھلایا ہے تمہیں لڑکی، جب تم جینے کے لیے کھاتی تھی اب مزے لے لے کر کھا رہی ہو تو سمجھ میں آتا ہے۔" نانی نے اسے پھٹکارا۔

"ہو سکتا ہے۔" اس نے ڈھکا چھپا اقرار کیا۔ وہ چائے کی ٹرے لیے باہر نکل گئیں۔ عمر کے آخری دور میں انہیں بھی گھر اور اپنائیت میسر تھے۔

"آپ یہ لے کر جائیں۔" اس نے کباب اور چٹنی کی ٹرے منصور علی کو پکڑائی۔ "باقی سب میں لے کر آتی ہوں۔"

"ساحر کہاں رہ گیا؟" ٹرے اٹھاتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔

"بس آ رہے ہیں وہ بھی۔" اسے جلدی آنے کا کہہ کر وہ چلے گئے۔

وہ ٹرے میں سب کچھ رکھ کر سیدھی ہوئی تھی کہ دور سے ساحر کی آواز آئی۔

"ماہی۔۔۔۔۔۔" آواز کی کھنک اور جوش بتا رہا تھا کہ وہ بھی دو سرخ لکیریں دیکھ چکا ہے۔ وہ مسکرا کر دروازے کی طرف پلٹی۔

"بیو قوف، جلدی نکلنے کو کہنے کی بجائے یہ بتانا چاہیے تھا، کیسے ہوتا ہے تم سے اتنا صبر ؟"

وہ راہدری سے ہی بولتا آرہا تھا۔ وہ جیسے ہی دروازے سے اندر آیا،اس کا خود تک پہنچنے کا انتظار کئے بنا وہ خود ہی معانقے کے لیے آگے بڑھی تھی۔ محبت اور نیت کا خلوص روز اول سے ایک سا تھا بس درمیان میں پڑا راز کا پردہ اسے مجرم بنا کر آگے بڑھنے سے روک دیتا تھا۔ اب کوئی پردہ نہ تھا اور ہمراز تو وہ جیسے آج تھے، کل بھی ویسے ہی تھے، بس فرق یہ تھا کہ کل تک وہ بے خبر تھے۔

آسیہ رئیس خان

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com